

کتابخانه عمومی

کتابخانه عمومی

1995



بایستاد و بنام حضرت علی بن ابی طالب

طبع محبوس بی بی طبع سیر





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اتابہ عاصی پر معاصی سید محمد ان ثولیدہ بیان
کج مج زبان کترین عالم و عالمیان خیب ہو او خلق اللہ
عاصی پر معاصی سید خواجہ تخلص دوست ولد
سید حیات علیخان جاگیر دار ساکن شہر کرپہ غفر اللہ العفار
اپنا حال پر ملال بالاختصار والاجمال اور سبب تالیف یوں
و نظم خیالات پریشان گزارش کرتا ہے بھر آگہی

اسباب تو دد اساس صفحہ قرطاس پر نگارش کرتا ہے۔
 اگرچہ میری داستان قابل بیان نہیں تصریحاً و تشریحاً
 تحریر کا امکان نہیں تاہم مسمیٰ نمونہ خردوار و اندکی
 بسیار بطور یادگار تسلیم ہوتی ہے ۵ حال اپنا
 کہتا نہیں جاتا بچہ آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا۔ ۱۰
 اپنی سرگزشت پر صعوبت و مصدمات بنیہایت کی یاد
 کرنے سے اس قدر حیران ہوتا ہوں کہ دل پیچ و تاب
 کھاتا ہے زندگی و بال ہوتی ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے
 پریشانی بدرجہ کمال ہوتی ہے۔ اور مجھ کو خوف
 و استغیر ہے کہ اگر میں اپنی سرگزشت پوری پوری
 لکھنا چاہوں تو ایک قصہ طول ہو گا ناظرین و سامعین

نکاح دل ملول ہوگا۔ احوال تو انصرام نہ پائیگا پر مطلب دلی باقی
 رہ جائیگا اس لحاظ سے دو کلمے پر منحصر کرتا ہوں قصہ مختصر
 کرتا ہوں۔ - میں بچہ ان صین انتقال والد ذیشان
 نہایت خورد سال تھا اچھے کامیوش نہ برے کا خیال
 تھا۔ جب کچھ ہوش سنبھالا اور حضرت والدہ ماجدہ
 مدظلہا نے بنار و نعمت و تربیت بیغایت آغوش شفقت
 و عنایت میں پالا دنیا و مافیہا کا رنگ اور دوست و دشمن
 کا ڈھنگ دیکھ کر تحیر بدرجہ کمال ہونے لگا اپنی قیمتی
 کمال ہونے لگا پہر باعث ترک وطن انقلاب زمانہ
 ہوا سر پرست و غمخوار اپنا نہ بیگانہ ہوا دوستوں نے
 یونانی کی رفیقوں نے کج ادائی کی جلاء وطن نصیب ہوا

اور نیمہ مچھریاں و اغیار سے دور شہر و دیار سے غریب ہوا
 ملک و املاک لیکر وار و بیلہ حیدر آباد فرخندہ بنیا
 ہوا جس سے دلسوز بیچلے دشمنوں کا دل شاد ہوا —
 چند سے بچا ہمش روزگار اسید وار رہا بعد ازان
 جاگیرات پر تعلق دار رہا پندرہ سال سے اسیمین اپنی
 اوقات بسر ہوتی رہی بخیر و عافیت گذر ہوتی رہی
 جب تقدیر نے یادوری کی جناب فلک انتساب قمر کا
 خورشید قباب خلاصہ اولاد ملوک نامدار نقادۂ احفاد
 سلاطین کامگار مہر سپہر سلطنت و جہانبانی زیور سر
 مملکت گیتی ستانی آفتاب فروۂ خلافت و اقتدار گوہر
 گرانیہ بحر ایالت و امتحان رشع فرو زندہ دودمان تفرخ

عایجناب نواب آصفیہ و الملک بہادر دام اقبال
 و نوالہ و ضاعف اللہ چشمہ و اجلالہ نے خود اس حقیر کو
 یا و فرما کر تقرب ملازمت سے شاد فرما کر ہچشمین میں
 ممتاز فرمایا۔ حسب سہر ضای جناب نواب مدار المہام
 بہادر سرکار عالی مدظلہ العالی اپنا معتمد و مختار کا
 جزو کل بنا کر سفر ہداز فرمایا۔ میں حیران ہوں کہ
 کن الفاظ میں شکریہ نواب محترم الیہ ادا کروں کیونکہ انکی
 قدر افزائی اور عزت بخشی کی شکر کروں۔ حق تو یہ ہے
 کہ اگر ہر سو سے تن زبان ہو ایک حرف شکریہ کا نہ بیان
 ہو۔ جو اونکے عہد توذد محمدین خاکسار کی عزت و حرمت
 ہوئی زندگی آسائش سے گذر رہی خوش گذرانی کی معنی

یہی ہے قاعدہ ہے جب انسان کو فراغت و بیفکری
 حاصل ہوتی ہے طبیعت طرف شعر گوئی کے مایل ہوتی
 ہے۔ اگرچہ خرد سالی سے طبیعت کو لاگ شعر و سخن
 کا چرچا تھا مگر پیشتر یہ لیاقت تھی اہل زبانوں سے
 سجت تھی فصاحت و بلاغت کا نام تھا بندش مضمون
 کا ہر تمام تھا۔ استعایے سے عاری تھا حجب و صلہ
 کچھ زبان پر جاری تھا وہی قلم برداشتہ نظم کرتا تھا
 دریائے فکر میں غوطے کساتا کہسی او بھرتا تھا۔ مگر
 اندون بیاعت خوش نصیب ہی موفور ایک اوستاد
 المتخلص مشہور شاعر بنیطیر شاگرد جناب مرزا
 سلمہ اللہ القدیر ساکن لکھنؤ معروف بہ اس بلدہ حیدر آباد

فرخنده بنیاد میں مقیم ہیں نہایت فصیح و بلیغ
اور بغایت حلیم و سیم ہیں۔ بندہ اونکا شاگرد ہوا
اونکا فرمان و ارشاد اس بارے میں ورد ہوا۔
شب و روز اونکی صحبت کے باعث زبان درست
بندش مضمون چست محاورہ سلیس استعارہ نفیس
روز مرہ مقبول خاص تلازمات پسند اشخاص میں
صارت کامل ہوئی آئینہ زبان میں صفائی حاصل
ہوئی۔ الغرض اندون چند احباب الایق و فایق
علم و مہنر کے شایق زمانے کے موصوف و ممدوح
زندہ دلون کی جان و روح نوخیز و نوجوان خوش تقریر
و خوش بیان اعنی مسمی سید جی میان صاحبانہ گدی

اور شہیدہ سنجیدہ جناب سید حسن مرزا انصاحب
 جاگیر دار موضع کیسہرہ اور جناب عالی قدر والا منزلت
 قدردان سید سلطان عب اللطیف خان صاحب
 سیرشتی خلیہ کو توالی بیرون بلدہ و مشفق مکرمی سید عثمان
 مرزا جاگیر دار و محمد سرور سلمہم اللہ الاکبر وغیرہ
 اور سب احباب نے بالاتفاق بعد شوق و اشتیاق
 یہ ہمدعا کی اور بہزار اصرار یہ تمنا کی کہ ہم مشتاقین
 کی یہ آرزو ہے کہ جو غزلیات آپ کے متفرق اور پرگندہ
 ہیں اونکو جمع کر کے اپنی فکر سے ایک چھوٹا سا
 دیوان سرسہ انجام دے تاکہ ہر ایک مشتاق سیر اس
 گلستان اصفہان و معانی سے حظ وافر و لطف متکاثر

اوٹھائے اور نام تہسار اوپر صفحہ روزگارِ ناپایدار کے
 یادگارِ صغار و کبار کا رہ جائے۔ میں نے عرض
 کیا ہر چند کہ کلامِ اس بیچہ انِ ناکام کا اس لائق
 نہیں کہ بعدِ رضِ تحریر و تسطیر آئے تو سن قلم میں
 یہ طاقبت نہیں کہ میدانِ قرطاس پر جو ہر تیز رو
 دکھائے۔ مگر فرمائشِ اجاب سے تعذر کا یا رہ نہیں
 بلاتعمیل چار امنین مجبور ہوں ولیکن باعترافِ
 عجز و قصور تکمیلِ تمنا سے اجاب میں ساعی یہ قدو
 ہوں۔ الغرض ترغیب سے سب اجاب بعید و
 قریب کے خوشی خاطر یا ان کو سب کام پر مقدم
 جان کر۔ کمرِ ہمت باندہ دامنِ توجہ گردان کر جو غزلین

مستغرق اور پرگتہ تھیں اونکو فرہم کیا اور جو غزلین
 ردیف وار کم تھیں بکاوش بشمار و تفکر بسیار عرصہ قلیل
 میں انجام دیا۔ اور ساتھ اس جلدی کے انصرام پاتا۔
 اس کا نام کا محال تھا تمام کیا اور نام اس دیوان خجلیہ
 بوستان کا تاریخی گلزارِ خیالات رکھا
 اور چند غزلین اوستاد کی نظر فیض اثر سے گزری
 تھیں اور بسا غزلین اور خمسے بلا اصلاح رہے بلکہ
 انظر ثانی کی نوبت بھی نہ آئی احباب کی جلدی سے
 خارج کہانی۔ اب سب احباب و شایقین و ناظرین
 کی خدماتِ عالید رجاءات میں یہ تمنا ہے اور دست
 یہ تمنا ہے۔ اگرچہ بموجب اسکے کہ انسانِ بیوقوف

خطا و نسیان سے ہے پس اگر سہو یا غلطی اس کلام
 دروالتیام میں نظر آئے تلم عفو و رستم سے اپنے
 اصلاح فرمائیں۔ و اگر ہمت بلند و طبع ارجمند
 بمقتضائے نازک مزاجی متقاضی اصلاح بخشی نہ ہو تو
 اوپر خط اس خورد و حقیر کے خورد گیر نہوں بلکہ اردو
 علو ہمتی و امن چشم پوشی سے عیوب کو اس سر ایا عیب
 کے چھپائیں۔ بقدر وسع در اصلاح کوشش
 اگر اصلاح نتوانند پوشند ہ پوش اگر بخند
 رسی و طعن مزین کہ مہیچ نفس بشر نامی از خطا نبود۔

نظم تاریخی در عکاسی و نہایت معتمدی بہ امیر ابن
 بنایتی خواجہ صاحب دام شہید طبع و ادب محمد کاظم حسین لکھنوی تخلص شریف

ملی ہر سید خواجہ کو آج معتمدی
 امیر صاحب بخش ٹیس دیاد
 عروج نہیں کچھ درگرتبا کو لڑ
 فرسید عاقل و ران مدبر عادل
 فصیح و شاعر و ناکمیاں و نکتہ سنا
 شمار نہیں کیا کہ وصف میں بھی

ہر ایک دست کس طرح دزدان
 کہ جسکو دس شرمندہ برنسیان ہو
 سہیل تلمبہ ہر ماہ نو گریبان ہو
 میان اسطو کسری نکلیں لپٹان ہو
 سنہ کلام تو حیرت دنگ بھان ہو
 کہان تملک کوئی مدوح کا شنا ہو

پس اب دعائیہ تاریخ شیفۃ کہے

اکہی نیر دولت بلند و تابان ہو

ایضا

عبدہ ملا ہر سید خواجہ کو اندون
 مصرع شیفۃ فصیحی میں رقم

جاکے نصیب دولت قبان جاہ کو
 ہیں معتمد وزیر علی بادشاہ کو

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

كَلَامُ طَبِيبِ سَيِّدِ دُصَقَالِيَا قَاتِلِ آيَاتِ حَيَاتِ سَيِّدِ خَوَائِمِهَا صَا سَيِّدِ مَوْتِهَا



بَاهِتْمَا تَقْنَمُ ضَعِيفُ شَرَفِ عَاصِي سَيِّدِ عَبْدِ اللَّطِيفِ

دَرْ طَبِيعِ مَجْبُوشِ بَاهِي حَلِيبِ طَبِيعِ اَرَا سَتِ تَكْرَدِ

نور سے خلقت تھی حضرت کی کچھ شین نہیں
 خلد نامی نور جنت ہی جیسے بھیجے خدا
 ان اصحاب نبی کی کیا صفت ہو ادا
 چار یار مصطفیٰ سچو ہو ایاں منحرف
 دشت نعت احمد مرسل میں دوڑا اسقہ
 ہجر دندان مبارک میں جو وہ دگر شین
 جو ہوا حضرت سے منکر ہو وہ مرد و خدا

اس سے ہو ثابت کہ سایہ تھا نہ جسم پاک کا
 خانسا مان کیون رضوان ہو کا پوٹاں کا
 ذہن کچھ لڑتا نہیں یاں بسنت چالاک کا
 درک سفلان ہو گھر آخر اس سفاک کا
 بنگیا ہر ہر قدم چھالوں کو خوشہ تاک کا
 ریشہ ریشہ کیون نہ غم سے جگر مسواک کا
 روسیہ دارین میں ہو کیون اوس پاک کا

جوش الفت میں تیرای دوست بھج جائیگم
 کب تپاوری میں لگتا ہر خس و خاشاک کا

۱۰ عنزل ۳

وہ پرہی روز جو مہمان ہوگا
 گھر میرا غیرت ایوان سلیمان ہوگا

اگر مقابل تیر خورشید رخشان ہوگا
 گریہی ظلم تیرا ای شہِ خوبان ہوگا
 سینہ داغوشی ہمارا ہی رنگِ گلشن
 ہونہ مفتوحِ طلسمِ رخ و کا کل ہرگز
 لینکے احسان ہم دستِ جنون کا پیر
 تیغِ ابرو کو چڑھائی ہین خدا خیر کر
 تیرے خلخال کی بھنچی جو مزارِ وین سدا
 یحان جو چاہو سو کر آج کل اس عالم میں
 سر و سامانِ جان ہی عبتِ نازیدل

زرد رہو گا نخل ہو گا پشیمان ہوگا
 مین تو میں غیر بھی دل کی پشیمان ہوگا
 کوئی سہر نہ سہر طرح گلستان ہوگا
 خازنِ گنج اگر افعیِ پیچا ہوگا
 تارِ تاباں پہی حشت مین گریبان ہوگا
 اب کوئی دم مین یہاں قتلِ غیرِ سیاں ہوگا
 مردِ داغہ بٹھین گریکِ حشرِ نمایاں ہوگا
 ہاتھ ہو گا میرا اور آپ کا دامان ہوگا
 کیونکہ مکر و زہ سہر ہو گا نہ سامان ہوگا



کشتی نوح بھی ہو جائیگی طوفانِ خود
 دوست گر حسرتِ نظارہ مین گریبان ہوگا



غزل

مستعد ہوئے میرے قتل پہ جلا دیا

طوق و زنجیر لٹو ماتھے میں حسد آیا

نغمہ سب بھول گئی گریباغین صیاد آیا

دیکھ کر قیس کی کارامیر استاد آیا

دوستو تب میرے قابو میں پریر آیا

میرا خلاص انھیں بعد میری مراد آیا

تیغ کھینچے ہو تو ترکِ ستم ایجاد آیا

بیڑیاں بڑھتی ہی منت کی ہوا جوشِ جن

دیکھ کر گل کو چمکتی تو بہت ہی بلبل

جوش و خروشِ بیابان جو دکھایا جھکو

سورہ جن کا عمل جبکہ پڑھا ہی برسوں

کر چکے خاک تو جب تھے میری تہہ

عشق جب ترک کیا راہِ حقیقت دیکھی

بھول کر اوس بت کو جو دوستِ خدا یاد آیا

غزل

کبھی تو نگاہِ کرم کیجیے گا

کہانتک یہ جو رستم کیجیے گا

بقیہ غزل

ہزاروں ہی ہر جا کو ہم پہنچا
کبھی عدو وصل باور نہ ہوگا
لب آہو شریں گویاں سیر
اوسے دیکھ خط قاصد اوجھہ لینا
کمال آپکا ہوگا احسان پیکر
شکایت کا کچھ لفظ گرسختی کھلے
شب وصل نیاز بانگایہ منہ تین
جو روینکا لکھتی ہو احوال دسکو
فلق ہوگا دشت بڑی سگی زیاد

اگر سجا ابرو علم کیجیے گا
نہ جنتک کہ قول و قسم کچھ ہوگا
کب لکھ کر کو شک دارم کچھ ہوگا
جواب کا کب تک رقم کچھ ہوگا
قدم رنجہ گر کوئی دم کچھ ہوگا
زبان کو ہماری فلم کچھ ہوگا
سیر حقین آخر کو سیم کچھ ہوگا
سیاہی میں انگوٹھ کو ضم کچھ ہوگا
ایو نہیں یاد گرد مبدم کچھ ہوگا

تم ای دوست ج کو چلے تو ہو لوگین

نہ کعبے میں ذکر صنم کچھ ہوگا

غزل

جاتا نہیں خیال کبھی دل سیار کا
ہو گا وہی چراغ ہماری مزار کا
تھمتا نہیں ہوتا میری چشم زار کا
شاہد ہر مرغ صبح میرے تظار کا
کیا اعتبار یار کے قول و قرار کا
موسم تھا آج کل یہ تمھاری بہار کا
پھر دلوں پر آیا ہی موسم بہار کا
دیکھو نہ دل کھانا کسی دلفگار کا

کیا پوچھتے ہو حال میری انتشار کا
تاریکیِ سحر میں بھی چمکیگا داغِ دل کا
کھل جاتی ہے برس کے گھٹا بھی مگر سنو
گنٹا ہوں تاکہ ہجر میں اس کے رات بھر
کھا کر قسمِ قیاس کے پھر گھر کو وہ گیا
ای گلخوار ترک کی صینِ شباب میں
ساتی جھکا دی بادہ گلگون پھر مجھ کو
چھوڑو جفا و ظلم بھیہ اتھی نہیں طریق

پھولوں کا شوق دیکھ کے کہتے ہیں باغبان

عاشق ہو اہر دوست کسی گلزار کا

غزل

ایک دن آیانہ تو یہاں کن مہینا ہو گیا	جان نیا سحر ام روشوار مہینا ہو گیا
ساری شگنری ترپ کر یا دین شے	بادہ گلگون کجہ لے خون مہینا ہو گیا
گنج حسن خید بل کھاتو بدج با قلف	چہرہ اوس سمین بن نکا کیا خیرنا ہو گیا
بام پر میری جو آیا وہ مسیحا ناز سے	آسمان چار پی کوٹھے کا زینا ہو گیا
ٹپکا یکہ طرہ بھی گراو سکو اوٹھا کر لیا	عطر سبز بڑا ہر مین اوسکا پسینا ہو گیا
اوس کمان بروینے مارا اسقد تیر نظر	شکل غریب الب بشتک اپنا سینا ہو گیا

غرق بحر عشق میں یار دوست جب نون تجھ
پار ایں ریاسے گرا اپنا سفینا ہو گیا

غزل

۱۲

۸

بیچ ڈالے ہزار کیا کھنا

زلف کھلا کے یا کیا کھنا

ناگنی زلف کس بلا کی ہیں

اوسکو تو دیکھتے ہی صاف ہوا

جوش طوفان کھایا فرق تیر

دل نہیں چاہتا تو کیوں تڑپ

چمن حسن پر تیرے اہل گل

خطِ گلزار میں لکھا تھا جو خط

رابط اغیار سے ہوا تو کو بہت

ضبطِ فرق میں اس قدر تیرا

ان بتوں کی تلاش میں بنجا

ایک پردہ نشین کو دل کی

دوست کا حال کچھ پوچھو تم

دل کو رکھتے ہیں مار کیا کھنا

ایدل پر غبار کیا کھنا

دیدہ اشکب ار کیا کھنا

اسکا پھر بار بار کیا کھنا

آج کل ہی بہار کیا کھنا

ہر گلے کا وہ مار کیا کھنا

جسے بہتا ہی عار کیا کھنا

ایدل بے قرار کیا کھنا

جسے چھوٹا دیار کیا کھنا

ہیں بہت درسا کیا کھنا

سب ہی آشکار کیا کھنا

غزل

جاتا ہر وقت چیلو نمیر جا باں شباب کا	چکھو او جلد ذائقہ وصل و تیراب کا
حاجت گزرن کی باد کشتی میں نہیں پہن	دل خن ہا ہر شوق کرین کیا کیا کا
بیوجہ ہو گئے جو خفا کیا سبب ہوا	ہا ہر کھلانہ حال تحاریر عتاب کا
دیکھا ہر جبے اوس رخ روشن کے نور کو	پھر انگھہ بھر کے دیکھا نہ منہ افتاب کا
اوس بحر حسن کے جو لڑائی تھی آنکھ کچھ	کیا پانی ہو کو کھج گیا دیدہ حباب کا
بس اور کیا کھوں اخطا دیکر قاصد	کہنا کہ انتظار بہت ہی جواب کا

دوست دوستی ہر کچھ اہلیت سے

ہو آسرا جناب رسالت مآب کا

غزل

۹

۱۰

جس کو دیکھا سو بی وفا دیکھا	ہر ایک سے دل لگا دیکھا
-----------------------------	------------------------

عشق میں اشتیاق لگ گیا دیکھا
خود غرض میں جہاں میں مقصود
ازمان میں جہاں کی باتیں
ہو حسین کمسنی کا عالم ہر
اوسکا کا ناہیچا یہ مری گیا
باغ عالم میں ہر شگفتہ کوں
پیش آتا لکھا ہر قسمت کا

دل کو آفت میں مبتلا دیکھا
زر کا ہر یک کو آشنا دیکھا
نہ برائی میں کچھ بھلا دیکھا
تسے کیا ہی ابھی سنا دیکھا
زلف افعی کو آزما دیکھا
رنگ کس کا یہاں جما دیکھا
نہ مٹاؤ سے وہ مٹا دیکھا

بند ان بتوں سے باز آیا
دوست میںے نکچھ مراد دیکھا

غزل

شہ مردان کا جو تو دل سے شناخو ان ہوتا
مر تیرا نہ کیوں مثل سلیمان ہوتا

نعت گرام احمدِ مرسل کی تو کرتا تحریر
اسمِ عظم تو محسوس کا اگر کرتا ورد
حرص کو چھوڑ کر یادِ اچھی کرتا
دلسی گر کلمہ طیب کو تو پڑھتا رہتا
گرا دافرضِ خدا ہوتی تو پھر وقفِ ضیاء
مدحت گو ہر دُعا نبی اگر لکھتا
آلِ احمد سے اگر الفتِ قلبی ہوتی

مصربان تجھ پہ نکیون ایزدِ سبحان ہوتا
خالقِ ہر دوسرا تیرا نگہبان ہوتا
عمر بھر دھرمین ہرگز نہ پریشان ہوتا
مصحفِ رخ تیرا ایک صفحہ قرآن ہوتا
سامنے آنکھوں کو جنت کا گلستان ہوتا
نقطہ خاموش سے ٹپک کر دُغلطان ہوتا
حشر کو ادا نکاتِ تیرے ہاتھ میں دانا ہوتا

کسی دوستا دس گر مشو لیتا ای دوست

کیون سخن تیرا نہ مقبولِ سخن دان ہوتا

غزل

سنہ جو دیکھے ہمارے دلبر کا

صاف ہو کا ہو محمدا نو کا

قدرِ عناسی او سکو کیا نسبت

لاش میری او دہر سو لیجنا

پیکت ہی خود ہمارا طائر دل

جب سوہ سنگدل بڑا پاک

دوستی جس سہی ہو آدھن

تن لاغری اپنے بستر پر

دل بھی وہ دشت کے تادم پر

غم دارین سے وہ ہوا فرغ

یا علی مشہرین برا خدا

دعویٰ بیکار ہی صنوبر کا

راستہ ہو جو یار کے در کا

کون محتاج ہی کیو تر کا

دل بھی اپنا بنا ہی شہر کا

کس سے شکوہ کروں جہنم کا

گویا نقشہ ہوتا رستہ کا

ایک نخلہ پہلو سے سر کا

ور د جسکو ہی نام حیدر کا

دے تجھے مجھ کو جام کوثر کا

دوست امت میں ہی مجھ کے

خوف او سکو نہیں ہی مشہر کا

غزل

شب صبا کا قصہ کہا نہیں جاتا	کہے بغیر بھی لیسکن ما نہیں جاتا
جوشب بستی شیریں یار کی چالی	نیری زبان سو ابھی تک سزا نہیں جاتا
ذرا تو ناگنی زلفوں کو رخ سوسر کاؤ	تسار و گالوں کو جسے چھو نہیں جاتا
نخالو اب کوئی تدبیر وصل کی دہر	کہ صدمہ ہجر کا دل پر سہا نہیں جاتا
جو بوسہ مانگتا ہوں سکر کر کہے ہیں	دل تو اتنے کہ جسے گنا نہیں جاتا
ہو تو میں زار ہم اب انتظار میں ہے	جو بیٹھے ضعف میں تہک اٹھا نہیں جاتا

قلم بھی رکتا ہر اب مار شرم کا دوست
مرا جو وصل میں پایا لکھا نہیں جاتا

غزل

چرا جہان میں جسکے ہو حسن و جمال کا	عاشق ہوں جان ولسو اور خوشن کا
------------------------------------	-------------------------------

بھرا گل میں غنچہ دہین چشم نرگسی
 سنکیر پیام وصل وہ خاموش ہتی ہین
 راتیں ٹپٹپ کے جدائی میں کٹی ہین
 ایدل خدا بچا ہر آفت کا سامنا
 اوس ماہ رو کو وصل سہر روز عید
 آیا نہ پاس جا کے کبھی پھر وہ ایک دم
 روتا ہوں جبکہ میں تعز یہ کہتا ہر شعلہ و

یوٹا سا قد ہیا رو میری نو نہال کا
 ملتا نہیں جواب ہمارے سوال کا
 اسی گارو ز کو نسا یا رب صال کا
 ہوتا ہی پھر او دھر پیام اب صال کا
 طول شب فراق تھا ہر ایک سال کا
 ہی ایک طور عمر کا اور اوسکی چال کا
 گرمی میں سو م اگیا لو برشکال کا

اوس گل کی دوستی میں تکر کھیلانہ دوست

اب رنگ دیکھو اور کسی نو نہال کا

غزل

صورت سے بھی ہماری وہ ہزار گویا

ناجہ خفا وہ ہم سے تم گار ہو گیا

جب سے جدا ہو مجھے میرا رہ گیا	اس ننگی سہول میرا سزا رہ گیا
یوسف کی طرح لاکھ خریدا ہو گئی	یک دن جو وہ کبھی سیر یا زار ہو گیا
راتوں کی نیند اور گئی ہر خواب جو حرام	جانم خدا مجھ کو نواز رہ گیا
افسوس انقلابا نیکادیکھئے	سمجھے تھی جس کو یار وہ اغیار رہ گیا
عشاق چھاتی بیٹھیں کہ دین جائے تعمیر	دل لیکو اور سکانام تو دلدار ہو گیا

دیکھو مجھ دشمنی نہیں کرتا وہ ذکر دوست	ایسا کچھ اوسکو ملنے سے انکار ہو گیا
---------------------------------------	-------------------------------------

۱۶	غزل	۹
----	-----	---

کیا کام ہی بیان تیرا بدار کا	بہل ہوں میں تجھ دشنہ مڑگان باریکا
ای غنایب تجھ کو مبارک ہے وصل گل	نظارہ بس نصیب ہمیں گلے خدا کا
اشکو نسو اپنی ہو گئی سرسبز داغ دل	عالم دیکھایا آنکھ نے ابر بہار کا

اب انتظار ہو فقط ابر بہار کا
گر بوستان میں لاکھ ہو نغمہ ہزار کا
پھنچا پھل حال ہجر سحر اب جسم زار کا
ہاں ی تو میں بندہ ہوں درگاہ کا
جنت میں نہ تو طرز اگر کوئیے یار کا

ساقی بھی ہو شراب بھی ہو اور کیا بھی
اوس گل اخیر خاک ہو گلشن کی بسیار
ممکن نہیں کہ تارِ نطس سے ہوا مٹیا
بس و بر و میری نہ خدائی چچا
محشر میں بھی خلد کے جانیکا نام کا



جس نخل جان فرما کر حسین و حسن ہیں گل
ہو دوست غزلیک سی شاخسار کا



عندل



کسی یہ قصد نہیں اب تو شناسی
عبث خیال کیا او سکی شنائی
شبِ صال بھی کھسکا راجدائی کا

ہر ایک نگہ مانے کی ہونائی کا
گھلا تھا حالِ پیشہ کج ادائی کا
ہر کو دہانچا اور کج کی میفائی کا

خدای پاک ہونا ہر سببنا یکدن
 جگر کا میرے نہ جراح بند کرنا سود
 جنون نودی مجھ پر سجادگی بیدار کی
 یہ ہمہ پہنچہ مر جان کر گنگ سی پایا
 لفافہ حسن کا سب کھل گیا خط آئیے
 جب سکے گھر پر پڑو کو بند ہی پایا
 کبھی تھی آتی مجلس میں بگینا ہونک
 ہر لینا سھل نہیں بوسہ لب شیرین
 کبھی نہ باتوں سے اسکے ذرا ہو ایرا
 بلانا گھر یہ ہمیں اور غیر و نسی جلسے
 ولا رہی ہو ہمیں بہر فرحت غیا

بتو بچا ہی دعوئی تھین خدائی کا
 اندھیرے گھر میں جھروکا ہر شنائی کا
 خیال کیوں نہ ہو مجنون کو پیشوائی کا
 کہ بھیکھی کشتہ ہی اوں پنچہ خنائی کا
 رہا صحیح نہ مضمون دلربائی کا
 گلہ میں کیا کروں شہت کی نارسانی
 کبھی تو قیدیوں کو حکم ہو رنائی کا
 جو پوچھو تلخ فزا ہی اسی مٹھائی کا
 برا ہو دل کا خیال آ یا جب بھلائی کا
 نیا طریق نکالا ہی بھیکھے صفائی کا
 سناٹ کچھ تو کرین آپ جگ سنائی کا

غزل چھ کہنے سیرک دست لکھی ہر دست
کہ استخوان تھا اونھیں طبع آزمائی کا



دکینکاء موحده

غزل

ہر بات میں وہ کہتا ہر تکرار بسبب
منظور قتل کر نو ہر دو چار بسبب
امادہ ظلم پر ہر ستمگار بسبب
دل ہو گیا بلا میں گرفتار بسبب
بدلا ہوا ہر آج وہ دلدار بسبب
پہلو میں رکھ ہو گیا سیراز بسبب
صحف کے چھوٹی پر ہوں گنہگار

روٹھا ہر جسے آج وہ عیار بسبب
کھینچی نہیں ہر اونسی تلواریں بسبب
ہوتا بسا ہر حشر خدا خیر ہی کرے
قسمت کا پیچ دیکھو کہ بد دیکھو زلف کے
الفت کے سبب نیرتھے کلنک کی بات
دلبر کا کیا گلہ ہو کہ خود مجھے دل سیرا
بوسہ لیا جو زخا تو کیا مینے کی خطا

تا چند بھجوا ستم اتو لے خبر	مرتے ہیں تیر عشق کو بھاری سبب
باغ جہان میں اپنی تمنا برآنی ہر	وہ گل نہیں گلو کا ہوا مار بے سبب
کہتا ہر وہ نہ زردی رخ کو لبونہ آہ	کرنا بھیکسیا عشق کا اظہار بے سبب

ای دوست کیا شگفتہ دل اپنا ہو گل	
اوس گل کی انکھ میں ہو تو ہم خار بے سبب	

۱۹	غزل	۹
----	-----	---

کچھ بادہ خوار و نہیں عیاں شراب	شیشے سے آپ بھی نہیں ہتی نہاں شراب
ہیں مسکرتی ہیں دُرات خون دل	ہم مفلس کو ملتی ہے ساقی کہاں شراب
غیہ و گن ساتھ بادہ کشی ہتی ہر دم	پلو او بھگو بھی تو کبھی مہربان شراب
پھر شاعر کا شوق ہوا پھر جنوں کا شر	ہمیں پھر جو ان پکا دجو سیر مخاں شراب
مضمون نشین جو چھوہ دی مجھ کو تباہ	کر دی زمین جو کوہ اسماں شراب

یک شعلہ و کی دین اپنا جگر ہو خون

ہو سیر خشک ترکا جسے شوق وہ پئے

ساقی وہ جام بادۂ وحدت ہوں چاہتا

دیوہ و توشہ کہ جو ہوا رخوان شراب

دکھلاتی ہر نشیب فراز جہاں شراب

انکھ نہیں لب سید کا دکھا اُسماں شراب

میت خوبرو کا عاشق شیدا ہو اہو دست

کیونکر دہونڈ پئے کو بیہ ارغوان شراب

عزل

کسی دن لنگو گھر میں میرا صاحب

اپنا دم اوچھٹا کیا بال اگر ٹوٹ گیا

چشم بد ورنہ غیر و نکی نظر ہو جائے

پھونکے آتشِ خسی نہ سراخر میں جان

دوست کے گھر جو تعذر نہیں آتے

رخ روشن کی تجلی کو دکھانا صاحب

اگے میرے نکر و زلف میں بٹانا صاحب

دیکھو تم آنکھ کسی سیر نہ لڑانا صاحب

نہیں اچھا یہ جلو دل کا جلانا صاحب

گھر اوسیکو کسی جیل سے بلانا صاحب

دیفای فارسی

عزل

۱۱

۲۲

مثل سه و خوشید سد اشام و سحر آب
دل کا ہر عقیدہ کہ میں در مان جگر آب
ایجان کمر جسم میں رکھتی ہو مگر آب
پھرتی ہو او دہر آنکھ کہ پھرتی ہو چن آب
کچھ حال سے عاشق کو بھی کھتی ہو خیر آب
نخل پہ شاخ آپین گل پہ شمر آب
کہنا ہو سزاوار کہ میں شک قمر آب
گھر آج ہوا تو بخوف خط آب
اغیار سی رہتی ہو مگر شیر و شکر آب

پھرتی ہو کہاں سیر کو اور شک قمر آب
آنکھوں کا اشارہ کہ شستہ اندین کوئی
معدوم جو کہتی ہیں کمر کو شعوب آب
قبلہ سو کبھی قبلہ نہا پھر نہیں سکت
کیا نقشہ ہو کیا رنگ ہو کیا گاہن جان
ہر رنگ سوزیتے لہو باغِ جهان کی
ہم خاند میں بھی داغ مگر تم میں نہیں ہے
کیا سوچ ہو کس بات کا کرتے ہو تردد
افسوس میں ہی ہو تم اسی یار تر شرو

غیر دل ہی کی صحبت میں آہ شمع

تشریف ہی تو لائیں میری گھر آپ



پتلی کی طرح چشم میں کھتا ہر تھکین سوٹ



کیا آنکھوں کو اس کی ہر آنکھ نظر آپ

۱۲

غزل

۲۳

پانوں تک سر سر غرضوں کی تصویر میں ہے
سورۂ نور کی بس دہریں تفسیر میں ہے
کیسے غیار میں بام شکر شیر میں ہے
کیا طلاق ہے عجب صاحبِ رین میں ہے
شع ریوں جہان کے لٹو گلگیر میں ہے
صحیح خود گئی کیا خواب کی تعبیر میں ہے
کیسیا کا ہر خط نام بس لکسیر میں ہے

صاف شید جہاں تاب کی نو پیر میں ہے
خان النجم ہر شمس گویشو اللیل
ہمسے بھان تلخ کلامی مان مٹھنی میں ہے
اس کے آگے اگلا کھول سکے کون بن
دیکھ کر بزم میں کٹی ہوئی حسیناں کسیر
خواب میں وصل کی کچھہ اٹکوا یا تھا خیال
دلِ سب کو یک آنچ میں کر تو ہو خاک

جسکی قسمت چمکا ہو حکمت جانا ہو
دیکھی جس کو نگہ غور سے تیج ابرو
لاکھ بخیر و نیکو تیرا چشمی سین
دیکھو صید کر تیرا کمان سو کیا کام

چاہی و الون کس کو کتب تقدیر میں ہے
سنگون کو کہا صاحب شیر میں ہے
پاس تے امی جگر جاوہر بخیر میں ہے
خود کمان ہے اخذ گتے اپنی تیر میں ہے

دوست کتب خستہ ہو اور نسو بہ تین کچھ
بخدا جان لیا ہوت ہے پیر میں آپ

مدیف تائی فغانی

غزل

راحت جو شب کو ہم نہ پائی تمام رات
او کجھن ہی مین گئی گساری و شبال
وعدہ کیا تھا آنیکا پر حیلہ دیکھی
ہندنی او شو شب کو لگائی تمام رات

اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام رات
آخر ہوئی نہ او نسو صفائی تمام رات
ہندنی او شو شب کو لگائی تمام رات

فرقت کی استانسجانی تمام رات
لیکن گیمج اوکی رکھائی تمام رات
مرغ سحر زدہ دم مجائی تمام رات

پایا جو مینو اسکو غنچا طرب صبا
کیا کیا نہ التجا کی رکھا سبھی پاؤں
حیرت پر کسروصل کی شب بس کہنا



ایر دوست بھولسا رکتا نیکو ڈھنگ تم
بگڑا جو وہ تو کچھ نہ بن آئی تمام رات



غزل



کیا کہوں تہنثار کی صوت
نہیں دیکھی بہار کی صوت
گوہر آبدار کی صوت
نقش دلپزنگار کی صوت
اس دل اغدار کی صوت

جب دیکھی بہار کی صوت
عمر بھر باغ دھڑپنچ
ٹھیک ندان تھا کہیں آیا
ہو گئی کثرت تصور سے
لالہ رو کیا تھیں کھانچن



تا و کھا کھا کے تن ہو اپنا
بلبل دل ادسیکا ہو خواہاں
پشون گنج حسن سے قریب
زندگی ہی میں ہی بخیلوں کا
تیر مرزا گنسی توڑے دل کو
اے بھبی بھاگ جا کر دیکھے
زخمِ تن کیا کھلی ہیں دیکھو تو
بلبل جان ہو دیکھ کر شیدا
ظاہر ملتے ہیں بصدق و
کر گیارم رقیب یار و نئے
بیدلی کی پائتین اے گلرو

صاف سسکے تار کی صورت
یوں تو دیکھی ہزار کی صورت
پہچ کھاتا ہمار کی صورت
تنگ تر دل مزار کی صورت
ہر یہ اچھی شکار کی صورت
دیدہ اشکبار کی صورت
تخمۂ لالہ زار کی صورت
اوس میر گلعدار کی صورت
پر ہو دل میں غبار کی صورت
شتر لی حبار کی صورت
دل میں چھپتی ہیں خاکی صورت

تیرے مرثگان میں بخارشی ہیں

رات تم کو آپسکشی ہیں کہیں

کیون کرتی ہو پر کہیں چپتی

ہم ستم بھی گریز کرتے ہو

لکھنچتا ہوں جو انتطاریں آہ

رخ سہ تیرے جو ہر نقاب لگن

اشکارا ہر معنی للہیل

نہیں چپتی کہیں بناوٹ سے

ق

تبر آبدار کی صورت

نہیں چپتی خار کی صورت

مست اور ہوشیار کی صورت

عمرِ ناپایدار کی صورت

نظر آتی ہر دار کی صورت

حاجب پردہ دار کی صورت

سوزہ و التھار کی صورت

دشمن اور دوستدار کی صورت

ق

کیا کہوں کیسی ہو گئی ای دوست

ہجر میں جسم زار کی صورت

ردیف تاء ہندی

غزل مستزاد

۲۶

۹

بعد مدت کے رفیق اپنا وہ عیا ہوا
دیکھتے ہی وہ میراد لے طلبگار ہوا
شب کو آتے ہی بہت کرتا تھا وہ ہرج
خود بخود نشہ میں کچھ ایسا وہ شراب ہوا
بال بال اپنا گنھگار تو پہلے ہی ہوتا تھا
زلف کو چھو کے مین ناحق کو خطا ہوا
امی مسیحا سیرے بالین پہ تو ابھر خدا
دل بیمار کو بھہ کوٹ آزار ہوا
سیر کو جاتے تھے وہ غول لئے یار نچا
راستہ چلنا مجھ دیکھ کے دشوار ہوا
نہی کچھ کھٹ پٹ
خود گیا آکے لپٹ
جو چلا دہر شراب
کیا سینے سے چپٹ
ہنہیں فرق اسمیں ذرا
گئی تفت دیر لپٹ
کچھ تو کرا سکی دوا
جو گئی نیند اچٹ
میں بھی تھا وہاں کھڑا
کیا یک جا پہ سمٹ

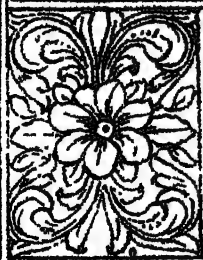
تیرا سب خوار و نہید ہر پیر معان لطفِ ام	ہر اذخیں جامِ جام
ہم کو جو دینے سے اتنا تجھ ارکار ہوا	نہ کبھی دی تلچھٹ
کل بڑی فکر سے میں اٹکواں تک بھنچا	نہ ملا پر بوسہ
جا کے بھنچا تھا کہ وہ نیند سجدہ ابرہا	میری پا کر آست
فکر کیا کیجئے کیا اسمیں غزل ہو اعلیٰ	کہ نہیں دل لگتا
شعر کہنا ہمیں اس بحر میں دشوا ہوا	قافیہ ہر جو بکٹ
نہیں لازم ہر تمھیں دوست کہ مکتبہ	وہ تو ہر دلسے نثار
کیون زبانِ تیری کلمہ بھیہ ہر اکبار ہوا	وہ بڑا ہیٹ کھٹ

غزل

اسان ہر تیر و خنجر و تیغ و تبر کی چوٹ	یار بگو کسی کہ نہ برقِ نظر کی چوٹ
رہسے بحرِ تو زلف کو چھپنے میں بھنس گئے	کتب بچاؤں ہر شاہ و بحر کی چوٹ

تیج نگھ کی زد پہنیں پھر ہی سچ کہو
 دل کو بچا تو نہ جگر کو کہ سینہ کو
 ایسا پھکیسے کہ وہ لڑتا ہی گھٹکتے
 پتلی ہر ڈھال بروہی تلوار جانتے
 بیٹھے بٹھایاقت عشق اپنی سرسری
 ابرو کا کاٹ الگ ہر نگھ کی اداجہ
 اپنا ہی منہ ہر آنسو کے شعلے سنہلے
 کام اپنا ولین کہ جگر تک در آتی ہر
 وہ سہر و قد لگا کر گلیجہ سے چھایتان

کیسی کڑی اوٹھائی ہر دلی جگر کی چوٹ
 اتنی ہی وہ برس پور و کون کہ ہر کچ
 رو کی جو پالت اپنے لگائی لکری چوٹ
 ہر دم لگاتی ہیں اسی تیج و سپر کی چوٹ
 پہلے ہی در و تھائی لگی اپنے سر کی چوٹ
 رو کون دہری یا کہ بچاؤن ہر کی چوٹ
 کھسار کیا اوٹھائیگا ایسی شہر کی چوٹ
 پڑتی ہر کیسی گھات و بیدادگری چوٹ
 کہتا ہر سچ کہو یہی ہر شہر کی چوٹ



اپنا کلام سنکے یہ کہتے ہیں اہل فہم
 ہاں اب لگی ہو دوست کے دلوں ہنر کی چوٹ



تمہ ردیف تاء فوقانی

غزل

کم زما نہیں ہیں لدا دل آں نزار بہت
 قدر دانوں کا نہیں کال بھرا ہوا باز
 اونکی ضد میں لانا رکھ کہانت کا
 گنتی عیسے جو فلک پہ بہت اچھی سمجھی
 حق و باطل کی بحث فکر ہو کر نہ تھقی
 کبھی قرار بھی بھول کیے پورا کبھی
 ماننے کہن کو عادیہ ذرا کم کیجے
 حال سنکر میر کہتے ہیں رکھانی ہو
 اس قدر اپنی جو بقید رہی جو اس کا خیر

یا تھوڑی نظر آتی ہیں یہ عیار بہت
 جنس اچھی ہو تو کیا فکر خریدار بہت
 روز کرتی ہیں ہر اک بات پہ اصرار بہت
 کم علاج سہکا تھا اور عشق کو سما بہت
 کیا کمی پوچھ لہن کا فریاد اربت
 یا قحط یاد ہی ہو اگر کوا نکار بہت
 خوب سیکھی ہو ہر اک بات پہ تکرار بہت
 کم ہی فرصت مجھ کو تیرا ہوا طہار بہت
 سر سلاست تو ہیں آپ کے کسر بہت

طالبعیہ میں اوس بکر کر رہا ہوا | پھر تو دشنام کی ہو کر لگی بوجھا بہت

چھوڑ دو دوست اک اور کسی کو تاکو | جب اسی بات پہ آئے تو طرح دار بہت

ردیف ثناء مثلثہ

عزل

اوس بنی فاسی و صل کی ہر آرزو عبت	پھر تا ہی اس خیال تو ہم میں نوب عبت
غواص کہوں بنا در مقصود کے لہو	اوس بحر حسن کی ہر تجھی جستجو عبت
پھیلی ہر اک جہان میں اوس کی شریف	بیکار نافہ مشکِ ختن کی ہر نوب عبت
او عند لب گل کی نہ پڑ مردگی گئی	کرتا ہی نغمہ سنجیان تو دود و بد عبت
اوس محض و غرض سے کر کر محبت کیچھ ملا	ہستو ہوا ہو ڈر ذلیل ہوئے کو بکو عبت
دیوانہ ہونا عشق میں ہو وصل یا رکے	کھونا ہی اپنے ماتونسے خود آبر و عبت

انکھیں حج ہوں تو دیکھو وہ ہر وقت میں
ہوٹا سنکے اور پریشان وہ کج ادا
کسکو ملا ہو وہ کہ جو تو اوسکو پائیکا
ہوتی نہیں کجا ز جو ابرو کے طاق پر
دہم را دیکے ہتی تھی رند فکی سیکشتی

کیون ہونڈتا ہوا کو تو چار سو عبث
کھتی ہر زلف حال میرا موبو عبث
سوچا کہ اپنے وہم میں پھڑ آرزو عبث
کرتا ہر آب تیغ تکھ سے وضو عبث
پیرنگاں نے کھی ہر محو کی سبو عبث



باریکی سخن سے جو واقف نہیں ہو دست
کرتا ہر ایسے شخص سے پھر گفت گو عبث



ملتا نہیں رخ او کا خریدار کو عبث
سنئے نہیں اسوجہ سے حال دل عاشق
سوچو نہ دوا اور کوئی اپنی طلب بیو

سودا ہر گران گرمی بازار کے عبث
شرتا ہین وہ عشق کے اظہار کے عبث
جیتا ہوں فقط شربت دیدار کے عبث

منصور کا ہر نام فقط دار کے عیش
 و لکونہیں آہم ہر دلداد کے عیش
 پڑتے تھے نہیخ اپنا وہ طومار کے عیش
 وہ آکھی کشیدہ ہو تکرار کے عیش
 سینا نہ تھا آباد اسی میخار کے عیش

حاشق کو جو سولی ہو تو معراج و سمجھ
 و لکونہیں برین تو ہر دل برین پر
 بس لیتی ہیں قاصد کز بانی ہی کچھ حوال
 سیدھی تو ہر بھیت میری کچھ قصہ
 کیا جائیں بان باد کشی کیا کریں بند



دوست غزل کیا کہیں یا سوچو مضامین
 لگتا نہیں دل آجکل افکار کے باعث



غزل

بیٹھے ٹھجا لٹھر پہ بلا بھیہ پڑی عبت
 یا قوت پر بھیہ تختی نیلم جڑی عبت
 کرتی ہیں آپ نج یہ کیوں ہر گھر عبت

اپنی لگاؤ زلف سے لڑی عبت
 لاکھی پہ چھائی سی کی دہری عبت
 ناحق خفا ہو سوچو تو میں کیا کھا

کیسا بہار ہو گیا اوس گدل کا عشق
سنہ چھوڑ کر آکر بیٹھتے ہی وٹھ کھڑی ہو
کیون شگنی نگاہ ہوا نازہ پھر جنون

ہنسے اوٹھائی دل پہ پیچ کر دی عبث
اتنا تھا آکھو یہاں پھر دو گھڑی عبث
رستے میں گاڑی آنکھ اون کی از عبث

ای دوست ہجر یار میں اپنے نہیں بچاں
ہر وقت ہر لمحہ دیدہ تر کی جھڑی عبث

ردیف جیم عربی

غزل

نظر سب وصف مبتابان ہر آج
نور سے سارا مکان بخشان ہر آج
باغ ہو ساقی ہو اور ہو گلبدن
صاف و سبک رخ سی ہو طہا ہر ملال

نور کا مطلع میرا دیوان ہر آج
گو نسا خورشید رو بہمان ہر آج
میرے دلمین بہن ہی ارمان ہر آج
مثل آئینہ وہ کیوں حیران ہر آج

کل تو اورد لبر تھین دل دی چکے
یاد میں ہوس گل کو ای گلچین میرا
کیا پھر اوس گل کو عزمِ قتل ہر
تنیج ابرو کب کھنچی ہر بے سبب
تسلے بل کھا رہی ہر دوش
چشمِ بد دور ایسے نکھر دھو میا
ہو وہ شاہ حسن مہمانِ نگھر
دوستو اوس شعلہ رو کی یاد میں
تھی تمنا جسکی وہ مغرور حسن
تم کہاں جاتے ہو آؤ تو سہمی
شاید آتا ہر وہ گل رو اپنے گھر

لیجئے حاضر ہماری جان ہر آج
بلبلِ دل کس قدر نالاں ہر آج
کیون خوشی ہو خرمِ دل خندِ آج
عاشقوں کے قتل کا سامان ہر آج
زلفِ ہریا افعی چپان ہر آج
بسج دعویٰ کیجئے شایان ہر آج
قصرِ سلطانی میرا یوان ہر آج
چھٹ رٹا اپنا دل سوزان ہر آج
بعد مدت تالیخ فرمان ہر آج
ہاتھ میرا آپ کا واماں ہر آج
دل کچھ آکھی آپ جو شادان ہر آج



بیشتر بیٹھے نظم کی ساری غزل
 ذہن تیرا دوست کیا جو لان ہی آج



عزیز

اگر تو اپکا کبھی ایسا نہ تھا مزاج

کیون بر خلاف ہتھکڑاوس میں رکامراج

غیر نویسی می ملا هوا بمسے رکامراج

میں سے اور ہوتا ہوں اس کا سوا عراج

رہتا نہیں ہر ایک طرح پر سد اعجاز

غمره کرشمه ناز و تجسرا د ا مزاج

اگے تو آپکا تھا بہت پار سا مزاج

سب سے بڑا لاکھتا ہوا بیوفامزاج

کچھ اندون تو اور ہی پیدا کیا مراح

دریافت کرنا چاہی ایدیل ضرور ہے

پوچھو نہ حال یار کی صحبت کا دوستو

لایا کچھ کر کر تو خوشا بد بھی تھک گئے

پوچھایا کہ کیوں مزاج ہاں ایسا تو کہتے ہیں

دیکھا جو اوہیں پایا کسیہیں آجتا

یہ مجتہدین و دھنگیہ بیاکیانِ منتہین

معشوق تو جہان میں ہزاروں ہیں رُفُسن

بھیکہ یہ ہر گے ابھی دیکھنا مزاج
احوال سُکو اور ہی برسہم ہوا مزاج

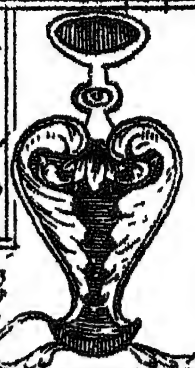
ایدل جو کم سن میں ہوا و سکی یہ کرتین
کم ختم ہوگا اسلئے لکھا تھا حالِ زار



سیر زمانہ ہم بھی ایروست کی بہت

دیکھا تو ہنسے آپ ہی کا بسیر یا مزاج

غزل

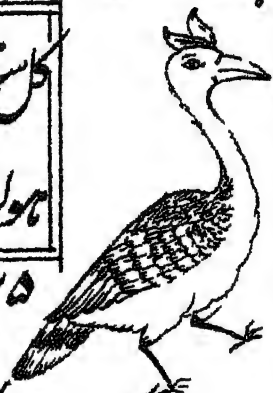


کیا جا رستہ میں پڑی کسپہ نظر آج
دیکھیں تو کہ کس نے کیا سینہ پر آج
ہاں تجھ کو بھی موت اگئی اور مرغِ سحر آج
ہر جاہلہ عشاق کا دماغ نظر آج
باندھی ہر میرِ قتل پہ قاتل نے کمر آج
کیون وز کی رسوائی وہ جانا ہو کہ ہر آج

اوس وقت کا بومین دل ہونہ جگر آج
جان باز و نکاہر معرکہ قاتل کی گلی میں
کیا چنچتا تھا وصل کی شب بچھلی پہر
دیکھیں نظری کون ہے اور سکی بجالی
ہجر مور کا خون دیکھئے کیا رنگ دیکھائے
ہونا ہو جو کچھ جھکا یہ ہو کر لیتے ہیں فصل

<p>ہر بار یہ کیوں ہوتا ہے چاند ابرو بینان ملتے میثاق اور نہ یکھا کبھی طوفان چین ایک گھڑی بھی نہیں دیکھو کسے پہلو پان خورہ جو خند اچھوٹے شوخ تو کیا</p>	<p>کیا بام پہ پہر جلوہ نثار شک قمر آج دریا کی روانی کو دکھا دیدہ تر آج اوتھتا ہوتے رنگ سے کچھ درد جگر آج اوسد جگ مر جانیں نظر سدا گرج</p>
---	--

کل سنتا ہوں جلسہ میں یہ سیاحتہ بولے
 ہو لطف بڑا دوست بھی آجاء اگر آج



عزل

<p>ہم کو نہیں ہر تخت سلیمان کی احتیاج تیز نگاہ کو نہیں پیکان کی احتیاج جوش جنون میں کچھ نہیں دامن کی احتیاج خواہش وال کی ہر نہ سادگی عروج</p>	<p>ہو اور سچی کو سایہ دامان کی احتیاج ابرو کی تیغ کو نہیں کچھ باڑہ ضرور دیوانگی نو عشق کا پر زور کیا کبار دولت سے فتم کی ہو غنہ اسٹھ حوصل</p>
--	--

اپنا تو جو شِ عشقین مسکن ہو کوی یار
 آنکھ اپنی دنگار کو دانتو نسہی لری
 طلعت کینے پہ وہ ماہ جلوہ گر
 بڑو ہشیق دشتِ دین پہ اپان
 رہتی ہو ان پر اشکو نسہی سرِ کشتِ دل
 رکھا ہو جسے مرحلہ عشق میں قدم

گلشن کے کچھ غرض بیابان کی احتیاج
 ہو کسکو لعل گوہر و مرجان کی احتیاج
 کیا چاند نیمین شمع شبستان کی احتیاج
 ہو آبلو نگو خاِ مرغیلان کی احتیاج
 ہو ابرو غرض ہو باران کی احتیاج
 سرِ ہر کام و سکونہ سامان کی احتیاج

اوسوقت یاد کر تو ہین وہ دوست کو ضرور
 ہو جاتی ہے کبھی جو غزنخان کی احتیاج



۳۶ غزل ۹

تریا لہو کیون ہو دل سیرا ہر دم موج
 میں چھتا مگر نہین گویا زبانِ موج

ہو بحرِ حسنِ تم دل گردابِ جانِ موج
 ایسا جبار و تو ہین کیون چھوٹ

دیکھا ہر کسے آگہ ہر نشانِ موج
 دریا ناگے نذر دی و سکو کیا موج
 کیا غوطہ زن ہر فکر میں جس کی باج
 ہمنے ہزار بار کیا امتحانِ موج
 ہوتا ہر آشنا کو تمھاری گمانِ موج
 ساحل سے جیسے ہوتی ہر بعد و قریح

تابیاب کیوں نہ ہو کمر اوس بحر حسن کی
 ساحل پہ جب نہیر فلک آیا بھر سیر
 بحر جہان میں ڈبو تر تو نہیں سیر کفن
 نسبت بقیراری عاشق کب آو
 حسن چن چمن دیکھ کر تمھیں
 شب مضطر کہنا میں اپنی وہ یوں کہ

ہم خود ہی دوست بحر تنائیں بھی گئے
 ہر ناخدا کو جسم پہ اپنے گمانِ موج

غزل

لکانو میں ایک جاو لگانو میں جھوٹ
 پیغام اونکو رو رہی اہیں جھوٹ

میری طرف سے غیر سناو میں جھوٹ
 کس نزدیکیں کہیں وہ کہ کو وہ

طہار کو لوحِ دل سے مٹاؤ ہین جھوٹ سچ
 دکھلائی کو وہ اشک بہا ہین جھوٹ سچ
 کس طرح حسرت نکلتا ہین جھوٹ سچ
 غریب سے خیر شکل کھاتا ہین جھوٹ سچ
 ہر کیسے گو ہم اون کے چھپا ہین جھوٹ سچ
 وہ در جواب سر ہی ہلا ہین جھوٹ سچ

حیاتِ ریاں کو اون کی ہمیں جانتی ہین خوب
 یہ بھی ہو یک کر شمعِ جہاںِ غمِ زمین
 اغیار کے اوس گلِ غنا کو بزمِ میں
 ویسے تو پردہ کر تو ہین ظاہر ہین ہو بہا
 جو بات است پور ہے پوشیدہ کیا
 ٹہتا ہو بک کہ وعدہ فادِ صل کل کریں



اے دوست سچ تو بھیر مختلف نہیں ذرا
 تیرے کلام میں نہیں پاتا ہین جھوٹ سچ



۳۸ غزل ۱۱

گفتگو آپ سے بیگناہ سچ
 ہوں میاں آپ کی جھٹکرا سچ

ملتجی ہوں ہاں ہر بار سچ
 اپنے عاشق کو گلے بجا سچ

کیا کہیں میں بھی کس امنے
 بسبتہ ساتھ ہو وہ گلبد
 چاہئے انسان کو فکر مال
 ساتھ صحبت کے ہر لطیف کشی
 پھل نہ یا نخل الفت سے ذرا
 تیری انگھیں سحر کی ہن پتلیاں
 بالکین جنتک طبیعت میں
 پاس آج جو ہوا سر عشق

دعویٰ کیا ہے ہر اطہار میں
 سیر دریا ہے ہر گلزار میں
 ہر عید تیری جہاں کا رہا ہے
 شغل تنہا کو ہر میخوار میں
 دل لگانا تیری ہر انحراف میں
 ہر بیان پر زگرہاں میں
 باندھنا پھر سر پہ ہر شاد میں
 ہر عیش و شہر اور زنا میں

چاہئے اور دوست خالق کی دلا
 ہر فضول اور الفت لدا رہا ہے

ردیف کا حطی



عزل

کب کین ہستی پر قصہ بن اید وچ
 اوس ہستی کہ تصویر میں لڑتی ہر
 ایک دن سیر کو لکھا تھا وہ یوسف جب
 اوس کے زلفوں کے ہر سو ہمیں نشان پہنچتی
 ہم میں مخمور جو حدتِ قاتی جہان
 تیرا گلزار مبارک ہے ہر لب کو نسا
 ایک دم عاشقِ جان باز کے بالین تو آ
 نہ تو ہوتی ہر شفا اور نہ جاتی ہر جا
 وقتِ مرگ آنکھوں میں سکہ بھی باجِ حبت
 لفظِ تحسینِ سخن فہم سے ایدل گویا

ہستی پر اٹھ پہر روزنِ یو ارمین وچ
 تبھی رہا کبھی صحرا کبھی گلزار میں وچ
 توجہ گردیکو رہا کرتی ہر بازار میں وچ
 تبھی جاتی ہر حق میں کبھی تار میں وچ
 مست ہستی ہر میان نشہ اسرار میں وچ
 باغبان اپنی تو ہر اوس گلِ بخار میں وچ
 اب بھتی ہر مسیحی اتن بیمار میں وچ
 مبتلا ہو ویکی کیا جائے لڑا میں وچ
 گردِ مرغِ رہی احمد مختار میں وچ
 جانِ ابیات میں پڑ جاتی ہر اشعار میں وچ

کب سہا تو ہین حسینانِ جہانِ نظر و نین
رہتی ہر اپنی تو امر و دست سہا رین و

غزل

<p>وہ خود پرست پناہ غوغا کر سطح ثابت ہوا عشق کا آزار کر سطح اوس بانگین کی چال پہ ہو کیوں نہ یہ توسہ اوجھتا تھا باتوں پہ کی رات آئی ہر بہت یہیں آرام کیجئے اوس کو بلا کو خوب ہی حسرت نکالو چلے جھانکتے تھے نہ پر وہ دیکھتے یا و خدا تو بھول سب ریت کی یادین</p>	<p>قاہو میں اپنی تڑپ وہ دلدار کر سطح کھتے ہیں و سکون گسریا کر سطح رہتا ہر اپنی دوش پہ تلو کر سطح دل و سکی زلف میں ہر گرفتار کر سطح جائینگے آپ نشہ میں سرشار کر سطح آج ہی سیکد میں وہ میخوار کر سطح آج آپ نکھر میں سر باز کر سطح نخل دے عا میں اپنے لگے باز کر سطح</p>
--	---



آتا ہو کہ راہ پر ای دوست دیکھئے
اپنا وہ یار ہوتا ہو عیار کس طرح



غزل



غم کا دریا جو شمع رہتا ہو طوفان طریح
لہلہا تا ہر بدن اپنا گلستان کس طرح
دل میں رٹھتو میں محبت کی یاں کس طرح
خاک اُٹھتی ہو مگر دل میں سیا کس طرح
وہجیاں اُن رٹھتی ہیں پرتھن کی امان کس طرح
دیر میں بھی چاہتو رہنا مسلمان کس طرح
دل جل کر تا ہو جہاں شمع شمعستان کس طرح
اب پیرو گھر میں بھی آ تو وہاں کس طرح

اشک جاری آنکھ سے بہتو میں بار کس طرح
ٹھاو گل مشوق کے چھلون کیا تپتے
مصحفِ رُخ کی تلاوت کرو ہن آٹھون
لیا زمانہ ہر جسم دیکھو وہ نصیب رہا ہو
ایزہر و حشت وہ کی صحرانوردی عشقین
زہر تو نسو زہر میں ہو کھو کچھ رہا ہو
تسکو حاجت دہنی کی ہر شہ تیار کیا
اتنی جلدی کس نے جان لی ہو ای جان

تیرگی بخت کی کس سے شکایت کیجئے
بیچ بچہ ہر بال کو جو جد سے دیکھا ہو ایسے

یہاں سحر ہوتی ہر دشن چمک کر کس طرح
دل پریشان ہوتا ہر زلف پریشان کس طرح



دوستوں سے بزم بیکہ گشتیں آتی ہر دوست
نغمہ سنجی کر یہاں مرغِ خوش الحان کس طرح





دریغ خاں مجھ

غزل ۲۲

رنگِ بہارِ خطِ ہر تو خط کی بہارِ رخ
پہنے ہیں بھول کل نونہاں گلغدارِ رخ
غیرِ سواری تباہ ہو ایسا کچھ اندون
پیدا ہو کر ہیں نام و ٹھکانی کی واسطے
لیون محسوسِ حرمِ ہاں چھپاؤ سحابین

سبز سرِ عارفِ نکیا اسبزو زارِ رخ
و کھلا رہا ہر آج چمن کی بہارِ رخ
اگر تانہیں ہمارے یارِ فاب یارِ رخ
پھر تو نہیں ہم انسو وہ پھیر دہرِ رخ
پیشہ انقباضِ کونہ یارِ رخ

<p> دھلا کر قتل کر تو ہو جو بار بار رخ باہر کیا آفتاب پھر تنے یار رخ غریبے اک رات تو کرو آشکار رخ ہمسے کہنچی پھیریں تم ایروستدار رخ او سن متن کا دو ستو ہی زنگار رخ </p>	<p> میں کم کیا ہر ناوک فرکان فی اسباب کا اکیلا منہ تو پھیر چکے آفتاب کا عشاق نگھین زن در لگا لوہین دشمن سبھی ہمارے رہیں تاکہ زرد لیون کر نہ اوسکو رشک مہ و مہ ہم </p>
--	---

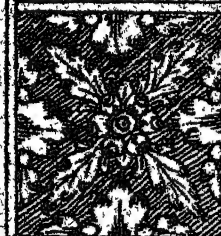
	<p> اٹھا ہر دست ہر گھڑی او سن کی یاد میں دھلا کر پھر ترے خدا ایک بار رخ </p>	
--	---	---

	<p>غزل</p>	
---	------------	--

<p> خون جگری ہو ہر پہا سار کد سار رخ ٹٹے کا تیر کیوں نہ ہو یہاں کہن سر رخ بالکل ہو اوراق مع شرح و متن رخ </p>	<p> دھلا تا ہر کسو شفق پر چرخ کہن سر رخ حیرت کا خو ج شمع ہو بعد فنا بھی دیوانہ کبھی سرخی لب کے وہ مضامین </p>
---	---

دکھدا تو میں ہم آج تھیں رخصت
پوشاک کی پرگو ہو اسارا بدست
رہتا ہر سدا اوس گل عناقا دہن

بولادو صنم سرخی دندان کو دکھا کر
دوسری لباس پہنے آپس کر جو چین میں
تیا بات ہو دیکھو تو کہ بر سرخی پاں کے



دوست عجب بس گل عناق کی صفت
انگینی مضموں نے تیا سارا سخن سرخ



ردیف دالغ حلو

غزل

دوسری رہتا ہر اوی دوست کا پیغام
ای نہج تیرے کس طور ہو احکام پسند
دقیر عشق میں میرا ہی کیا نام پسند
ہم کو بس باغ جہان میں ہو وہ گلغام پسند

نہ کوئی بات نہ آتا ہر کوئی کام پسند
نہ کبھی وصل ہوا لاکھ بتایا تو نے
چشم انصاف دیکھا جو نظر بادوں نے
سر و قمری کو مبارک ہو بلبل کو گل

کیا کرتی تھی صراحی و سبب ایسانی
 چادر ابرین میں شرم نہان آہم
 اعتبار اسکی محبت نہ کر تو ایسے دل
 جسے عاشق ہو کر تجھ کو نہیں بخیا
 دیکھ کر نیکو ہو موجود تو کر کے تکبیر
 غیر کے ہاتھ تو اچھی بھی نہیں نکلتی

ہر اسی مست کے ہاتھوں سے علم پسند
 جسے اس غیر محتاج کو ہر ملام پسند
 نظر آفازیہ کرتی نہیں انجام پسند
 زلف و رخکای تصور سحر و شام پسند
 قاتلا ہجو کی آواز اسے سلام پسند
 جیسے ہر اس کے دہن کے دہن نام پسند

کیا کہیں دوست نہیں فکر مضامین میں
 ہر طبیعت میں ان وزون کچھ آرام پسند

غزل

ہر امر میں وہ کرتا ہی تکرار خود پسند
 کیا کہی ہی بڑا ہی وہ بد عہد و حیلہ
 اپنی ہی بات کرتا ہی وہ یاد خود پسند
 قابو میں کہہ آتا ہی مکار خود پسند

یادہ کنشی ہو سستی ہو نفرت اک مدام	ہنری نشہ میں ہر وہ شرار خود پہ
ہر بات پر جو بگڑی کہو اوس گیار	سنا نہیں کیلے سنگا خود پہ
پھٹتے ہیں روز کپڑے لڑائی ہو ہر گھڑی	ناحق کو جھگڑی کرتا ہر مارا خود پہ
ای باغبان یقین ہو کھل کھل گل نیا	اتنا ہر آج جانب گزار خود پہ

جاذبہ دوست سیکڑے سست کتے	
ہر کس نشہ میں چھڑوہ میخا خود پہ	

غزل	
-----	--

لجینچ تصویر ہم ایسی ہی بہزاد کو بعد	نام شاگرد بھی ہو دہرین ستا کو بعد
اس تم کی بھی کہیں حد ہو کہ وہ سنگد دل	قتل کرتا ہر مگر سیکڑوں بیدا کو بعد
ماخبر دار ہو بلبل کہ ہیں دو دشمن	پھنپی گلچیں بھی ہو گلزار میں صبا کو بعد
عاشق رخ تھی ہو زلف کے بھی دیوانہ	پڑ گئی اور یک افتادہ چہ افتاد کو بعد

چاہتے بندہ کو خالق کی عبادت کے لئے	خیر مسجد کی بنا قصر کی بنیاد کو بعد
ہو تو وارفتہ مزاج ایسا کہ لوگ کہیں	پھر نہ آزاد کوئی ہوگا اس آزاد کو بعد
ایسا خونریز زمین ہمایا کہیں مستثنیٰ	تو کر چکیز کا ہر اوس شتم ایجاد کو بعد
ٹیو خفا ہو تو ہو ایسا نہ ملے گا خادم	تب ہو محبسے عدول اگر ارشاد کو بعد

نام ایسا تو بھلا عشقین لبر اور دوست	
تیرا چہ چاہی رہی دامن و فرما د کو بعد	

غزل	
-----	--

بیرم کیا جسے ہر لمحہ نظر بند	جاری ہو لہو آنکھ سے ہر دیدہ تر بند
ٹیو آنکھ سے ہر جان جہان بھو گرایا	چشمک ہوئی مردم کی کیا جسے نظر بند
سب جھون کو تو نیک کرد لہو لگاؤں	آج اگر تاتھ میری اوس کا کر بند
پہلو سے کیا اوس کی بھی فرقت میں کنارہ	ہم دکھو نہ آج تھے اپنا جگر بند

عاشق کوئی رُخ کا کوئی دیوانہ کیسو
و حشت میں لکھا حالِ ہر عریانی تن کا
لمحہ دنیا پر اتنا کہ نہیں طاقتِ و
ایسا سوچتا ہر لمحہ لگا تیغ کا قاتل
چشمک سے وہ دل لیتی ہیں طرفہ ہر شا
رخ تیر و حسرت کی نظم سوجھو وہ دگر

ق

رہتا ہر سدا راستہ و ماں شام و سحر بند
قاصد نہ ہیں رکارہ ہر نامہ پہ کمر بند
جنش نہیں جیسی ہو کوئی طائر پر بند
سرو نی کو قتل میں ہم آئی ہیں کمر بند
ہر شعبہ یا سحر ہر جادو کا نظر بند
ہو آنکھ نہ کیون شمس کی و شک قمر بند

میتا نہیں ابوال لچہ اوس و ست کا دوست
اتنی نہیں ان زنوں کچھ ایسی خوش بند

ردیف ذال مجرہ



۱۳ غزل ۴۶

چشمِ گریان و گیار و رُسب کا بگند

نامہ لکھنوی لیا ہنر جو دم بھر کا بگند

مصحف و سنو کی شتا لکھنے کو
 جب لکھ شوقیہ مضمون تو اوڑ جانو
 کہت زلفِ عنبر کو ہن مضمون سار
 نامہ لکھو سو او کو کچھ نہیں حاصل
 کچھ شکایت کے جو مضمون لکھتے تھے
 لکھ جو آبیانہ او شوق کا کیونکر
 دل مضطر کو یہی کھہ کہیں سمجھتا ہوں
 دیکھ کر ظلم کو مضمون ہوا چاک چکر
 او سرخط میں جو لکھ سنگدلی کو مضمون
 تیر و تلوار ہر اک حرف ہر دشمن کی لڑ
 او سکو نامہ جو لکھا ہجر میں اس کے شوق

چاہتا ہوں یہ کہ بہتر ہی ہو تر کاغذ
 پر پاؤں بنا کلکٹ تو شہر ہر کاغذ
 اپنی دیوان کی رہتا ہی معط کاغذ
 توجہ آتا ہی رکھ دیتا ہی ٹپکے کاغذ
 دیکھ کر بولا غلط ہی تھی سر کاغذ
 اجتک بھتیجی آئی ہن برابر کاغذ
 آج قاصد میرا لایا گا مف کاغذ
 ہو گیا اس دل مجروح کو خنجر کاغذ
 ہو گیا ماتھے میں تپتی ہی وہ پتھر کاغذ
 فوج مضمون میدان ہو مکیہ کاغذ
 اوڑ گیا ماتھے سے مانند کہو تر کاغذ

سلسله رسول و سایه گل هوا پھر او دست
اندون ماتھ میں ہوتا ہے جو اکش کا غنڈ



۹

غزل



۴۹

فرقتیں کیوں نہ ہو میں خونِ جگر لے
تھانوں میں جس طرح ہے کیابِ جگر لے
یخانِ جگر یار کا ہے المِ عمر بھر لے
وانِ خمر بامرہ یہاں سختِ جگر لے
اس واسطے ہے ہمو بہتِ مشک لے
شیرینِ ہن کو بوی ہوشام و سحر لے
مٹبِ صبرِ جہان میں غذا ہے مگر لے
اس سے نہیں جہان میں شیر و شکر لے

بوسِ کنار وصل میں تھا پیشتر لے
صبا خونِ دل ہے مجھ کو اس قدر لے
نعتِ جہان کی تجھ کو مبارک ہو صحا
لیا ذائقہ ہو دو دنوں طرفِ کل و ستر لے
ملت ہے کچھ ہے زالب شیرین یار کا
لیل و نہار ایسا بھی کھدایا گافل لے
انسا کو ضبطِ چاہی ہر ایک حال میں
بوسہ لبوں کا ہو تو لعابِ ان یار

پختہ تیر کلام ہے کیونکر مزاندیہ
دوست سب کو ہوتا ہے پختہ ٹھنڈی

مریفک اء مہملہ

۵۰ غزل ۱۲



لبِ علین نے شیخون کیجھ لو مارا بندہ شاپر
ہوا اسپچ گیلن کیکا دیہو کھنبلستان پر
گیا طمانی ہر سکند آجیوان پر
عج کیا اور کمر آوارہ دامن گسیان پر
پڑا ہر ہر قدم پاؤں سر خا بخیدان پر
ہر عاشق ادا ہو بھی بلا شک و زعمان پر
ہمیں چھٹی سیو جی ان سکی اپنی جان پر

ہوا ستری سپہ او جو بنی جانان پر
گمان گل کا ہوا اوس شک و خدائے
دل اوس کی نف کہ ہو کر پھر چاہ نہ خد پر
ہو تھک آہوں کے صد کہ دل جان پر
جنو بج کر دیگستل مجھ کو خوشی غریبان پر
یقین ہر سطح مرچہ کی جوفین پر
کچھ حسن بیہوشی ہر ملھا ہو تو فی

نہیں سہیال میں تے جا ہوا چون کوٹھیا
اور اندھیاں جھٹے ایسی اپنی جامہ کی
جد ہر وہ ماہر و لکڑا دین خلق جھٹیا
تیا قصبہ سیر و سر شک گل باغی جا

پری وٹھی سوار آج انگٹھ سے تخت سلیمان پر
عج کیا اور کمر آکر مارا دامن گریبان پر
نلیو نکر ماہ نوکا ہو گناں سگر گریبان پر
پڑی وٹھ آمد کی خبر سنکر گلستان پر

جدا شعلہ خون کی دستی میں دوست ہیں
ہوئی ہین داغ دل شعلہ فگن شمع شبستان پر

غزل

زلف میں سوکھنسا یاد دل دان لہو نگر
دامن ہم ملک ماتھے نہ جسکے پہنچے
کل کی ہر بات کہ ہر بات میں شرماتا تھا
گر گیا اوسمیں میرا یوسف دل لای عزیز

یکجے کیا لہ ہو خود کردہ کا در مان لہو نگر
ہو جئے اوس سے بھلا دست گریبان لہو نگر
آج یاربہ ہوا قفس دور ان کہو نگر
چاہ کنعان بھی ہو تیرا نخران کہو نگر

گھر جو آیا وہ میری جان بھی دی مل بھی دیا
 ہمکو تو رنج حسینانِ جہان دیتی ہیں
 جب سے دیکھا ہوا وہ گلہ جہنم انکھنیں ہر
 کام جاننا زکی کا ہر کوچہ محبوب میں آج
 دلِ عاشق میں پاب نہ بخاطِ جسمی
 موم سوزم تر آگے تھا دل لپکرتو
 جبکہ ہا دستِ نھو کوچہ دلدار کی خاک
 تیر و دانتوں کو کیا دلیں گھر کو برا
 تیر و مہلو میں بھلا او دلِ نالانِ تہا
 کہہ دیجئے پانہ میں ہماری باتیں
 آپ تہو دست کی باتوں سے لایک

اور کرتا ہوں کوئی خاطر مہمان کیونکر
 خوش پر یزاد و سوز تھی سلیمان کیونکر
 دل ہی ہر مردہ کروں سیرِ گلستان کیونکر
 دیکھیں شہتہ میں قدم اب سیر میں آج
 ہر جہہ جعیت کیسوی پریشان کیونکر
 قلبِ سن کا خدایا ہوا سندان کیونکر
 چھان مارین طلبگارِ بیابان کیونکر
 لب تیری دیکھو کہ مر جانہ مر جان کیونکر
 رات دن زخمِ جگر تہا ہر خند ان کیونکر
 نہوں مخطوطہ اسی سُنکے سَخندان کیونکر
 آج صحت سے ہو اور سکی گریز ان کیونکر



غزل



عیان ہونا نہ جانکاہ اپنا کہ کشاں
اولت پیرانی قسرت کا نہ صلیب بھی گنا
ذرا احوال جائز دیکھ لیا اپنی مجنون کا
وہ کو لیں ہاں خوشم مردم ہم بھی دیکھیں گے
کہہ کیونکر کر تین کت عشق اور کہاں تین
بہت کچھ منہ چا تا رہیں گے نام عالم میں

فلک پر کوندی ہیں میری آہیں بکلیا ہوں
جو بوسہ ملتا ہوں تو نہیں جوتی ہوں ہاں کر
تساہی لاکھ نہ بھر و نہیں شستہ ہوں کر
یہ جسکو منظر ٹھیکہ میں انکھو میں نہا ہوں کر
پڑا ہوا سلسلہ الفت کا میں بیڑا ہوں کر
دل شہرہ ہوا شہر و نہیں اپنا پڑنا ہوں کر



اجلی و تھوڑی شہر آباد اب کرو چل کر
پڑی ہو دوست کیوں خاموش تم آتش نا ہوں کر



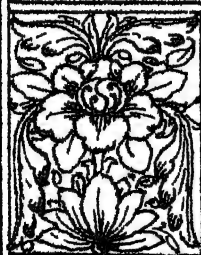

غزل



تغافل یا رکاب رسا ہر کیا گزرا ہوں کر

انگھ جب کی تو گزری صاف ستھری سنا ہوں کر

<p> ہو اہی و شہتِ حشمت میں جنوں کا دستِ بوسا تو اپنی دل میں انصاف و غارتگر لند میرزا لودن میں تین لکا چھو جاتا ہوں میں چادریاں ہوں ہاتھ میں لکڑی کا سدا ہر سزا سنی اپنی ہر سفر ہستے </p>	<p> کہ خود داماں صحرا اور رہا ہوں دھجیاں ہوں رقیب سید کیا منہ چڑھا ہوں قلیبا ہوں اوٹھاتا ہوں محلِ سر پہ اپنا تو ان ہوں دشمن جا کر دلِ حاسد میں رد و زبان ہوں رہا نہ میں گریا نقشِ پای و فغان ہوں </p>
--	---

	<p> محیطِ ابد و دوست میں الطافِ اُستادِ عالی زمینِ شحرر اپنی مضامین آسمان ہوں </p>	
--	---	---

	<p> غزل </p>	
---	--------------	--

<p> بنا لاج و ہن نو چکر و ہر کے پر جو میری نام کو لایا کہ تو را دے کے پا ہما کو ہاتھ لگین گریہ و حنور کے تو توڑی بالِ بال و رکاوٹ کے پر ہوں خالِ جگر و ہن طائرِ نظر کے جو اس کے شعلہ رخ کی طرف کوئی دیکھ </p>	<p> ہما کو ہاتھ لگین گریہ و حنور کے تو توڑی بالِ بال و رکاوٹ کے پر ہوں خالِ جگر و ہن طائرِ نظر کے </p>
--	--

الہیاء بلب لالان زخم کر صیاد
 خیال کج کہان سے کہان بھنچتی ہے
 ضرور او سک دل سخت پر کر و تاثیر
 ہو دینا زلف سے تشبیہ و زاناب کی
 اور عروہ ایسا ہنر مند دیکھ کر شل ہوں

تو چھوڑ دی مجھ گلزار میں کتر کے
 عیان نہیں ہر بلا شک میں خبر کو
 دعائیں اپنی جو پیدا ہوں کچھ اثر کو
 بجاوہ گیسو کہان بال و رکھ ہر کو
 جو قسمت اچھی ہوں لگ جائیں ہنر کو



کچھ اپنا حال جو کہنا ہوا وس کہہ دو
 مگر قریب سے او سک قریب سر کے پر



غزل



او بھنچتی ہی ہر زلف پریشان کو دیکھ کر
 غشج ہری ہو جس دے و مرجان کو دیکھ کر
 حیران ہو آئینہ رخ جانان کو دیکھ کر

مفتون ہوں ایک فتنہ دور ان کو دیکھ کر
 سستا نیکون ہوا لب و دندان کو دیکھ کر
 پوشیدہ درصہ فین ہر دندان کو دیکھ کر

اوس گل خیز خاک هر گلگشت کاغذ
 مرده بود و چون تیری پوری بودی
 پیری به یک قلزم ز خادین مگر
 مجنون که تیر و دشت فریدی کشتن
 پژمرده گل چمنین هر خساریک
 لازم نهین هر یک کیه گرم چوین
 جاتا هر آج یار کی یکتائی کاغذ و بر

کاشنر نیل و ستا هون گلستان کو دیکه
 پیر و لوله هوای بیابان کو دیکه
 لعل و این غوغا و چاه و زنجیر کو دیکه
 بزرگترین پاؤن خا میخلان کو دیکه
 سنبلی نخل هر کا کلین چان کو دیکه
 صحبت ثانی چاه و انسان کو دیکه
 حیران کیون نهومیه تابان کو دیکه

دهمو کا هر اک کو هوتا هر طوفان نوح کا
 ای دوست اپنی دیدہ گریان کو دیکه

غزل

کل نهین هر آجت راحت کو کھویا بقدر
 پھر هو او پس کالہ آفت کا جو یا بقدر

سوزِ فہرِ شاخِ مرجانِ گلستانِ کویا
چشمِ سحرِ اُمیدِ سمندرِ بنِ گمراہِ کویا
سینہِ مینِ کھلتا سید کا اوکی تاکو خضر
ہو گیا نبرِ زمیں عاشقی کا اپنی نام
شستہ تارِ نظرِ مینِ سبجہِ مرجان
اشنائی کر یہ معنی مینِ یہ مطلق تہ
خون ہو کر بھگیا آنکھوں سے پانی
چشمِ سحرِ اُمیدِ سمندرِ بنِ گمراہِ کویا

بیاہنِ اشکِ غمی ہو چکا بیاہر
یادِ مینِ دینِ گوہرِ دندانِ کویا
دیکھو شانِ خدایتِ اور گویا اسقدر
تخمِ الفتِ کشتِ لہریں ہو بیاہر
وانہا و اشکِ غمی کو پریا ہر
ایک کو بحرِ محبتِ مینِ دُبو بیاہر
نشرِ نوکِ مرہِ دلِ مینِ چو بیاہر

جانِ کز رہ ہوئی اوس سہمن کی قلبِ مین
نقدِ دلِ اوردوستِ تنے مفت کھویا ہر

غزل

اوس کے بعد خاک اور آئینہ مزار پر

اب لطف کی نظر جو نہیں خاکسار پر

ہر روز وعدہ کرتا ہوا مگر نہ ایک دن
برپا ہوا یہ چشمِ سحر طوفانِ نوح کا
ارمان نہ نکلا رخ پہ وہاں خط بھی گیا
قسمت کا ہر بگاڑ لڑی اس میں نہیں کیا
تو یوں عاشقوں کو جو شہ جنوں ہو نہ جھگل

کیا اعتبار آپ کے قول و قرار پر
اگر تباہی بر رشکِ میرِ چشمِ زار پر
پھنچی خزانِ ہر حسن کے باغ و بہار پر
آئدہ روز رہتا ہر دہ کارزار پر
ان روزوں باغِ حسنِ اول کا بہار پر

لب و دست کی نظر میں بہاؤ کی ہر کوئی شکل
اگر تباہی صدقِ حور و پری کو وہ یار پر

غزل

غرقِ حیرت ہو گیا چاہِ زنجِ ادب کی
مار کا ہوتا ہر دہو کا زلفِ چپان کی
بجھ گئے آنکھوں سے دریا ایسی ہجرِ یار میں

یوسفِ کشفِ دل میں پشیمان دیکھ کر
مثلِ سنبل کیونہ ہو کر دلِ نشان دیکھ کر
ابر کو ہر رشکِ میرِ چشمِ گریان دیکھ کر

خانہ تمین نگیو نکر رشک سحر پیچکر
عشق میں غریب لیلیٰ کو ہونچن صفت
بو سہ زخا کیا تو تیغ ابرو کی کھنچی

غیر کو گھر آگے پھر روز مہمان بلچکر
جوشِ حشمت کیونہ دیکو بیابان بلچکر
دلِ نتاہر تیری شمشیر ان بلچکر

دوست تو شاگردِ مشہور استاد کا
تیون سخن سے خوش نہ تیری سخندان بلچکر

غزل

۵۹

خاموش ہا ابرو کی خمد اسے ڈر کر
اسوجہ سے زخا رہے رکھتا ہر نفس
دیکھا جو علاجِ مرضِ عشق کو شکل
تیرے جسمِ چن باغی ہین مسلط
ہے خوفِ قینوں کا بھی میری بھی ہوا

بو سہ نلیا گال کا تنوار سے ڈر کر
بوسہ کا نہ طالب ہو کوئی مار سے ڈر کر
چھپ بیٹھ میری تیری ہمایہ سے ڈر کر
تیون در نہ ہو بلبلِ دلِ خار سے ڈر کر
گھرتا ہے وہ یار پر اغیار سے ڈر کر

ہو نہی رخا او سیکے زبان دکن الہی
کچھ کھٹکا شکوہ دلدار سے ڈر

ای دوست نہ اکیا پہ کسینے او سے دیکھا
ہی برق گریزان و سہی خسار سے ڈر

غزل

۹

۱۰

ابر وہی بس ہی قتل کو شمشیر کیا ضرور
مڑگان ہن پار سنی کر تیر کیا ضرور
تقدیر میں نہیں ہی تو تدبیر کیا ضرور
پھر آدمی کو شکوہ تقدیر کیا ضرور
گھر میں میر حسین کی تصویر کیا ضرور
سایل کی التجا میں ہی تقریر کیا ضرور
پھر قتل میں جاری ہی تاخیر کیا ضرور

پابند زلف ہوں مجھ پر نجیر کیا ضرور
مجرع دل ہوا ہی میرا چشم بابر
لیون جستجو وصل میں حیران ہی رہا
پیش آتا ہی جو مقدر کا ہی لکھا
نوٹو گراف دل ہی تصویر سیار کے
بوسہ وہ دیتی ہی نہیں تکرار کے
موجود وہاں ہی تیغ تو حاضر یہاں گلا

ہر آج اوس سر تخلصیہ دل بس ایک دم

حضرت نکال لہو میں تقصیر کیا ضرور

دشمن نہیں یہ دوست قدیمی ہر آپ کا

دنیا پھر ایسے دوست کو تعذیر کیا ضرور

غزل

۶۱

۶

گل کو ندیکھیں عارضِ جان کو چھوڑ کر
ناصح سُنی ہوئی ہیں جناب کی حکایتیں
برقِ نکھہ سر او سکو بھی کر دے جلاخان
ہندو اک بُرے کو بھی اچھے تو پائیں ہاتھ
منعمِ مہیشے دولتِ دنیا پہ بھیہ غرور
اوس شاکِ گل کے کو چین گزرتی غم
بوسہ بوسہ لیتے ہوئی رخسہ کی نظر

سنبھل چھوین کا کل بیچان کو چھوڑ کر
جانا ہر کون کو چہ جانان کو چھوڑ کر
قاتلِ کہناں جلاپتن بیچان کو چھوڑ کر
جاؤں کہاں ہیں چا داما نکو چھوڑ کر
جانا ہر ایک دن سر و ساما نکو چھوڑ کر
جاؤ نہ عندلیبِ گلستان کو چھوڑ کر
اگر حلب کی سمیت خشتان کو چھوڑ کر

اگر کی میری دشت میں پائی جو کچھ خبر
مجنون ہوا فرار بیان کو چھوڑ کر

ایک دوست یوں حسین تو دنیا میں بہت
یہ کون تھا اس شہِ خوبان کو چھوڑ کر

ملیف نرائیچہ

۱۱ غزل

خدا کیواسطیٰ ہیبت نکرستم ہرگز
نہ کھنا چاہی جگہ قدم ہرگز
خطا معاف نہ اب کھاتی قسم ہرگز
ہوں ناتوان اوٹھیں گابا غم ہرگز
مگر نہ زام ہوا اپنا وہ صنم ہرگز
نہ بد لون ساغرِ یادہر جامِ جم ہرگز

نہ غم نہ فکرم نہ دکھ نہ دبدبم ہرگز
ہو جس مقام پہ جان سے مفٹ نہ می
ہزاروں وعدہ کئی ایک بھی ہوا پورا
گراؤ کوہِ جدائی نہ مجھ پہ بہر خدا
خدا کو بھولیں کافر اور بت پوچھ
دکھائی دیتی ہر نشہ میں اسکی سیرِ جانا

میں تیری یاد کا قائل ہوں اور بیخاک
 لہوں میں کس سے بتاؤ جواب اس کا کیا
 فروتنوں سے تکبر دلا حماقت ہر
 چڑھا تو طالب سہ پہ آہن تیوری

کبھی نہ بھول کر تو نے کیا کرم ہرگز
 وہ کہتی ہیں کہ سُنیں گے نہ اس کی ہم گز
 ٹکڑی چاہتی سرکش سے پشت خم ہرگز
 لڑو گدا یہ شمشیر کو علم ہرگز

ہو تم بھی دوست کڑی ہنر خوب بیکھ لیا
 تبھی نہ یاد میں کی اس کے چشم نم ہرگز

غزل

پھر آدمی کو بھیجتے ہیں صبح و شام رو
 رہے ہیں صبح دیکھنے کو خالص عام رو
 بھولیں گی نغمہ بلبلیں گل ہو گا زرد رو
 اس سے ایک بھنی ملا آج تک جو آ

اتنی ہیں پھر اس آفتِ جان کو پیام رو
 اس کی گلی میں تباہ ہو اک اُرد نام رو
 گلزار میں پھرتا ہو وہ لالہ فام رو
 موسیٰ خدا سے کر تو تھے کیونکر کلام رو

فرقت میں یونہی ہو ویگا اگد علم کا کچ
 گن گن کو تار کشتی ہی بان بات ہجرت کی
 فرقت نے اوسکی ہر پہ کیا آج نور حرام
 واعظ پتھر ورنہ کو کب تیر ہین رند
 ایشاہ حسن گھر تیری دربار عام ہر
 ایسے نہ رونا بھر خد ایسی جان

دشست کھا ہی ہو نہا ایک مقام روز
 انیکا اوسکو رہتا ہر دن ان ہتمام روز
 اپنی مکان میں رہتا ہر ماہ صیام روز
 چلتا ہر میکہ میں مان ورجام روز
 عشاق جمع رہتے ہیں بھر سلام روز
 پامال محض کو کرتا ہر تیر انرام روز



ہو دوست پر بھی تو نگہ محصور و لطف کی
 رہتا ہر دست بہ بیہ حاضر غلام روز



دیف شین مہک



عزل ۱۳

۶۴



ڈٹان بھی کھی ہر سفاک نہ تلو ار کو پس

خال مشکینہ این برن و خمدار کو پس

جان بچ کر نہیں کچھ نظر سے اٹار
 جیسے وفت دور رہوین چانکھیں
 خندہ روی پہ کلونکی نہ چہک برب
 پتیاں ہوں گل مہتاب کے جیسے چوگرد
 کو آتا ہر مگر یاس غشی و درد و الم
 خیر و دوستو کیا موت بھی انکی نہیں
 ہین جو کم سن وہ شجیر کی سُکر آؤ
 بسکو دیکھو ہر رخ و زلف کا و کشید
 روی جاناں پہ بھلا سبزہ خط کیا ہے
 بادہ خوار یں گئی جان پہ اپنی رند
 باغ عالم میں تا پھول وہ رنگ و بو پر

پھر لڑ جاتا ہر دل ہو دل آزار کو پاس
 انگٹہ ہتی ہر میری روزن لڑ کو پاس
 دیکھ گلچیں بھی نگار ہتا ہر گلزار کو پاس
 سبزہ آتا ہر نظریوں گل خسار کو پاس
 یہ تہی ہیں آٹھ پہر تیری بجا کو پاس
 وہ مسیحا نہ اگر آئیگا بیمار کو پاس
 لڑتے ہیں تو ہو تو تازہ گرفتار کو پاس
 جاتو نسو پھر کا فو دیند ار کو پاس
 چھ وہ آئینہ ہریتا نہیں نگار کو پاس
 ہو وہ مرن بھی میرا خانہ خمار کو پاس
 اسلئے گل خندہ تو ہر رکھا خار کو پاس

جن کو نزدیک ہر کسیر قناعت و دوست
ثوبہ جاتی ہیں کسی مغرور دم دار کے پاس

عزل

۱۱

۶۵

ہم کو اویں سنفی ہر چاہہ بخندان کی ہو
ہستی ہر عاشق تھو نکو کو بی جان کی ہو
جو شوقِ حشمت میں ہوئی چاک کی سی کی ہو
پھر ہوئی گچھ پھانوں کو خانہ غیا کی ہو
ہر شبِ قہمیں کس کو ماہ تابان کی ہو
پھر ہو دیو نہ کو تیرے طوقِ زندا کی ہو
از رو ہر گلگون کی کب گستان کی ہو
و گہر کا شوق کو لعل بنِ خشان کی ہو

چاہو اور خضر تجھ کو آجیوان کی ہو
زہد آجھ کو مبارک باغِ رضوان کی ہو
پھر بہار آئی ہوئی دل کو بیابان کی ہو
پھر سرمایہ میں دا پھر ہو جو جن جن
شمعِ سب جلتا ہو دل میں گھر کھڑا سب
پھر ہر رستہ بند پھر ہو شور و غوغا کی ہو
اوس گل بنی کی فرقت نے پھر مردہ کیا
کام کو کھتی ہیں لبِ ندانِ جانِ سید ام

ہاتھ بھیاون لکھنبر کاشنہ نہیں
نہا ہوا صحنہ خلی تلاوت ہر گھڑی

ہر ہی ہر وقت خاطر پریشان کی ہوس
رہتی ہو ہم جاہلوں کو یہی قرآن کی ہوس

ہم کو ہی دوست اور دس کی فقیری ہو
مدد عاقلین و علم اور نہ سامان کی ہوس



عزل



ہر امر میں ضرور پڑا ہی خیال بس
ناحق کو جاہلوں کو بھیہیں قیل و قال بس
اُس بات پر بھیہے ناز بھیہے غصہ بھیہے خبی
اُسے کچھ خلاف کیا میں تو آج تک
یا اوس کو ساتھ لائیں یا چھوڑ دیں
وقت میں تیر جان چلی اور ہوا نہ دل

انسان کو اپنی فعل ہی انفعال بس
ہو آدمی کا جو ہر ذاتی خیال بس
یاں اسکا ہی گھنٹہ نہ ہو خوش حال بس
ہا حق عدول حکمی ہی احتمال بس
آج اوس دو ہی بات تو نہ ہی انفسار بس
انہا شش ٹھہر امر گت سے آخر وصال بس

جس کا پہل اشک کیے بس ہین رہا

فرق میں تیرے دوست کا پھنچا یہ حال بس

دیف شین محبہ

۶۷ غزل ۱۵

تیرے ہنود لکھو سدا بھتہوت کی تدا
اہل دنیا کو ہمیشہ رہتی ہزار کی تدا
قتل نہ کیو عبث کیا ہر خیر کی تدا
لعل سے او کو سروکار اور نہ گوہر کی تدا
ٹی اجل نہ مارا آگ بستی کی تدا
تسلے کرتا ہر ای فضا و شتر کی تدا
ہو وہ شاہ حسین کیونکر ہو نہ لشکر کی تدا

دیکھتے ہیں فی سجن سب بخنور کی تدا
لڑتے ہیں عشاق سیم اندام دلہر کی تدا
خیر مرگان ہی تیرا کار گر بھان گسپا
جو در دندان لعل لب کو مایل گئے
ناتوانی سے نظ آئے اپنا جسم نہا
خار غم جسم ہر غریب جان جاری ہوا
سبزہ خطروں جانان نہیں ہر کسب

وادی الفتین بجا قدم کینا تو
ہم صفا باطنی کو اس طرح ہین دھونڈتے
شوق آریں کل ہر مہما ہر زیور کا خیا
دل ہمارا خود خبر لاتا ہر اوسکی دہم
سال چھ پر عید ملنے کو لہو اور شکستہ
دیکھنا ننگ جہاں کیا لیا ان لکھنوی
مجھ سے عاشق و نکو اوس مجھ کو ظالم

رہتی ہر خانہ بدوش تو نکو کہیں گھر کی تلاش
جو ہری کو جس طرح رہتی ہر گوہر کی تلاش
رہتی ہر اونکو مصرع کار و زر گر کی تلاش
خواہش قاصد نہ ہر ہمو کہ تو کی تلاش
تیسری مسجد میں تیری شد و گبر کی تلاش
رہتی ہر مذہب چشم فسوگر کی تلاش
دھونڈا دو لون پنا یا بلکہ اکثر کی تلاش

فکر کرنی ہر عبت اوڑا اور کمز مضمون آئینے
طائر دیکو ہونی پھر دوست شہر کی تلاش

غزل

۶۸

۹

پھر لیلی ہر اوسن تہ عیار کی کشش

تر پاتی ہر جگر کو دل زار کی کشش

لڑتی ہر قتل ابرو و رخسار کی شش
 بھر عیادت آپ سہ تہیہاں سچ
 فرقت دیکھو سیر گلستان کیا غم
 پھر زخم تازہ ہو گو فصل بہار میں
 دنیا بچا ہٹی تھا بھمن بچر کو دل
 اتانہ وہ جہانیں یقین تھا ہمیں مگر
 ائی بہار پھر تیری وحشی کو لیچلی

تاثیر ایسی دیکھتی تلواری کی شش
 لائی تیرا مگو عاشق بیجا کی شش
 لیجاتی ہر مگر گل خسار کی شش
 پھر گل نہ کھلاتی ہر گلزار کی شش
 کافر کر رہے دیکھتی زنا کی شش
 محشر بلا نیگا تیری فتا کی شش
 غربت کی خاک جنگل کہسار کی شش

گیا پوچھتی ہو دوست سے آنیکا ماجرا
 خادم کو کھینچ لاتی ہر سرکار کی کشش

ردیف صادمحملہ

غزل

یارب کوئی جہان میں نہو مبتلا و حرص
ہر آدمی وہی جو قناعت کا ہو حرص
تہتے ہیں وہ کہ وصل کی اتنی طمع نہ کر
پڑ مرده کرتی ہر گل تو قیہ و آبرو
عریان تنی قبول غنات میں کیا
اوسکو نہیں ہر نقش و عیاں کی چھٹی
بوسہ پہ بوسہ مانگو تو شرما کر یون کہا
عاجز ہیں اس ضعیف حکیم و طبیب
ہر شے کی انتہا ہر اسی کی نہیں خیر
لیونکر ہر بحر میں گردش میں ہر بحر
لیونکر نہ غرق جاہ ملا میں ہر دودہ دوست

سر میں کسی کی بھی نشانی ہو اسے حرص
ہو دوست صبر کا رہنا ہر شے کا حرص
تو ترستا نہیں کہ بری ہر بلے حرص
دل میں کسی کے رنگ نہ اپنا جا حرص
پھنے کہ بھی جسم لپکین بجا حرص
دنیا میں لوح و لہو جو اپنا ہو حرص
اتنی تو آدمی کو نہ سر میں سما حرص
ممكن نہیں کہ ہو دو کسی سر دو حرص
دیکھنی بھی ہر کسینے کہیں انتہا حرص
خود دستی ہر اوسکو سد اس کا حرص
جس کے مجر ط قلیب طوفان و جھار

از آرزو بج و صد منہ و جو برو قصاص	نسبت میں عاشقوں کے یہ ہزار و قصاص
یاب سحر گاہ جرم تھا اتنا جو دی سزا	شاید لیا تھیں کسید وقت کا قصاص
لیا اوسکا مارنا کہ جو ہو خود مرا ہوا	اتنا نہ چاہی تھا جو تم فرمایا قصاص
آخر کو تو فرجان لی بہیا عشق کی	ای ظالم اتبو کچھ نہین باقی رہا قصاص
خود رفتگی میں لایا بوسہ خطا معا	دیوانہ بگینا ہر لیتے ہو کیا قصاص
گھایا کیا نگاہ سے با پا اچال سے	فریاد کی کچھ اور بھی باقی رہا قصاص
یکجا قتل کیجی جھگڑا ہی پاک رہو	ہر بات پر نیچا نہیں جی قصاص
ہر اک کا دل جلاتی ہو آزار دہیتے ہو	معلوم ہو تھیں بھی جو کیو قصاص

رحمت کا آسرا ہی بھر دے کرم کا ہر
ای دوست عاصیہ نہ رخد الیگا کیا قصاص

دیف ضاد بحجر

غزل

4

4

ساتھ غیر و نکرنا کرتا ہوں وہ یا غرض
 ائینہ اس رخ روشن کے برابر کیا ہوں
 لب و پٹی کا اوٹھو بوجھ کمر سے اس کی
 باتیں اس سچ کی وہ وعدہ شکن کرنا
 میں جو کہتا ہوں تم بھی عذیبو پورا تو
 اون کی بد عہد ریکا شکوہ جو کیا وہ بول
 دل نہ دینا تھا اس کو مفیٰ بد نامی لی
 اس کی باتیں میں متا کہ ہر اک پہلو
 دوسرے میں جو کہا آؤ گے تب تو ہو
 کچھ ہے براؤ سیکر نظر آتے ہیں آئنا غرض
 ہو جہاں بس وقت آئینہ بردار غرض
 زلف کا عکس نکلتا ہے ہر وہاں غرض
 ثابت ہے اسی ہو جاتا ہے اس کا غرض
 اٹھتے ہیں یہ تو کھوکھلیا اور غرض
 ختم بھی ہو گا کبھی یہ اسیہ طو مار غرض
 دیکھا آخر کو تو پایا اس کو عیار غرض
 اپنی مطلب کی وہ کہہ جا ہر سگان غرض
 بولا اپنی ہی کہی جا تو ہر بار غرض

روکش کو کتب بندہ ہر سارا عارِ من
صاف تو یہ ہے کہ جب دیکھ لیا عیدِ ہوائی
چھ گیا ابرِ من اور یہ بازی جیتا
دیکھ کر چاند کا ہوتا ہی گمانِ ہر یکے
چاند گر دہو عقدِ ثریا کا گمان
ہو و صحت ابھی اس چاندنی کو مازِ کو
سرو قد غنچہ دہنِ رہنِ انکھیں نگین
مرضِ ہجرِ من بیمار ہو صبحِ رختِ کھلا

چاند کا صاف نمونہ ہی تمہارا عارِ من
عاشقِ بکری ہی مقدر کا ستارِ عارِ من
چاند سی بھی کسی ات یہ تارِ عارِ من
حق نہ کیا نور کو سانچِ مینِ تارِ عارِ من
چن کر افشاں کو جو پھر تہی سنوارِ عارِ من
مجھ کو کیا بارِ دکھا دیو دوبارِ عارِ من
دردِ دندانِ ہجِجِ بنایا تے پیارِ عارِ من
زندگی کا ہی فقط اپنی سہارا عارِ من

دوستِ مشتاق ہی کیم مر سے تیرا اہمیت
پیرِ عاشق کو تو دکھلا دے خدا را عارِ من

دیف کلماء مہلہ

غزل

۱۱

۱۲

فرقت زدوں کو دیکھیں خد کد کھانچ
ہو اس تپ کو زہی کا غدبرا خط
جو میری مار کا مجھ پر اگر سنا ہے خط
تو نہ کر نہ اپنی آنکھ سے عاشق لگا خط
بھیجو کسی کے ہاتھ اویس کو بجا خط
جدول لپیٹ چڑھ کر جو آ خط
دن کو نساوہ ہو دیکھا قاجار خط
ایسا نہ ہو کہ یاد کو جا کر سدا خط
وہاں اب تدا محال ہے چنان تھا خط

اوس فیکو کا دیکھئے کس ز آ خط
فرقت نوز عفرانی کیا رنگ جسم کا
فقر نہیں ہو کھنڈ غلامی کا خط
خط دیکھیں سر نصف طاقات ہوئی
دل چھین لیکے بھیجی ہو اکدم کیو خط
حسن و جمال یار کی دہنی بہا ہو
راتیں شب اقلی کتنی پہاڑ ہیں
خط بھیجتا نہیں ہو وہ عیار اسلئے
اونکے ہمارے رسل و رسایل کا ہر حال

ہستا ہر روز نامہ و پیغام غیر سے درپردہ دیکھ لیتی ہیں ہم بھی پر خط

دل بقرار رہتا ہر دن رات دوست کا بھیجا کر خبر بھی زبانی سوا سے خط

عزل ۹

اونکے ہماری کچھ نہیں جاؤں کا ربط
دیکھا جس نے گاہ بس صید کر لیا
اپنی دشتی چھوڑ کر زمی سے پیش
اوس بڑا ہوا ہمیں آتا ہر نظر
میں رہ از رہ مہرین خاک و رتھ
چھو کر ملائی ہوئی ساتی کی سستی
دل کہتا ہے کہ اوس ملیگا تو ای عزیز
اجال میں ہوا یہ یہ درمیاں کا ربط
ہو آجکل اونھیں اسی تیر و کساں کا ربط
اوس سنگدل سے ہمسایہ ایسا کہاں کا ربط
دلکا جگر کا روح کا اور جسم و جان کا ربط
کیونکر نہجے زمین سے بھلا آسمان کا ربط
بادہ کشی سے ہو گیا پیر مغان کا ربط
یوسف کو کس طرح حسرت ہو اکار و ان کا ربط

سارے وہ چھپ گئے اور گلبند کی تھم
ابن علیہ لکھو ہوا ہر فن کا ربط



ان روزوں دوست کو نہیں چھین عشق کا
دیوانگی ہو فکر اسی داستان کا ربط



غزل



انکھ سے دیکھ کر لگا یا خط
ہوئی تسکین گلے لگا یا خط
آکے قاصد کی کیا دکھ یا خط
جلکے اوسنے میرا جلا یا خط
تبھی لکھا کبھی مٹا یا خط
نہ لفافہ میں پھر سس یا خط
آپ کیوں پر ہتھ پڑا یا خط

عین او بچس بینا و سکا یا خط
بے قراری بینا و سکا یا خط
ہوا الہام یا کہ ویسے آئی
سوزِ دل کا حال تھا جو قم
نہوا ختم بہت ابری سے
ہاتھ میں اسکے جا کر پھول گیا
ایا غرض سر نوشت سے میری

قاصد جلد جا کے بھر خدا	لا تو پیغام یار کا یا خط
مرض عشق پا کے عامل	بدلے تعویذ کے پلایا خط
نہ فتنے کی سوچا وہ دہونی	شعلہ رو کا میرے جلا یا خط
زیست مشکل ہی ضبط ہو دشوا	اسے اوس یار کا خدا یا خط

دوست تیری زبان کے صدقے	مچھکو اوس یار کا سنا یا خط
------------------------	----------------------------

دریغ طلاء مجھ

غزل

ایں کو اگر نہ بین ہ کچھ یہ اتنا کج	ایں کو تو چاہئے آداب کا کج
وہ بات کرنے تجھ پہ جہا نہیں کوئی	ہر پر ضرور عالم اسباب کا کج
میں ہوں مریض اعلیٰ بیمار ای طلب	نسختے میں ہو و شر بہ چنا کج

رکھو کبھی تو ماتھ میری جان سنی نہ	کیجے ذرا تو اس دل بیتیا کی نٹ
ہمناز حسن کو ٹھہراتے ہو بید ہر	کچھ تکو چاندنی کا نہ مہتاب کی نٹ
رہتی ہیں انتظار میں وارات بھرا	انکھوں کو اندون میں کچھ خواہ کی نٹ
خود ہی بجز اشک میں رہتی ہیں شہنا	کچھ حصیل کا خیال نہ تالاب کی نٹ
دل پارہ کر کیس کا نہ اکسیر ہی	ہر کیمیا جو اسی ہو سیما کی نٹ

بزمِ چہان میں وہ نہیں ایو دوست آدمی	مخمل میں جب کو ہو ورنہ اجنباب کا نٹ
-------------------------------------	-------------------------------------

عزل

شہرِ لولاک و مرتضیٰ حافظ	جائے آپ کا خدا حافظ
اپنا ہر حال میں خدا حافظ	لندہ ہر اپنے دلچ یا حافظ
عشق میں آخرش کو جان گئی	ہم چلے آپ کا خدا حافظ

<p>دیکھتے دیکھتے مین روی صہم تسطرح وصل کی بز صورت کوہ و صحرا میں تیر و جوشی کا مصحفِ خکا کب ملا قاری اوس صہم کا سناٹا و پاس سدا</p>	<p>مصحفِ خکا ہو گیا حافظ بھان جیت و مان جیا حافظ غم دگا رہے بلا حافظ گو کہ آتش میں جا بجا حافظ وہ نگھبان تو یہ رہا حافظ</p>
---	---

کیا کہوں داد کس سے لون یار دوست
 مائے افسوس مر گیا حافظ

ردیف عینِ محملہ

غزل

۱۱

۷۸

<p>اسکی نہیں قیظ دل مضطر کو طلاع کیا پوچھتا ہیر میری پریو نکاح</p>	<p>ظالم تیری جفا کی ہر داور کو طلاع ہر بال بیان لف معنی کو بر طلاع</p>
---	---

تجھیں ان تریش شیں کی عجب سیہ
 رنجھی ہوئی نگہ بان قتل ہو گئے
 تو قتل کر کر مری تو کیا ای جفا شعاً
 ہو گی ہزار آفتیں دنیا میں آن کے
 بیمار حجر کی نہ خبر تو نے لی مسیح
 یہاں کچھ نہیں ہو روز قیامت کو کھینا
 حیرت ہو اپنی رو نیکی او سکو نہیں خبر
 مکتوب تلخ لہر کہ مثلین بنی ضخیم

ترپے تو اور ہو دہ نہ دلب کو اطلاع
 مجروح کی ہوئی نہ تھکر کو اطلاع
 ہر خونِ بگینا کی خبر کو اطلاع
 روزِ نازل نہ تھکے مقدّر کو اطلاع
 ہر او سکو حالِ ار کی بستر کو اطلاع
 ہو دیگی تیری چال ہو محشر کو اطلاع
 سیلابِ چشم کی ہر سمنہ کو اطلاع
 ہر فحشی و محافطہ فتر کو اطلاع

او درست طبع ہو تو دیو کیا ستیہ
 پھر ہو دیگی ہر ایک سخنور کو اطلاع

غزل

دلبر نہ اپنا آہ ہو کوئی دم مطیع
 کتنی ہی کج ادائیگری تو کہ ہو خفا
 برآئی آرزو عجب لطف سے کئے
 بیمار سحر کا کوئی مونس نہیں مگر
 تنہا نہیں شفیق رفیق اپنا کون ہے
 قاصد کچھ اور کیفیت میں نہیں مگر
 الفت نسیم کام خدا سے ہیں کھنکھ
 ایمان کھویا بت کی محبت جان بھی
 کیا ذکر کیا کس ستم آرا کی چال
 شہرہ ہر تیغ ابرو رخسار یار کا
 ایو و سچے اوی نہیں فنا ختم

اوسکے ہی ہمیشہ دل جان سے ہم مطیع
 اویبت تیرے تو ہم ہیں خدا کی قسم مطیع
 جو ہر سے وہ ہم اونے دن و نون ہم مطیع
 درد و غشی ہمار ہیں و نون ہم مطیع
 مایوسی ہم جلیسے درد و الم مطیع
 لکھا ہی ہے خط میں کہ ہیں بکلام مطیع
 کیوں نہ آہوں نہ کن بر و حرم مطیع
 لب دکھیر وہ ہوتا ہوا اپنا صنم مطیع
 ہوتا ہیں آہ گیر بھی ہر ہر قدم مطیع
 اوس کے کیوں ہیں اہل عجم مطیع
 مشوق نہی دیکھ ہیں دنیا میں کم مطیع



غل

۱۱

۸۵

او سکر فراق میں گئی جان پئی ادینغ
 کرتی نہیں طیب بھی او سکر ادینغ
 فرما تو کہ ہم کو کیا تسے کیا درینغ
 کرتی ہیں زجا کو وہ اپنا گلا درینغ
 ہر بات میں دین کرتا ہی ہمسے حیا درینغ
 بتلاؤ تو کہ ہم کو بھلا کب کیا درینغ
 او سکر عی سو کچھ نہ ملا مدعا درینغ
 غیر و نسو ربط رکھتا ہو وہ یوفا درینغ
 او سکر گل سو اپنا رنگ لیکر جا درینغ

اپنا کسی طرح نہوا دلر بادریغ
 حالت یہ ہو گئی تیری بیمار ہجر کی
 دل بھی جا کر بھجان بھی ایمان بھی نہ
 ہمنے بھی کچھ سنا ہو کہ غیر فو کو بزم نہ
 سوتا ہو ساتھ بھی چرا او ہو دل نہ
 ایجان ہر لکیر تمھیں دینو میں جان
 جیتے مقدمہ نہ کہ بھی وصل یا کا
 سارو وہ رسم ہمسے گئی صحبتیں بلینغ
 فصل بہا بھی گئی اور انکی خزان

کیا پوچھو ہودو ستو کیوں غم حال ہر
جب یہ جدا ہونہ وہ ہر ملا دروغ

دوست کیوں آنکھوں میں آنند ہیر ہو جہا
ہر داغ دل میں وہ نلامہ لفتا دروغ

غزل

اب تک مخفی تھا لیکن اب بوجا ہر دروغ
مجھے کہتا ہے کہ اتنی بھی لگا غم پائے
حال جو دل پر گزرتا ہے تمہارے حیرین
صبح ہو تو جب حسین ہو نگاہیں میں
حال ان میں تو کہا سچ تو بولا سنکوں
وعدہ کیوں کرتا ہے آنا نہیں تجھ کو اگر
دوست کیا ہو کل غم کو دیکھو غم میں
کل قیدی کا کھلا اوٹا پر آخر دروغ
باندھتی ہیں جس طرح دیوانہ میں شاعر دروغ
کچھ کہہ نہیں کر سنبھال کی خاطر دروغ
محفل خیاں میں بولونگا تیری خاطر دروغ
جھوٹی قسمیں بھر لگو کھاؤ بنایا پھر دروغ
بولتا ہے کس لئے تو ہمیں کافر دروغ
حقیقت کھل گئی ہو گیانی ہر دروغ

ردیف نامه

غزل

پیشکش دلکو بهیوی هر کوی جان کس طرف
دل نه چنچنایا مجھ چاہ ز نندان کس طرف
باتھ مجھ جان لکھ اپنی گریبان کس طرف
خوب خسل و لب لعین کی نظارہ کیا
پھر جگر سوز آہ سوزان نہ تھ تلک کس طرف
پھر بہار آئی تیر خوشی کو پھر سو دوا
ہنستہین گل بلبلین کی تین نغمہ چار
اوپر پروکا چھ کھٹ دیکھد جو اک نظر
پھر جنون کے ہاتھ سرتازہ گرفتار اپن

لیچلا ہر پھر نقد رباع رضوان کس طرف
راہ برانپا ہوا خضر آبجیوان کس طرف
پھر قدم بڑھنے لگی خار مغیلان کس طرف
ہم جلت ہوئی آئی بدخشان کس طرف
اشک مجھ جاری ہوا نکھو دایان کس طرف
لیچلا جو جنون او سکوبیا بان کس طرف
دھوم ہر ایک کی تیر اب گلستان کس طرف
پھر نیکھو عجم بخت سلیمان کس طرف
پھر نچا شور دیوانو نکا زندان کس طرف

ہیں فقط تیر و خمی اپا کچھ نہیں سہی کام
طبع رجاہ نہ دو پرہ مان کہ طیرف

یا اطمین ہوست کو تو نیت کر ایسی عطا
جز ثواب کا نہ دان ایل ہو عسیا کے طرف

غزل ۹

چلتا ہوں چاہاں پر فیک کج ادخلاف
ہو تو ہر سب سے تیر غم و کس و اسطے
فسیق کچھ و اس کی پسینہ طامع
بھبھکی کہ اتفاق مانہ ہو در کس
خط بھی گنہ ہو بھی حق سے مستلک
مجھ پر گمان غم و سوئے نہ ہو
کیوں آپ مجھ کو ہوں ہر تباہین

رہتا ہوں کچھ کچھ اندونہ بیوفا خلاف
پڑتی ہوں واسطے اکثر دعا خلاف
بیجاں عہد ہوں تین تیسرے خلاف
جو ہوں اندونہ ہو اوہ دلہ باخلاف
المختصر جواجی اوسے لکھا خلاف
یہ مرقعہ سازوں بالکل کہانہ
یہ تو بتائے ہو مجھ کو کیا خلاف

قسمت نہ کن آئینہ وعدہ پر عجب

وعدہ تو آپ سے ہو یوں رہا خلا

ای دوست او سر عشقین بن نام ہو گئی
پوچھو تو اپنی وضع کہ یہ بھی ہو اخلاف

غزل

زندگی پھر ہو گئی دشوار حیف
پھر گیا کیا چرخ کج رفتار حیف
اور عجب تین تیر و اغیار حیف
شب ملا تھا بوسہ رخسار حیف
بڑ گیا پھر عشق کا آزار حیف
تو کوئی مونس ہو نہ غمخوار حیف
اپنی اشکو کا نہ ٹوٹا تار حیف

چٹکیا پھر سہرہ دلدار حیف
ایک جاہم اور وہ رہی نیلے
ہم اکیلے پھر مین تر پا کرین
یاد لے چے چاند پورا ہو گیا
رفتہ رفتہ پھر ہوا جوشِ جنون
کس سے کہی حالِ سنہا ہر کون
منہ مزاروں بار برس اکھل گیا

ہو گئی جب موت کے آثار حریف
 بند بلبیل کی ہوئی منقا حریف
 تیر و حشی پر سرباز حریف
 جب وہ ملنی پر ہوا تیا حریف

کب عیادت کو وہ آیا بیوفا
 پھنس گئی وہ دام میں صیاد کے
 اب تو پھر رُپ تہن ای سنگدل
 اپنا ٹھہرا کوچ کب آدو ستو

دوست تہ تو بہ کی تھی عشق سے
 عاشقانہ پھر لکھے اشعار حریف

ردیف قاف

غزل

جیسے تھک ہو کر کو ہو منظر کا اشتیاق
 مجنوں کو تیر و رہتا ہر محل کا اشتیاق
 جیسے چکور کو مہ کا مل کا اشتیاق

لیجاتا ہر گھر او سک پہاں کا اشتیاق
 جوشِ جنون میں نہ ہونڈتا پھر تہا ہر چا
 ہر اوسکے جلوہ دیکھنے کی ایسی آرزو

کس فرزدیک صین تہ شہادت کا ہر حصول
مڑا تہین قتل کر کر وہ کشتی کی سیر کو
اور جان جان کو ملنے کا رکھتا ہو کیون
دل کو کناریاں کا ہر شوق بہت
ناصر کی صحبت تو نہیں نہ پایا دارم
دیوانہ کو تیری ہوئی پھر خوش جنوں
ہاروئے نکاح چاہ نہ خندان جو دہشت

دل کو سد اہر خنجر قاتل کا اشتیاق
لاتا ہر کھینچا کر انھیں سب کا اشتیاق
ہیشیا رہو دلا یہ ہر مشکل کا اشتیاق
جس طرح ڈوب کر ہو سہل کا اشتیاق
رہتا ہر دل کو زندہ کی محفل کا اشتیاق
پھر کھینچتا ہر طوق و سلاسل کا اشتیاق
ہو تانہ پھر کھینچ بابل کا اشتیاق

اوس گل کو ہون تر اے دوست حسین
شوقِ حسن پرانے عناد کا اشتیاق

غزل

غم کا ہر رخ نہ کچھ نہ آدرا م عاشق
دل کو اب تیار ہو صلت کے سہرا م کا شوق

ان تبونکی تو محبت بخدا ہر جھوٹی
 بو گل کی نہ ہوں نہ گلستانِ غرض
 دیکھو سپر پر نہ بلا بھی بٹھلے ڈالو
 کسلے کیسے و خسار کو ہو دیوانے
 روز پوشاک بدلتی ہیں لگاؤ ہیں عطی
 غیر کچھ بھی ہم نہ نہیں ہوتا
 اور کو منہ لگی دعا بھی نہیں اچھی لگتی
 نقد دل کھولنے الفیت بتوں کو گزرتی
 یہ بھی عشق اب ہو میں چہرے میں

عشق صادق جو اگر ہو تو ہر کام کا شتر
 خانم دلیپ تباہ گل اندام کا عشق
 پیچ میں لائیگا اوس لف سیہ فام کا شتر
 دیکھو اچھا نہیں سحر دہم کا شتر
 روز ہر صبح اونھیں ہتھام کا شتر
 ہاتھ سے میر ہر ساقی فقط اک جام کا شتر
 اوس پریر و دہن کے ہر شہ نام کا عشق
 مول کے کوئی نہ آقا قین بن ام کا عشق
 قیس فرما دے کیا ذکر وہ نام کا عشق



نہ تو ہی نام بھی معلوم نہ کچھ کھرا پتا
 دوست اچھا کیا اور بت کلفام کا عشق



دریغ کے آثار

غزل

۹

۱۰

داغ دیتی ہی ہر فصل ہر ایک بیت
 پھونکے یوگا کلیجہ کو شرار ایک بیت
 روز آتا ہر نیا سینہ فگار ایک بیت
 پھنس ہی جائیگی کوئی بلبلن ار ایک بیت
 مل ہی جائیگا تجھ کو ناقہ سوار ایک بیت
 ہو ہی رہتا ہر گل کا سر ہر بار ایک بیت
 بنتا ہر کو چہرین وز او کو مرار ایک بیت
 سوچتے ہیں کہ پھنسے ہی شکار ایک بیت

خار دیتا ہر نیا لالہ عذرا ایک بیت
 دل سوزان ہی جو پس ہی ٹھینگی ہیں
 کہتے ہیں کہ میں کس کے سینوں میں
 دام لیکر چستان میں تو جا آئی
 نجد کی راہ میں سکن تو بنا ہی مجنون
 کیا کی باغ جہان میں ہر گل انداموں کی
 قاصد دیش کے گھر کا تپا ہی حسن
 دام کیسے نہیں بوجہ گچھا رہتا ہی

دوست معشوق سے دنیا میں کہاں تک بچو

کھو ہی دیتا ہر میری دل کا قرار ایک نہ ایک

غزل

چشمِ سحرِ اشکِ ہمتا ہر بہانا کبتک
منہ نہ پوچھ میری جان چھپانا کبتک
یہ تو کہی کہ یہ گاہِ زمانا کبتک
اس جلد کو میری جان جلدانا کبتک
حسنِ کتیری یہ گاہِ فسانا کبتک
قاصدِ اوس سمت کو ہوتا ہر رونا کبتک
صحبتِ غیر کا یہ نسو بہانا کبتک
رہتا ہر تودہ دل پناشنا کبتک

دیکھیں قسمت کو ہر منظور و لانا کبتک
وصل کی رات ہر عاشق کا ستانا کبتک
دولتِ حسن بھی کچھ مال ہر خونازان
کبھی ٹھنڈا تو ذرا سینہ سوزا نکو کرد
آج شہرہ تو ہر پر کل کوئی لیگانام
دیکھتی جاتا ہر خط میرا کب آنکھ خبر
اوڑتی اوڑتی خبریں مہر بھی کچھ پانی
دیکھتی اوس قلعہ رانداز کو کب تا ہر رحم

دوست چھوڑ بھی آؤ کوٹ چکر خوب سزا

عشق بازی کا رہیگی یہ زمانا کب تک

غزل

عاشقو نسو یہ بچین بیتی ہر نفرت تک
دل لگانو کی دٹھانی ہر مصیبت تک
یہ تپاک اور یہ ربط اور یہ غم تک
بنتی ہر اوتس سفاک سے دیکھیں کو نکر
چند روزہ ہر حیران رجوانی پیار
ایک صورت پہ نہ دنیا میں سیلی گئی
گرم جوشی کر وغیرو نسو یہیں دکھلا کر
سائل اک بوسہ کی بہن دنکر اپنا سوا
شوقین عمر گذاری نہوا و صین

پارہ مائی کی ہوا ہتی ہر حضرت تک
دیکھیں بیتی ہر بچہ احب شرف و شبت تک
دیکھیں بیتی ہر قلیبو یہ الفت کب تک
اب تو بگڑی ہوئی ہر لڑنی ہر قسمت تک
یہ غرور اور یہ غم یہ حکومت کب تک
رنج کا بھی ہر کچھ مشق یہ احب کب تک
یار بھی دیکھیں کب روتی ہر جہ جہ کب تک
دیکھو چٹا دگر بچہ حسن کو کب تک
دل یو سین بیتی ہر جہ جہ کب تک

دشمن دروغ و غش تو ہوں ہم بھی ہیں	رتہ ہر وعدہ خلافی کی گداست کتک
جس جاکر کرینا زابھی کم سن ہیں	مقتضاً وقت کی بھیجی ہر شر کتک
جاں چاہتا ہوں کو غنیمت جانو	دیکھتے حسن روزہ ہر یہ نخت کتک

یاد کرنا تیرا کیا اونکا چلے انا کیا	دیکھیں ہر دوست یہی ہر گراست کتک
-------------------------------------	---------------------------------

دیف کا فانی سی	عزل
----------------	-----

کہنت تھی اسمیں اور وہی پھل لگت	یوسف کا جامہ اور تھا یہ پیر لگت
رہتا ہر عاشق و نسو و غنچہ دہن لگت	پوشیدہ پھر نبائی ہر اک انجمن لگت
چھنوا تی خاک گلیوں کی ہر پھان میں لگت	وہاں کج رویہ مہتا ہر چرخ کہن لگت
باریک پرکتے ہیں جو ہر کمال کا	بند شمع غور کر تو ہیں اہل سخن لگت

اوس کی فرزند کے حسن و جمال کی

دکھلا کر باغِ سبز وہ باتوں کا غنچہ لب

پامال کر چال سے باتوں میں لیکر دل

اوس کی تو چھٹنا ہل ہی اس کے محال

کب چشم جو ہر میں ہے دو دونوں ایک

خارِ الم سے کیون جگر اپنا ہو فکا

استغفہ دل ہر شیخ جدا برہمن لگ

بولایا یہ رنگِ دہریہ یہ جس میں لگ

دکھلاتا ہے وہ ناز و کشرم کی فرنگ لگ

پھندے ہیں اور زلفِ سا کی سن لگ

دندان کے موتی اور پیچے رعد لگ

جاتا ہے سیرِ باغ کو وہ گلبدن لگ

اے دوست سیم سون بھی ہیں کیا کہیں ہے

کھوٹی علیحدہ ہیں کھرون کا چلن لگ

غزل ۱۱

کیونکر ہو ایک نکتہ اہلِ جہاں کی نکتہ

شکلِ جہاں دیکھتا ہوں آسمان کی نکتہ

ہے منتقلبِ لسی زمینِ زماں کی نکتہ

ایسا ہر جوشنِ کن میں طوفانِ شکیں

اوس گل کس شہو عیان اپنی بکلی
 اوس ماہر کو اگر جو خوشید زرد
 گل باغین جو سیر کو آیا وہ رشک گل
 کچھ بیغ زندگی ہو کسی کو نہ پھل
 اوس ماہر کو گلنگ جو سیدھی نظر پر
 انگھو نسو خون بچھ بڑا ایسا دود
 اوس گل کو عشق میں لڑتا ہے جان سے
 زاهد میں ہیں ہر بہار ارم نصیب

کس طرح چھو نکبت از نہان گل رنگ
 کافور کیون شمعے اور می زعفران کا رنگ
 گلزار کی طیر حسر اور باغبان گل رنگ
 اس عشق فرمسا دیا ہر نوجوان کا رنگ
 جادو کی طرح صاف ٹٹا لکھشاں گل رنگ
 سطح زمین ہر سرخ سیاہ آسمان کا رنگ
 کیسی فضا بہار کجا اور کہاں کا رنگ
 حاصل ہاں کو یار میں بیغ جناں کا رنگ

ای دوست کیا کہیں چھٹا جبے لالہ فام
 انگھو میں خار چمن بوستان کا رنگ

(دیف لام)

تیر مکھ سے کسکے ہو اہر فگار دل
 قابو سے بچ کر نکل گیا با اختیار دل
 اور نہ کر تحفے لیتی ہو مجھ سے بھی قبول ہو
 بھولا ہو وہ تجھی تو اوس تو بھی بھولا
 کیا دل کا حال پوچھتی ہو مجھ سے دوستو
 کسکو ہوس ہے سیر گلستان کی ہجرین
 سیما بے رہتا ہے کسکے فراق میں
 اوس تو آج ترکِ ملاقات ہو گئی
 اقرار سیکڑوں کی پورا نہ دیت ہوا
 تم تو اوسکو رکھا تھا سب سے چھپا کر دوست

رہتا ہے کچھ آبی پو کچھ بیقرار دل
 پھر جان پرینی ہو اچھ سے دل
 لایا ہے بھرنے فقط جاننا دل
 کیوں اتنا یاد کرتا ہے تو بار بار دل
 یہاں جان پرینی ہو وہاں رکنا دل
 داغوں سے بے ماہی یہاں لالہ زار دل
 جاتا رہا یہ کیوں تیرا صبر و قرار دل
 کرتا ہے کسکے آنیکا پھر انتظار دل
 وعدہ نکالا اوس کو کرتا ہے کب اعتبار دل
 پہلو سے آگے لگ گیا کیوں کر وہ یار دل

غزل

ہو دے سحر کبھی تو ہماری بھی شام
 لبریز اپنا بھی تو کرو کے جامِ دل
 خالی کیا ہے واسطے تیری مقامِ دل
 بے اختیار ہاتھ سے چھوٹی لگاؤں
 بھان کل سے ہو رہا ہے بڑا اہمِ دل
 اور آپ نے کبھی بکھاہت سے اہمِ دل

زلف و نسو اپنی کچھ معطر مشامِ دل
 غیر و نکر ساتھ بادہ کشتی ہستی ہر دم
 اتنا ہو کر چہ آئے دیری نیکیجئے
 مین کیا کہوں کہ دیکھ کر اوش شمسو کو
 مرده سناہی اوسہو جو آنیکا آپ کے
 آتی ہو تم تو جاتا ہے دل پیشوا کو

ای دوست کچھ تھیں سہ نہاں سے
 اوسے فاسر کس کلی برایا ہے کامِ دل

مراد یوسف
 غزل

کبھی تو صلیں کبھی خجالیں میں ہم
 یہ جان سیکالی الفت میں شعلہ دیوں کے
 نہیں ہر دلوں میں خج جان دین میں
 فلک کے ماتھے میں سیکڑے دن ہی دیر
 فراق تو تیری ایسا گریا کوہ الم
 جنوں سے اپنی پتے میں جدا جدا
 عذاب قبر کا ہر نام اوسے خدا جانے
 کیونچہ اسی سے آج اپنا تر پر روح جو
 یہ اپنی نغمہ سرائی میں کہتی ہے بلبل
 براہ عشق کا اوسے کیا ہے زندہ بلکہ
 کسی سے جان باری بتوں کی الفت

ہمیشہ تیری ہی سیری کا بار میں ہم
 پیش سے دلی رنار تو ہو ہی بخار میں ہم
 ہن دلی کی ایک انی تیرے ہزار میں ہم
 ہن مثل دانہ تسبیح کشاں میں ہم
 ہو تو ہن کا ہو کا ہیدہ انتظار میں ہم
 ہن قسید شست میں فرما دو کوہ سار میں
 یہاں تو نکلی جفا و نسو ہن فشاں میں ہم
 رہی ہن کل تلک ایجاں سیر کنا میں ہم
 سدا رہینگے نہ اس رنگ کی بہاں میں ہم
 نبی ہر دم پہ پہاں عجب شاعر میں ہم
 نہ خاک چن کبھی پائینگے مزار میں ہم

ہر شکر اسکا زبان ایسی پانی ہر او دوست

سخن میں طرز میں نامی ہو تو دیار میں ام

۹۵ غزل

فتنہ پرداز بہت ہنس و غنچا رہیں کم
والہ و شیفہ عشوہ دلدار ہیں کم
گھر پہ جاؤ تو ملاقات کہاں جلیں کم
سبزہ آغاز ہی کم سن ہیں مگر دین کم
نظر محروم وفا کی تو ہی امتیہ بخیر
ہیں زانیہیں بہت تو مریض و صحیح
اس زانیہیں مقرر ہی عبت کیس کمال
یونہی انسان زانیہیں بہت لیکن

ہیں بہت ہر میں عیار مگر یار ہیں کم
دام گیسو کو زانیہیں گرفتار ہیں کم
پھر کہاں ملے نکلتے سر بازار ہیں کم
رخپہ وس گل کو نمایاں کچھ بھی ہیں کم
شکر اسکا ہر کہ وہ بر سر کار ہیں کم
مطبوس میں پر عشق کو بیمار ہیں کم
جنس اچھی بھی اگر ہو تو خریدار ہیں کم
نکتہ دان اہل ہنر قابل گفتار ہیں کم

یون تو خجائے عالم میں بہت نہیں منجوا	نشہ بادۂ توحید کو سرشار میں کم
رنجِ فرقت نے عجب لطف مراد کھلا	غم کو دنیا میں بحرِ اپنی طلبِ گار میں

بیطرح عشق پہ مایل ہو طبیعتِ ادوست	کس کے عاشق ہوں کس کی بکھین کج حد میں کم
-----------------------------------	---

۹۶ غزل

کوچہ دلدار میں جاتی ہیں ہم	اس دلِ غمگین کو بہلائی ہیں ہم
پیچ میں پھر زلف کے آئی ہیں ہم	سر پہ اکبالی بلالائی ہیں ہم
حالِ لپٹا ہوا سناہر ایک کو	روتی ہیں خود اور روتی ہیں ہم
وہ لپٹ کر کوئی شبِ بیاناں تھے	دل میں یہ حسرت لے جاتی ہیں ہم
قاصد اکہنا کہ فرقت میں تیری	خونِ لبتی میں غم کھاتے ہیں ہم
دیکھ کر غم و نسے اوس کا احتلا	حسرت و غم میں سو جاتی ہیں ہم

دوست کا دل شادی کج وصل سے
 آخر اچھی کے تو کہلاتے ہیں ہم

دلِ یفنون

۹ غزل ۹

لکھنے پہ مطلع کا اور جس شوقی نشان میں
 عشق نے مارا علاج کا نہیں مکان میں
 ہر شوق کالی گھٹا میں بھرتا شاہوניה
 تم گھر گھر میری باروچ نکلی جسم سے
 یک جاں طالب اللہ ہے ہجومِ شوقان
 خوب رویا جان سے خود ہی نفرتِ ناصحا
 سپر چڑھی ہو خوب پھر زلفِ معنبرِ حجل

مشتعل ہو جان ہر سُنکڑا ہستیاں میں
 در سے دیکھ نہ نکلی تھیں گاکوئی آن میں
 کیا سسلی لید لہن رنگ لڑپاں میں
 جانِ آنسو تیری جانِ آنسو میں
 گھر کچھ چھری ہو گیا بیٹھا جو وہ یوں میں
 دلین یاد اوسکی ہو کتابِ ہر کوئی دین
 منحصر لگی ہو پھر لگا شکی ایہ سکران میں

کچھ عرض حال کتنا بولتہ رہی وہ نہیں
 خوب جی بھر کر بڑی تیغ جو دیکھا تجھ
 بال کھو ہشیا میں نہ تو میں نے کہا
 ہونٹ پر لاکھا جاکر منسکے کہتا ہوں

باتیں گویا ہوتی ہیں لہجہ حیات میں
 بوجھ تھا گردن دہی ان پر احماس میں
 لہجہ میں چاند پر بوسہ دو کوئی ان میں
 دیکھو یا قوت درویش ہم اک کان میں

بے لگتہ تھیں جس دہر دوست اپنے ہیں
 بس انھیں سے ہر گھڑی ہوتی ہیں باتیں کان میں

49 غزل 4

ہر آسمانِ طالع بیدار اندون
 اب دیکھیں جان بچی ہر سطح دستو
 چیدہ پیو یہ بات کھلی گانہ اسکاراز
 کیا صد سیر و دل جلانے کو اسطر

اک ماہ سو دل ہر گرفتار اندون
 پھر ملکیا ہر ایک طرح دار اندون
 دل و سکی زلف میں ہر گرفتار اندون
 رکھتا ہر ساتھ یار وہ اغیار اندون

کیونکر سناؤں حالِ شبنمِ ہری
بادہ کشی سے شوق نہیں اسکو جھل

نزدیک اسکو رہتی ہیں وچا اندون
ہر حسن کے نشے میں سرشار اندون

ای جاں جان لیکھو تو بیا عشق کا
اچھو نہیں ہیں دوست کے آثار اندون

غزل

آپ سے آہن بلو تو ہیں گھبر
ثانی ہی نہیں جس طرح میں تھارا
کیا چاں سینہ ہی میں گھر کر لیا گیا
اوس گل کی آجین روتی ہیں گھبر
تھی کوڑکی چلا کر اب گئی انمول
کس رنگ سے دیاں لونی بدلی اچھو

ہوتی ہر ملاقات کبھی راگداز
اور بانگین اتو نہیں شور میں
دس جو نکلتی ہو تو رہتے ہو جگر میں
اب سنو نہ نام نہیں دیدہ ترین
اوس کس نے رکھی ہر کٹار جیگر میں
ہلتی ہی ہو آہ نراکت ہو کر میں

یہ خانہ خراب کی فرقتیں ہیں
گلشنِ دکن میں ہر سونگر کی

اؤ تو غیا دتکو کسی میں میری گھر
انکھیں تیری پھرتی ہیں ہر گھر کی نظر

لکھتے ہیں ہم دوست رخ و زلف کا قصہ
ہو جاتی ہے فرصت جو کبھی شام و سحر میں

غزل ۱۱ ۱۲

دو شوق کا کلِ حنہ ہیں
لاکھوں ہی مفلس تو نگر ہیں
خوبروئی کا ہر غرور عبث
اوسکے افشاں پہ یہ کئی بھتی
کوئی نہ ہی باتیں اوسکی یاد کریں
کیسے کسی کو قتل کیا

یا نکالو پرپی نے یہ پر ہیں
جب ملے خاک میں برابر ہیں
اپنے ایک جہان میں کشت ہیں
چاند کے گرد چھٹکے خست ہیں
دل میں چبتے یہی تو نشہ ہیں
اپنے جو آج مضطرب ہیں

دیکھنا آئینہ کا ہے بیگا	خوبرویوں کے آپ ہر ہیں
ابینہ رویوں کی صفائی کیا	یاد رکھنا دل انکے پھر ہیں
کس سے کس سے لگائے دل کو	ایکے ل اور ہزار دل ہیں
یوں تو ہیں آپ کے بہت عاشق	ہم تمہارے ہی بندہ پرو ہیں
اتین کس وقت کب طین حصا	جب سنو آپ غیر کے گھر ہیں

خوبرویوں کی کیا کمی اور دوست
ایک سے یک جہان ہیں برتر ہیں

۱۲	غزل	۱۲
----	-----	----

کیا کہوں مجھ سے نکل سکتا نہیں	دل کسی صورت سے بھل سکتا نہیں
دل میں ہر لمحہ سے نکل سکتا نہیں	چاہے سے پارہ اُبل سکتا نہیں
فرصت ایدل جان کر یا د خدا	اگیا جب وقت ٹل سکتا نہیں

خاک ہو کر دل کو حیرت آہو گئی۔
 اپنی قسمت میں ہر صبر دار و سچی خبر
 کیا کمر کا اوسکی مضمون باندھ
 وہ خرامان ہو بولانا ز سے
 پانی کر لیتا ہر یون باتو نہیں دل
 ہر عجب زون قد اوسکا کیا کہو
 جسکو دیکھو اوسکو دیوانہ کیا
 زلف کا مضمون عجب چمیدہ تر
 لاکھ پسی حرنج پر خنجر ہنر
 بولادہ اپنے نشانے سے کبھی
 دل تیرا ہر دوست کیا خواہد کر

اب جلائے بھی چل سکتا نہیں
 لکھ گیا جو کچھ بدل سکتا نہیں
 کوئی پہلو یہاں نکلسکتا نہیں
 کبک بھی یہہ چال چل سکتا نہیں
 موم بھی ایسا بگھل سکتا نہیں
 طبع کو سا نچر میں ڈال سکتا نہیں
 اسطرح جادو بھی چل سکتا نہیں
 شرچوٹی کا نکلسکتا نہیں
 یہہ وہ دانہ ہر جو دل سکتا نہیں
 چوٹ کھا کر صید اچھل سکتا نہیں
 تاو کھاتا ہی یہ گل سکتا نہیں

غزل

ہر التماس یک تمنا رہی بین
 چہرہ کو کیہ چہاں تو ہو جانا نصیب
 بوباس جو پسند میں ہے میرا صنم
 فائدہ چلتے وقت جو مالکا جواب
 یکدن تو میرے گھر پہ قدم نہ بیٹھے
 تنہا نجاو سیر کو ہین دغدغہ بہت
 زلفین کھا دکھا کر نہ اکھچھین لئے
 گزری جوانی اگئی پیری ہزار ہین
 ملے جو یونہی تو کبھی تو خواب میں
 کیا فرق کھین تم میں ہوا آقا میں
 خوشبو کہاں وہ بر عطر و گل میں
 خط کھو گیا یہ بولا وہ او سر جواب میں
 ارمان ہی میری دل خانہ خراب میں
 گر حکم ہو تو ساتھ چلو نہیں کاٹا
 رکھو گم کہ تکت مجھ پر اس بیچ و تاب میں
 یادِ خدا نہ ہو سکی ہے شباب میں

کیون مار ہو دوست کو حناء و صاب
 اتا نہیں ہر کیا تمہیں روز حساب میں

غزل

پریکے مہربان ہو کہ دستِ ارشاد
وہ کونسی ہے جا جہاں بھی بیان نہیں
کہ تو ہو یوں سکوت کہ گویا زبان نہیں
دل بھی نہیں جگر بھی نہیں جان نہیں

کہتا ہوں کہ کو اب مہربان نہیں
مکو نہیں کرہ ہر تیری بیوفائی کا
شکر پیام وصل کو دیتی نہیں آ
آخر ہو اسی وقت میں کیانزد



رور و کرد و دستِ تنہا سمند بنا دیا
ایا جو وہ نظرِ تحسین خندہ دمان نہیں



غزل

دیکھا سہیا کوئی بھی وقتِ بستی میں
جو بورگ میں ہر وہ کبشِ محلی میں
ہیں خاکِ ہزاروں کٹامِ ایل میں

یہ نقشِ ہر مصرعِ روزِ نکل چکی
نہم دکھانے شمت گزشتہ چھ
تغویذ و انقشِ ہر پرچہ سحرِ جو دیکھا

جانی پر دیکھو سرور در در اک جہانکا	سندل کین اثر ہر جو رنگ نہ کی
وہ سرور قدیم جسے گلزار سر سدا	پر عمر وہ گل ہیں سدا غنچہ ہیں سدا
انگڑا سیان ہوتی تیند آری ہر صبا	جلدی بٹنا وزیور بٹھا دم دہ گاہ
کہتا ہے مجھ سے دل ورجا لگاؤ	ہیں خبر ہزاروں کیا لعل ہیں چین

دیکھو نہ خوش قد وکلو دوست آجاکو	دشمن ہزار ہوں تو ہیں انکی دوستی میں
---------------------------------	-------------------------------------

دیف واو

۱۱	غزل	۱۰۶
----	-----	-----

قتل سیر آما دہ بیجا تھا ستمگرات کو	چل گیا تھا باتون ہی باتون نہیں خیرات کو
بھد ہاں نے آخدا پھلو میں وہ شیکا	راہ او سکی نکھتی ہیں وزاکہ
یکانت ہاں رو بھی ہو جائیگا	تم نہ کھو لو جاہ

خالی پاتا ہونج اوس گھر سے ستر کو
 ہو گیا خوشبو سہ سارا گھر معطر کی
 کر لیا باتون ہی باتون میں سُخرا کی
 یاد آتا ہر جو وہ ماہِ منور رات کو
 یکے منڈ آیا تھا غم کا دلِ شکر کی
 نیند اوجھ جاتی ہے بیتابی سے اکثر کی
 مرغ کیا چلا کہیں نہ داکبر کی

لوٹ کر کاٹو نہ ساری شبنم تیری ہر محو
 عطر ملکر شب کو آیا وہ میرا غنچہ دہن
 پڑھ کر اک افسون نیلا لٹی پری کو دام
 کہنتی ہے تار ہی گن گن کر ہمیں ہر شام
 کل لڑائی صبر سے تھی فرق دے لدا میں
 یاد آتا ہے لپٹ کر اوس کا سونا مجھے
 وصل کی شب انکو گھبراہٹ میں گزرتی

ہوتی ہے شب کو نسی ہو دوست جو وہ بادہ
 ہاتھ نہ اپنی پلائے بھر کے ساغر کی

غزل

یہ ہم درد و الم جو ہو سو ہو



بیٹھیں گے ایک گوشین کھا کے قسم جو ہو سو ہو

کہتے ہیں تجھے صاف ہم دیوین گے دم جو ہو سو ہو

عشق میں تیرے دیکھیں گے ملکِ عدم جو ہو سو ہو

ہجرین پر ٹپکتے ہیں شترِ غم کھٹکتے ہیں

خون جگر کو پیتے ہیں کھاتے ہیں غم جو ہو سو ہو

کب تک اوسکے عشق میں جان گنوائیں دل جلا لیں







ابتویہ دل میں ٹھانی ہر چھوڑینگے ہم جو ہو سو ہو

اپنا نہ وہ کبھی ہوا دل کو دیا غضب کیا



اب بھی نہیں گیا ہر کچھ کھا و قسم جو ہو سو ہو

آج تو ایک بوسہ دو دل کو کبھی تو خوش کر۔

کہنا ہمارا مان لو چھوڑو قسم جو ہو سو ہو

 وصل کی رات میں بجالا شدم و جیا بیہ تا کجا
 خوب مرے اور اٹھے ملے جسم جو ہو سو ہو
 وہ تو ہے مگر میں بھر اسیکھا ہے پیشہ دغا
 چال سے ہم بھی لائینگے دیونگے دم جو ہو سو ہو
 دوست گھلا ہر حال سب آئیگا تو جواب کب
 بھیجی رہا ہے او سکو خط کر کے رستم جو ہو سو ہو

غزل

 <p> جوش و خروشِ نیا دکھلا دیں بیاں مجھ کو غول کھلواتا ہی کیا چاہِ زرخیزانِ مجھ کو پچ میں لائی ہو کیا کا کلِ بی بیانِ مجھ کو آج آتا ہر نظر قتل کا سامانِ مجھ کو </p>	 <p> دراغِ دل زہ دکھا کوئی گلستانِ مجھ کو تشنہ نہی کھتا ہر چہِ پتہ حیوانِ مجھ کو دکارِ اوجھیں ہی رہی سیکڑوں کجاںِ مجھ کو بیخِ تولی ہو تر تیغِ ادھر آہنِ مجھ کو </p>
---	---

زلف کو دیکھ کر سوچا اوٹھا اور آخر
ہر فقط اوٹھ دولت کی گدائی کی ہو
اور فلک ہم بھی میرے مھر کو جابھیں ام
عشق میں سیم تنو کو میری مٹی ہو خراب
لیچل اوٹھت میں اس جھٹک کو اور جو چین
چھلے گلرو یوں کے لیے گل لے رکھا

کیا کہوں کے کیا مایہ پریشان مجھ کو
چاہتو تاج نہ کچھ تخت سلیمان مجھ کو
دو دین اپنے ترکہ بسیر و سامان مجھ کو
خاک کرتا ہو جلا کر دل سوزان مجھ کو
نظر آنی نہ جہان رہا انسان مجھ کو
تنے داغوں سے کیا سرور چراغان مجھ کو

اسیر پر مردہ ہو فرقے لدا میں دوست
رنگ مجھ کل دکھاتا ہر گلستان مجھ کو

غزل

جما کر رنگ بلبلی نہیں چھوڑا گستاخ کو
سکندریہ تیار کیا چادر زخاں کو

مرد دیکھا ہر شاید حسین کے زخم خند کو
بجائاد ہونے طلسمائیں آجوبان کو

اگر یک دم بھی کچھ کوئی جا کر کوئی جاننا کو
دکھائیں و شنی اس کو جو دیوسف کبھی
اگر چاہوں جلا دون آہ بیخیمہ گردن
تصور قدرت ہر ابرو درخمدار دلبر کا

بچا ہر عمر ہر گز خدا سے مانع نہ ہو
عزیز اس واسطے کہ تیرے دین مانع نہ ہو
خدا دہ اثر بخشا ہر میری آہ سوزنا کو
کہ ہر شب بے ہم بکھتری تیرے عریان کو

تیری تقدیر جاگی و ست خود تیرے گھر آتا
سلاؤ اپنے پہلو میں نکالو دل کی ارمان کو

دلایف ماحولہ

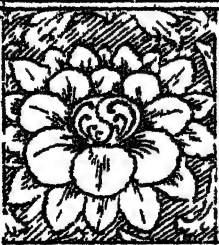
غزل

پوچھو جو لعل و در کو تو بہتر نہ وہ نہ
دل دہ رنج شوق لقاء و فراق یا
نچہ نہ بکھیتی بھی ہر ہر دہرے داج

دندان لعل کے برابر نہ وہ نہ بھینہ
بوسہ صال و نون سیر نہ وہ نہ بھینہ
اور غور جو دیکھتے تھیں نہ وہ نہ

مین تو کبھی نہ دو گنا مثال خچرین
 سامان یہاں پہ ہو گیا رنج و سروکار
 جلتے ہیں لب بھی آہو نسو دل بھی کباب
 دلسر اُس کے بہتا ہر آنکھو نسو بحرِ غم
 زخمی ہیں لاکھوں ابرو و مژگان کی خبر
 بیشک کیا ہی پارس و کسیر تو خلق
 حور و پرست دیتی ہیں کسوٹے مشا

ماہِ تمام مہر منور نہ وہ نہ بھہ
 ہمراہ لپے آؤ تھے لیکر نہ وہ بھہ
 شعلہ فشان ہیں مگر اخگر نہ وہ نہ بھہ
 سیلاب ہیں پر ابر و سمندر نہ وہ نہ بھہ
 کاٹا ایسا اور سروی و خنجر نہ وہ نہ بھہ
 پیدا جہاں میں اکرمیہ داور نہ وہ نہ بھہ
 اوس مہر و ش کے نور ہی ہمیشہ نہ بھہ



ہر دست و دھن پہن پش غشی میاں
 ہنستے ہیں پس سے کبھی م بھرنہ وہ نہ بھہ



سیکھتا حیوان بھی انداز ہی حیوان کو

آدمیت کچھ نہ پیدا کی کسی انکو دیکھ

مهر کی تابش تو برق شرافت انکو دیکھے
جوشن دریا ہی کیا سکوندیکھے اور حسن
قدرتی خط مصحفِ عارض کا ہر اکر
قصر اس کا کچھ نہیں حبثی ہی رہا
بہتے ہیں یا سمندر غوطہ کھاتا ہو یہاں
وصل تو کیسا وہاں اپنی سائی تانہیں
جسم ہر داغ و نسو پہ لالہ زار اشیائے کل
مردہ دل کو باکریمیں جلا دیتا ہے پس
افصد مجھ جی کا کھلوانی بلایا اور جب
نفرتِ خلق اپنا دربان نہیں جب کام
کیا بلدیعتِ حق ہے کی زبان اپنی ہو

ایک دم اگر ذرا میری دل سوز انکو دیکھے
یہ دنیا طوفانِ اپر دیدہ گر یا نکو دیکھے
کیون تجب بین حافط ہو وہیں قس انکو دیکھے
برق کی تابندگی اور جوشنِ بار انکو دیکھے
نوح کا طوفانِ سینا تھا چشمِ کرطوفان کو دیکھے
کس جگہ جا کر پھنسا اس دن انکو دیکھے
سیر کرنی ہو تو اگر اس بُستہ انکو دیکھے
امریسیا انکر اس عیسیٰ دور انکو دیکھے
رگ سے خون جاری ہو خود شتر مرغ کا نکو دیکھے
خودی پھر پانی ہی مخلوق کے دریاں نکو دیکھے
افزین کہ تو جین بہرین سیر دیو انکو دیکھے

یوسف ہو تو نکلو سر باز ہمیشہ
 ہم تیرے ہی شیدائے ہر یا ہمیشہ
 سب مشغلوں جو بوجھ یاد میں کی
 اک وز بھی عہد کبھی پورا نہیں کرتے
 یہ عارضہ وہ ہر کبھی صحت نہیں ہوتی
 ایدال سے ہوتا ہے غرور و زیا
 وال اپنا سگستہ زبا باغ جہان میں
 کیا اوس کہ یہ حال سمجھتے نہیں تو
 مستی عرفان کو غرض خمر کی ہے
 اک دن بھی صفائی نہو لی تیرے گندی

کیون مٹتے ہو تم پسند یا ہمیشہ
 تو ظلم و ستم پر رہا تیار ہمیشہ
 رکھا تو اوسی بت سے سروکار ہمیشہ
 دل کھنے کو کر دیتے ہو اقرار ہمیشہ
 اچھوئے عشق کے بیمار ہمیشہ
 الفت کو تو کیون کرتا ہر اظہار ہمیشہ
 کھٹکا ہی کیا ایک نیک خا ہمیشہ
 کرتا ہی ہر اک بات پہ تکرار ہمیشہ
 ہنسنے کو رہتے ہیں وہ ہر شاعر
 وہ محرک رہتا ہے ہر یکا ہمیشہ

دیکھو نظر غور سحر وین نہیں بال
 کب چاہیں سواونکی زقیامت پہنچی
 وحدتِ گلستان کی ذریعہ کراہیل
 خواہش ہو جو عقبہ کی تو چھوڑا دنیا
 کیا جائے اس رویہ کو کسکو ہونی صحت
 ہر حسین شرافت تو ضلع کا ہو نوگر
 دیکھا ہو اون آنکھوں کو نظر بھر کر تبھی سے

پڑھتی ہو جو ہر سحر بھیتلو ارہیشہ
 برپا ہی ہو حشر کے آثار ہمیشہ
 سرسبز ہی رہتا ہو گلزار ہمیشہ
 رکھ دیا دلھی ہو سروکار ہمیشہ
 ہمو تو رہا عشق کا آزار ہمیشہ
 جھکتا ہی رہا دوصہ پر بار ہمیشہ
 جاری ہی رہا شہود نکاتار ہمیشہ



ای دوست ہو دیرین جان سپہ نینا
 دل کی مگرتا ہو وہ دلدار ہمیشہ



غزل



پھر دلو لطف دینے لگی ہو بہار کچھ

پھر میکد کیو جان لگے بادہ خوا کچھ

کس طرح دل شکستہ ہو کیونکر مست
 ہو تا کہیں بھی ملگتی اور وہ ہو جیسا
 خواب نکلی جانتی ہیں تلون مزاجیا
 جاتی ہر مفق جان بھر تانہیں ہر
 کب اسکو چھوڑ دیں ہر جان لہ جا
 رکھتی ہیں صحبتیں جان و نمود گھٹان
 مجھ پر نہایت سوز ان پھر سحر کل
 اوس بادکش کا نشہ الفج سیر
 شاید پہلی ہی باد کشتی رات کہیں
 او کہجی پہلو میں پہنچی جان
 ای دوست نیک کہنے نہ تم بھی

روٹھا ہوا ہے آج میرا گلہزار کچھ
 ایسا ہوا تو میری طیر فریاد کچھ
 کر تو ہیں کچھ تو ہو تو ہیں ان تو چھ
 ہو انصرام وصل کا پروردگار کچھ
 سمجھا لٹی لاکھ سکھا لٹی ہزار کچھ
 کیا اک مجھ سے اور کاہی دار و مد کچھ
 اوٹھنی لگی ہیں لسی پھر انی شر کچھ
 باقی اوسیکا آج تلک ہر خار کچھ
 انکھوں سے پایا جاتا او نکے خما کچھ
 لشکین بھی تھے دل بھر کچھ
 معشوق کے سحر کا نہیں اعتبار کچھ

غزل

۱۵

۱۶



دیکھے اگر نشے میں ہوں مینوار آئینہ
 بختاں کا غرور یہ جاتا رہے گا سب
 رہتی ہر آس و مان نرات تھیں
 زلفیں سنوار تو ہیں وہ آئینہ دیکھ کر
 دندان ہیں دھندلے ہیں لب ہیں لععل
 ایجاب کے منہ کے مقابل ہو خجل
 دانت ہے آئینے میں دکھلا کر کہیں
 بختاں و نظیر نہیں اس کی شکل کا
 حیرت سے شکل کسلی ہر روز دیکھتا
 وہ کس کو دیکھتا ہے سو آیا کر دوست

حیرت سے بخود میں ہوسرشار آئینہ
 بہتر ہو آپ دیکھیں نہ ہر بار آئینہ
 آئینہ رو کو کچھ نہیں درکار آئینہ
 ہو کیونکہ بوی مشک سے تاتا رہے آئینہ
 پیشانی گر حجب تو خسار آئینہ
 کیونکر رہے نہ لپٹ بدیو آئینہ
 دیکھو نہ دیکھا ہو گا گہر بار آئینہ
 کہتا ہوں صاف منہ پہ یہ ہر بار آئینہ
 رکھتا اگر نہیں بیچہ دل آئینہ
 اوسکا وہ عاشق اوسکا نہ

۱۵ غزل ۱۵

کہتا ہوں کہ سب نسل غم بہ نہ وہ نہ ہے	پر زلف چشم یار ہی ہمسر نہ وہ نہ ہے
گوصل میں ہر دشنہ و خنجر نہ وہ نہ ہے	ابر و کار و مرثہ کی برابر نہ وہ نہ ہے
ہم رنگ تیری چہرہ تاباں کے صنم	ماہ منیر و مہر متور نہ وہ نہ ہے
بڑھ کر حضو آپ کے طرز خرام	رفتار لک و فتنہ محشر نہ وہ نہ ہے
کہتا ہوں کہ او یہاں یا مجھ بیاؤ	کہتا ہوں کہ یار مقرر نہ وہ نہ ہے
پیمان و عہد و صلہ میں قسم کو سنا	پر مجھ کو تبتک بھی ہوا ورنہ وہ نہ ہے
موقوف و روز یہ پہ ملنا جیسا	نزدیک ہے یا دوری صحت نہ وہ نہ ہے
دل اختیار میں نہ قابو میں یا رہی	تقدیر و مشیت و دستگیر نہ وہ نہ ہے
مغرور کوئی مالچ کوئی کمال پر	یاں پیاسا یسیر و دور نہ وہ نہ ہے
برو یار و ساقی مگر و پیمان نہ	ہم سیر بان و گردن سنو نہ وہ نہ ہے

<p>بوسه کا ہو سوال کس پیغام وصل کا اغیار و یار جمع تھ کر قلنگاہین تاب تو ان تھی اپنی معاون صبا میں ام رشک مہر کیا کہوں رخسار کو</p>	<p>کہتا ہوا شہریت مگر نہ وہ نہ بھی تھی مہتا نہیں پابر نہ وہ نہ بھی فرقت میں اب رٹا توئی یاور نہ وہ نہ ہر گماہ و دیدہ خستہ نہ وہ نہ بھی</p>
--	---

	<p>ایذا رسان بین اتر درو افعی گرچہ دوست لیسو زلف یار یکہ ہمسر نہ وہ نہ بھی</p>	
---	---	--

دیفلیاء التختانی

عزل

<p>انتظار آٹھ پر تھتہ تن کسکا ہر کل تو وہ آچکا گلکش گلستان کئی اگرچہ تلو کر شربتہ بیہ سفاکی تھی</p>	<p>دوست کیا سوچ ہی بھیج نہج و جن کسکا انتظار آج جو انان چمن کسکا ہر بیہ تو کہتے بیہ کھیا یا ہوا فن کسکا ہر</p>
---	--

دل پہ کبھی گستاخ ہو اخصیت
 جہیں آتا ہو کہ میں کبکے ہی ہو چھوٹا
 اپنی گلوں کو سواش عالم میں پتا
 ہستو پہلے ہی تھیں ہر چکو چاہو کو
 ایک سراب پر یہ مسافر کو اتر کر لائے
 کجروی سہلی ہر خلق میں ازل سے
 سیکڑوں بسفد اچاہ میں جس کی دے

یہ بگاڑا ہوا! ہر مشفق میں کسکا
 تو نہ جو سیکھا ہی یہ چال چلن کسکا
 گلرخ و سرو قد و غنچہ دہن کسکا
 ہاں! دل جان کسکا ہر سر کسکا تو تن کسکا
 وار دنیا میں گھر کسکا وطن کسکا
 دوست و دوست بھلا چرخ کہن کسکا
 ایسا اخصیت چاہہ ذقن کسکا ہر

دوستان نہ غزل و ست کی تہیں بھی
 ایسا دھبہ پتا تو سخن کسکا ہے

غزل ۱۱۴

وہ بزنق ابگر بھر امتحان ہو جا
 ضیا خرمی منور رو میں جہاں جا

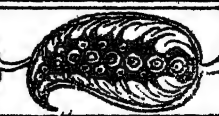
کبھی تو مور و شفقت بخیم جان ہوجا
 اگر وہ ناز سہ تیغ نگاہ کو پھیرے
 جو دیکھیں صحت یار میں تبصیر صبا
 کبھی تو گھر میری اور روشن حلاؤ
 جو نکلیں سیر کو پوچھتے سبکی خواہیں
 جفا تیں کہ نہ پامادہ ہو جو وہ ظالم
 ہاؤں کو فضل سے عروج و مستی

کبھی تو مکنظر لطف مہربان ہوجا
 گل ہزاروں کین میں شرک عیان ہوجا
 یقین جان تو کہ دل کیونہ بد گماں ہوجا
 کبھی تو گلشنِ حنبت میرا مکان ہوجا
 ہر ایک پیر زلیخا صفت جو ہوجا
 زبانِ ظلم سے بھی شورِ الامان ہوجا
 میں جن میں یہ رکھوں توں آسمان ہوجا

کیا ہر عشق جو امی دوست انتها کردو
 فسانہ اپنا بھی عالم میں دستان ہوجا



غزل



جلو جو ہر فرم تراک میں دہاؤں ہوجا

وہ عشق خام ہو کر دو دل عیان ہوجا

وہی ہر جسم کہ جو خاک تیری راہین
جو شغلِ صید پہ مائل وہ ہو و تیر فگن
وہ بادہ کش ہوں جو پیہر پر اوں آفتی
ابھل گئی کیا ہر پھر ای باغبان چکنا
دیا اتحاد تھیں اسوے کہ کھو
خدا فرطیج کو دی ہر بدن پر دہی
کبھی تھی وصل و معیہ دل کو قوت

وہی ہر جسم کہ جو خاک تیری راہین
کمانِ فلک و ہین اک کشاں ہوجا
تو ایک لمحہ میں خالی تیری دکان ہوجا
جو صحنِ باغین بلبل کا آشیانہ ہوجا
نہ بیجہ کہ ڈال دلیکر رون و اہوجا
میں جن میں میں کھوں شہرستان ہوجا
کبھی تو رسمِ دستان بیجہ ناتوان ہوجا



تم اسکو پیچھے ہوا دوست جس طرح برجا
اسکی لپی بھی محنت نہ را یگان ہوجا



غزل



دو دینا ہو کہ قتل کی سد ابھی آئی

ساقیا! بر گھر اسد ہو ابھی آئی

صاف بیاہر تجھ زہرہ شامل کہنا
 نزع میں بھی اوس دیکھنے پاؤں یکدم
 چرخ ہر سو جو گل ہو اپنی نین
 بوسہ لگا تو کہا اوس سب ایا تجھ کو
 بعد مدت وہ لپٹ کو حاکم کہہ
 عمر بھر اوس کو پکارا کہی احباب مگر
 حسن کا اوس کی زبسن شیفہ کی عالم
 خار غم کیونچہ چین دین کہ تجھ کے گل
 سر فوق نہ کچھ چاند کہیں بین پایا

اوس میں ایک تیری ایک ابھی
 آنی بالین چھسی تو قضا بھی آنی
 باغ عالم میں پھر اوس کی نہ ہو ابھی
 آدمیت نہ مگر ایک ذرا بھی آنی
 رحم تو آیا تھا ساتھ اوس کی جیا بھی آنی
 جو گیا ملک عدم پھر نہ صد ابھی آنی
 وہ جہاں آیا وہاں خلق خدا بھی آنی
 بوجہ کی عداوت کے سو ابھی آنی
 منہ پہ اوس ماہر گر زلف سا بھی آنی

اوس ستمگار کو بس صاف تو پھر ہر دست
 آنی کس ناز سے گر طرز جیا بھی آنی



غزل

اوست مگر نیکیا تو نہ کبھی شاد مجھے
عرض اتنی ہر جواب کا ہوا رشاد مجھے
رہ گیا فصل بہاری کا زمانہ تھوڑا
زندگی بھر تو ہمیشہ ہی رہو وہ بھولے
آپ کی سی بہن سخی رد کن لاکھوں سونو
خاک اوڑانیکو میری بعدی پرستے
رگ گردن سے بہا خون مگر تھوڑا سا
جنت رانی گلستان میں تو صیاد آہ

عمر بھر یاد رہی گی تیری بیداد مجھے
خوش بھی کبھی گاہ کبھی باؤ نہ بھی برباد مجھے
پھر رمانی نہوئی دامنِ صیاد مجھے
بعد مر تو کر گئے بھلا کب یاد مجھے
ایک سہ نیا پر کبھی امداد مجھے
یاد آئی میری جب چکر برباد مجھے
تیغِ قاتل کی ہوئی نشترِ فولاد مجھے
نو چکر بالِ قفس سے کیا آزاد مجھے



انتہا عشق کی ہمنو بھی وہ کر دی اور دوست
قدیسِ ماد کہا کرتے ہیں استنا مجھے



غزل

۱۲

تیری عادت تو ہر جور و جہاکی مگر ناقص کر کے عاشقوں کو کیا خونِ ستیلین ہی جہاں کا نہیں پستار ہی دنیا میں دانا نہ آؤ دیکھنے کو جان بلب کے بہا یا خون تو ناحق عاشقوں کا گد جو پیرِ دولت کا اسکے خودی کے آئینے کو توڑ لیل نکر نازاؤسکے زلفون تک پہنچ بڑا مت ساقیا جام و صراحی	لگا یا دل بڑی ہنسے خطا کی یہ ادنا طرز ہی اوس کج ادا کی قیامت چال سے اوس ہی باکی کہ گرد و مین ہی گردشِ سیا کی مریضِ ہجر کی اچھی دوا کی مگر تجویز بھی کچھ خون بہا کی نہیں خواہش اسے ظلمِ جا کی اگر حسرت ہو دیدارِ خدا کی شبِ بے وقت بھی ہوتی ہی ہلا کی چمن ہی اور آمد ہی گھٹا کی
---	---

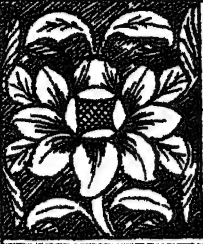

ہمارے خوشی اگر رنگ کھیلو ذرا مندی تو کھو لو دہشت کی

لکھے امی دوست تو نرات لے مضمون
سنی جس نے غزل بچھ واہ وا کی


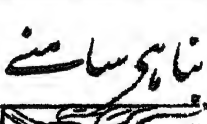
۱۲۲ غزل ۱۱


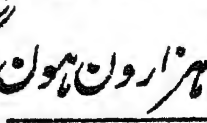
نشق لازم ہر شاعری کر لے
ہم کو پیدا کر ہے نعت کو
آئینہ دیکھ کر وہ کہتے ہیں
رہتے ہیں وہ او دہیڑن میں
خضر و الیاس کو کیا پیدا
اب وہ ملنا کہاں گئو وہ رسم
د دیر چلے ستم کو
چاہئے خضر رہبری کر لے
تم کو خوبون کی از سری کر لے
جنس اچھی ہر مشتری کر لے
کاہیہ کو میری ابتری کر لے
خدمتِ خشکی اور زری کو کر لے
ہر ملاقات سرسری کر لے
فکر ناحق ہر ب نہری کر لے


سرمہ انکھوں کو عطر کپڑوں کو	عود ہر زلفِ عنبری کو لئے
سچ تو یہ ہے کہ چاہتا ہے سبھی	آدمی اپنی بہتری کے لئے
بات کیا تھی جو لیلیٰ ابوسہ	تم تھا ہو گئے ذری کو لئے

ہو کے ہشیار بن گئے امی دوست	
ایسے دیوانے اوس پر ہو گئے	

غزل یہ احمقین ہوا

بنا ہر سامنے عاشق کے کیون تصویرِ تپھر کی	
پرستش ہو کر وائیکا کیا بے پیر تپھر کی	

ہزاروں ہوں اگر نالے کبھی ہوتا نہ ہیں پانی	
بتو دل میں تمہارے ہو مگر تاثیرِ تپھر کی	

نہ چہرہ کچھ سکا ایسا ابھی بہزاد و مانی سے	
---	---

نہ آؤر سے کوئی ایسی بنی تصویر تپتر کی

عبث فرما دے ہاتھ اپنے دھوئی جان شیریں

بھلا دی فائدہ کیا خاک جو شیر تپتر کی

مین وہ دیوانہ ہوں بجاگون و سکو دشت چشتین

اگر لوہہ کی ڈالین پائین یا زنجیر تپتر کی

رہے نزدیک سنگ فرش اوس سے اور مجھ دوی

گھٹون کیونکر نہ غم سے یوں بڑھے تقدیر تپتر کی

نہیں ہوتا اثر اوس سنگدل کو میری زاری

خبر تو کچھ تو لے امر نالہ شبگیر تپتر کی

نہ میرے کعبہ دل کو گرا تو اسے بت کا فر

کہ ہندو تک بھی کرتے ہیں سدا تو قیر تپتر کی

وہ خاک آئینگی تیری راہ پر اور دوست سگین دل
مٹا کر سے کبھی مٹتی نہیں تحسیر تھہر کی

غزل

۱۱

۱۲

سخی ہر جس جگہ سائیں میں ہر
جہاں وہ دل رہا ہر دل میں ہے
دراجو کچھ ہر لبس حاصل میں ہر
کوئی خواہاں تو ہو کامل میں ہے
نبھے ایسے سے کیا مشکل میں ہے
جہاں تھک کر گری منزل میں ہے
پڑا ہر خون جہاں بسمل میں ہے
جہاں دلبر ہو اپنا دل میں ہے

جہاں پر وہ ہر دل لایا میں ہے
پڑی ہر جس جگہ عامل وہ میں ہر
اوسے سر کا سر رکھ تو سر دکا
ہنرمند و نسب کب خالی ہر عالم
جو او مجھے بات میں بگڑا میں
سفر ہم نا تو انو لگا نہ پوچھو
تجسس سے عبت گشت کا قاتل
نہ پوچھو حال ہم عاشق تنو لگا

جو تنہا بھی کہیں بیٹھا اوہ اگر
وہاں ہی جھکٹا محفل وہاں ہے

پٹے رستے ہیں ڈوبے بحرِ غم میں
جہاں اب بھری بہین ساحلِ وین

ہم جس قدر میں نامِ قیس اور دوست
ہمارا نام بھی شامل وہاں ہے

۱۲۵ غزل

ہم نے جب سہ لہریاں میں ہر دو گال سے
گوئی گوری گال پر چھوڑ دیں لہریاں سے

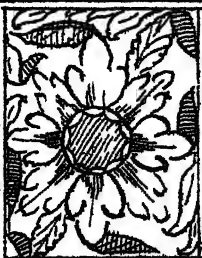
مار کر ٹھوکر وہ کشتوں کو اداسی کہتے ہیں
زلفیں دکھلا کر وہ ہاتھیں کہتے ہیں

نوک اب وہ دمِ شمشیر سے بھی تیز
ہم سپاسِ فقیر اپنی ہی گال میں ہیں

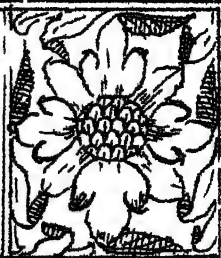
بوہ مشک آتی ہے سہم زلف کے ہزار
مار بیٹھا ہو لپٹ گیا کہ گنجِ مال سے

یون ہی زندہ کرتے تھم دیں مسیحا
جو پھنسا ہمیں پھر چھٹا نہیں جگا

اور کمر او سن کی بار بکتر ہو بال سے
منعم ہو متو میں مستغنی تمھاری شال سے



تو تو ہر ای دوست اس کو بچرین بھانجی
وہاں خبر اس کو نہیں فوس تیر حال

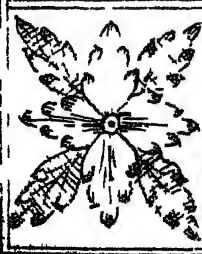


غزل



ہو گا صبح گرتی رہی تقدیر میں
مسکونہ کرتی ہر کسی پر تھیر میں
وہ گل کا ہے کہیں نہ غم کی تقدیر میں
ابہا شہر پر دیکھا شہر شیر میں
دار تو جو کہ رہا وہاں لہو لہر گھر میں
ذائقہ نہ دینے یا نہ مزہ شیر میں

کیون با وصلی تو کس لئے تیر میں
خاکیا کتیری ہوں کیون نہ ہوں میں
بتلا عشق میں رہا کیون غیب
سایہ ابرو دل اس سر کٹھن میں
ناصی ترک عشق کی نصیحت ہر
لطف جو اپن شیر میں دلا بوسوں کا



تا دم مرگ یہ ہر دنہ رقیبوں کو طین
وصال اور بوسہ لہو نہایت کی جا کین



غزل

۱۲۷

دلانتا نہیں میرا صبر و قریب سے
پھل پاتا ہوں سبھی شجر میوہ دار سے
دم آ رہا ہے لب تیرے انتظار سے
یار شب تاج وصل ہوا اس گلزار سے
کس روز نگا مشکین تیری گیسو پہ
کیجے سلوک الیسیا تہ اسد و ستار سے

اند ملاؤ کاش مجھ میری یاس سے
پستان ہنیا و بھریا بتو گل میری رنگو
دیکھئے محسوس حال تو بیا عشتقا
فرق سے خار آنکھوں میں ہر گلشن جہا
کس یاس سے کہتے ہیں مجھ کو وصال
و شمع ہج جس طریق مدار آتش دانا

وہ بادہ نوش کے جوئے دوست تیرے

پھر ہو مہر اجو مست ہوشیار سے

غزل

۱۲۸

تیرے آنے کی جانا کیا کہوں جو انتہائی ہر

ترپ ہر سوز ہر آہ و فغان ہے بیقراری ہر

گئے ہو جب تم پہلو سے دل بچپن رہتا ہے

ہر اک دن گریہ و نالہ ہر اک شب آہ و زاری ہر

لپٹ کر تیرے سونیکا تصور سیتن مجھ کو

کلیجہ ٹکڑے کرتا ہے لہو آنکھوں سے جاری

تیرے بیمار الفت کا بھیہ پھنچا حال ان روزوں

ہر اک منہ دیکھ کر کہتا ہی بھیہ شب سپہ بجاری

مریض ہجر کا بچ بجز و صلت نہیں مکن

کرو مُردے کو زندہ اب سیجائی تمھاری ہر

اے کیونکر مٹاؤ گے کہ خلقت کی زبانوں پر

تمھاری بیوفائی اور وفاداری ہماری یہ

پھنسے کیونکر نہ دل پہنچ میں کیونکر نہ سودا ہو

عجب گزرنے زلفِ عنبرین اپنی سنواری ہو

یہاں تو جتنا جی چاہے رستائے ابریت کا فر

خدا کے آگے وہاں شیریں ہماری رو بکاری ہو

لگا کر تیرے مکان یک نگہ میں صید کرتے ہو

شکار اس طور سے بھی کھیلتا کوئی شکاری ہو

نیموں مجروح تیرا دل پکڑ کر اٹھے احوال

تمہاری تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہو

تیری دیدار پر موقوف ہے بھان و ست کارہنہا

وگرنہ چن بھان بھان کہ اب نصرت ہماری ہو

عزل

۱۲۹

رُو کو خیر گل پر دنا نہ کی ہو تو کیا کچھ
 کر مگر ستم کیجے وفا کیجے خیا کچھ
 بڑی ہو چلی جی کچھ تو غم و حیا کچھ
 بسو کے اشتیاق و صبر گاہ کی گھر کچھ
 نہ کہ نہ ہو طبع میں کہ نہ ہو سواری
 شکایت غیر کی قوت کا ہر صول کی کچھ
 مجھ جیبتے ہیں سب جلیب میں کہتے ہیں
 قیبت کی جفاکاری کہ دلبر کی آرزو کچھ
 ہماری مہر تو نکو شکو وہ بیت کی کہتا ہے
 نصیحت کا گرہ تو نہیں بکار لفت کو
 کہا کرتے ہو میں گے کہ تو اس طرف آو

بس اپنے ماتھے ہی پر ہی گرد نکو خد کچھ
 تمہارے بس میں ہیں جو چاہے اور کچھ
 گلی کو چھین دن بھر نہ آوارہ کچھ
 کوئی تدبیر نہ پتی نہیں اندک کچھ
 عجب مشکل ٹپی ہو حال الٹا کچھ
 وہ سنتا نہیں پھر کس سے عرض کچھ
 مرض تو تائیں تین صحن کیوں کر دوا کچھ
 مقدہ ہی قصہ ہو سید کا کیا کچھ
 تمہاری ہم نہیں خداسی الٹی کچھ
 لکھی امیر دم حضرت ناصح دعا کچھ
 ہزار نہیں بھلا دو چار ہی وعدہ کچھ

تمہیں سوچ رہا ہمارا جان سگی	نہی کوئی حسرت ہم کچھ جیتے
سنہرے جادے اسے جو تم پر جان تیا تھا	اجی خوش ہے مسیحا میں شکرانہ ادا ہے

دنیا بذر نہ کیا جواب سن دشمن جان کو	مناسب ہے یہی دوست بن چکر بننا
-------------------------------------	-------------------------------

غزل

شب و صبح کے معشوق سو جائے تو کیا کچھ	کف یا ملے انکھوں کی بھی بوسے لیتے
بہار آئی ہے پائے صوم تا کجا کچھ	نئی محبت طاق پر رورقصا
گرائی اوس قامت کے در کی اب کیا کچھ	غرض شکل قلندر پار برد کو صفت کچھ
ہدایت مجھ کو فرمائی تونکی کج اولیٰ نے	رہ و رسم مجھ سے رٹو یا و خدا کچھ
شب و صبح کے چٹائی پر خاطر پریشانی	گلا مرغ سحر کا گھوٹو اور مہفت کچھ
کہے کہ بتک میں وصل میں فشر کا کیت	بہت ٹہری رہی ہر اٹا بند بیا کچھ

جو پہلو چلے ہوا ٹھکے تھوڑا زینگر
 تھا ظلم کو صد دل عاشق ہیں نازل
 ہمارا ادھیان جگر کا دوسرا نہیں ہوتا
 الہی گو رہی تھی نگر ہو منزل ہستی
 قصین بلب شیدا تیرے جان ہی آہ
 لڑا انکھ ہو غیاہ تم عین مجھ میں
 ہیں ستا ویز خون میں میری تیرے کفین
 خرام یا کار و ز قیامت گر تھوڑو ہو

ہمارے واسطے کچھ پہلو سامان قضا کیجے
 بتو بھر خدا غارت گھر اللہ کا کیجے
 مگر تفویض دستِ دلِ لومِ لجزا کیجے
 یہی جی ہوتا ہے کسبِ دل میں جلیجے
 خیر گشت گلین باد صبا کیجے
 نہیں شرم مردم تو کچھ خوف خدا کیجے
 دھم انقب و صکت تم اپنی پاشا کیجے
 تو اگر بے عین شرم میں مجھ شرب کیجے

مہمانِ قیامت دست کے اشعار کو سنکر
 دلِ شمس بھی لال و ٹھہر کہ بیشک مر حب کیجے

غزل

۱۳۱

۱۱

غرض ہر ہمہ جناب باری سے
زندگی تلخ ہو گئی بخدا
اس قدر روئے ہجر جانان میں
دل تڑپتا ہوا دسکی فرقت میں
چشمہ چشم طرح باران ہر
ہو دے خورشید گر مقابل یار
کیون ستاتے ہو قتل کر ڈالو
محکو کافی ہر ایک تیرنگا
اوسکی فرقت میں چھٹکے سب
جاس سند قناعت کو
دوست مشتاق ہر جلو گھرین

پھیر دل کو بتوں کی یاری سے
موت بہتر ہوا انتظار سے
بحر جاری ہر اشکباری سے
مثل سیما ببقراری سے
انگہ ہمسرہ سیل جاری سے
منہ نہ دکھلائی شرمساری سے
چھوٹ جاؤں آئیں وزارت سے
مارتے ہو عبث کٹاری سے
ہر فقط کام آہ وزارت سے
کیا غرض ہو دج و عمار سے
کیون او تر تے نہیں ہوا سے

غزل

بہر بہار آئی گلہری تازہ رنگ گئی
کھنکھنیں دیکھو آہنی کیسی آفت ہو گئی
ہم سیدھے سمجھ کر کہ ہو گا وصل سر دیکھو آ
عاشقی کا اپنی چرچا جابجا ایسا ہو
پرچھتے ہو ہم کو کیا ہے کت تک بعد
پاس پاؤں روکا نہیں غیر سو ہو پر اچھا

پھر ہوا جوشِ ہونہ ورنہ چوہہ چشتی
آج کسکی حال سہر پر پاتیامت ہو گئی
بڑا گیا دیوانہ پن ورنہ چوہہ چشتی ہو گئی
دیکھے جس جا پہی نقل و حرکات ہو گئی
چلتے چلتے راہ میں صاحبِ سلا من ہو گئی
مختلف کیا اندازوں میں طبعیت ہو گئی

دیکھیں اس غار کا انجام کیا ہوتا ہر دوست
بی طرح اس آفتِ جان سہر محبت ہو گئی

غزل

خوشبو جو تیرے گلِ عناد پہنچا رہی

نہ سب پر گلچینِ نر پارسین رہی

ایسا کہ زبان بھی عاجز سخن سے
اوس گل کہتے ہیں جگر تو نہیں پہنچا
کہتے ہیں تیرے خطِ عارض کو دیکھ کر
چکر میں ابل رزق دین تیرے ہر
گردن بغیر رزق ہو اسکو بیابانِ
جو آفتاب ہو درہندہ ان یار میں
پھنسے ہر گھوڑا جو پھولوں کی بدھیا
شکو کہاں ہے تم بے سوجھو عطر
ہر گام پر نہ خضر ہو کس اہ سے پہا
ایسا جلا کو ہر کیا رنج یار نے
ایسا نحیف زار کیا ہجر یار نے

ایسا کہ میں کلامِ قصیدہ میں ہر
یہ بات دور کہ کسی غنچہ دہن میں ہر
کہ شرح ہو سکر جو لکھا اس میں ہے
گر شیش الی آسپا چرخ کہیں میں ہر
چکر میں ہے ایسا نور وری وہیں میں
الماں میں ہے آفتابِ درِ عدن میں ہر
سب کہتے ہیں کہ سر و نمایاں چمن میں
خوشبو غضب کی آج تمہارے بدن پر
افت ہے حال میں تو قیامت چلن میں
فا نوسین ہر شمع کہ تن پہر میں ہے
جان اک طرف کہ تر بھی نہیں میں ہے

وہ تاج بے چہرہ گیا دلکو نہیں قرار
غریب چین چین ہر نہ مست مطلق چین

محبس ہوئی وہ ڈھونڈ کر پیدا کیا ہر دوست
خوبان ہر سر جو سوا بانگین میں ہے

غزل ۱۳۷ ۲۲

پوری ارمان کہی تو ہونے کے
لگ گیا ہاتھ دستِ قاتل کے
چین آتا نہیں کسی پہلو
بزم میں وہ جو بے نقاب آیا
ہوار و شن قمر میں ہر خستہ
واغ کھاتا ہر دیکھ کر لالہ
کوئی زخمی ہر لوٹتا ہر کوئی
سیر کو نکلیں آپ ہم مل کے
نکلے ارمان آج بسمل کے
سخت نالا ہوں با تھہ سہ دل کے
اوڑ گئے ہوش سار جی محل کے
جلو کر دیکھے جو عارض اور تل کے
زخم ایسے ہوئے کہ کہیں کے
رنگ تاب میں یہ کہیں کے

دور رہتے ہیں عاشقِ محبوت
 بے تک پہنچ لب لب لب نہ ہو
 نہیں گردِ ذقن سیاہی خط
 روح کو جان کے جدا نہ سمجھ
 اے ستمگر نہ ظلم کرا تن
 کسکی آمد ہی ساقیا بتلا
 بوسہ مانگا تو کہتے ہیں کہ نہ ا
 رہو رستی میں کم لہر

اجتماع مخالف
 دیکھنا اذ
 اس جہان
 یہ ہیں کیا کیا گل

قیس آیا نہ پاسِ محل کے
 رہتے تھنہ پاسِ ساحل کے
 ہر دہوان گردِ چاہِ بابل کے
 ہیں یہ دو ٹکڑے ایک ہی دل کے
 جانا اکدن ہر پاسِ عادل کے
 رنگ ہیں ا

یہ بدن لے جاہل کے
 ہیں روادار کون باطل کے
 عقدے کھولو ہیں کیا فضائل
 آتشِ بباد و آب اور گل کے
 جس سے اوڑھتے ہیں شعلے

<p>نام رافعی اگر نہیں منظور ترکِ قربِ قیب کرا و جان ایصنم نخل بوئہ لب سے قاتلا ہوں تیرا گریبان گیر خندہ و سرخروئی ہو پیدا</p>	<p>ہو مریدِ ولّ مین پیرِ کامل کے پھر نجانا قریب ار اذل کے توڑ ہرگز نہ دل کو سائیل کے لیک و ماتھہ اور ہون جمائل کے صاف زخموں سے تیرے گھائل کے</p>
---	--

سنجی جو دوست کی سن لین
 چچھے عناد کے

غزل

<p>کل تخایہ میں بے بسی وہ بسر کھلے ہیں گنجِ شہ گیسو ہمارے خبر کھلے مضموں اوسکا دیکھ نہ اغیار پر کھلے</p>	<p>دفتر شکایتوں کے ادھر اور اوڈر کھلے گھر بھی جابا رہی کیا اوسکا در کھلے مکتوب نہیں کے ہاتھ میں ان کا نامہ بڑھ کھلے</p>
--	---

رہند و اپنی حال ای بخیہ گر کہے
 تیر نگہ کا کچھ بخیہ کہان کہے
 جو غم گریہیں جسرت دیدار میں
 ای باغبان سن او نہیں کیا اپنی داستان
 آئینکے آگے آگے ہماری فائین یا
 کچھ گزشت کہیوز بانی بھی یاد
 پر یونکا سایہ نہ کہیں مجھ کو جو ہے
 دینے کو جان آئیں وزیر ازل ہم
 صد ہا گمان تہو میں ہو کوئی بات
 بلیں شاخ گل پہ بنایا ہر آشیان
 معنی نہوں تو شعردہ سیاہی میں

مشکل سہ بند ہو گویا نہ خیم جگر کہے
 لٹکا لگاؤ دل میں تو زخم جگر کہے
 وہ بعد حرکت کیوں نہیں ختم تر کہے
 صیاد نقش میں بھی رکھانہ پر کہے
 کم سن ہیں ابھی وہ نہیں نفع و ضرر کہے
 راز اپنا ای سفیر نہ اغیار پر کہے
 کوٹھو پہ آشام کو جانیں سر کہے
 سر ہو تم عشق تو اپنی کمر کہے
 کس سلسلہ سے عقدہ موی کمر کہے
 یار نہ یہ خبر کہیں صیاد پر کہے
 گویا کہ عقدہ صدق بگر کہے

ای مہربان ہماری بھی کوئی غزل سنو
کچھ دوست کا بھی تمہیہ کمان نہ کھنکھلا

غزل

دل کو راحت ہو کلیجہ سحر لگ رہا ہے
وصل کی رات ہر ایشرم و حیا رہا ہے
پچھلے باتوں کی نگر یاد کمان کے شکوے
طالع دید ہیں مان میں ہی نشہ دہن
آمد اوس گل کی ہر گلزار کو اوٹھیں گے
یار آیا گھٹا چھائی ہر خالی نہ رہا ہے
ہاتھ پھینچی ہر تیرے سینے پہ اک مدد میں
یوں توں حسب ہم بہایا مگر ای دیدہ تر

سرنہ زانو سہی اوٹھیں گے ذرا رہا ہے
لب لب سینی سیری کو ملا رہا ہے
وصل کی رات ہر ایشرم و حیا رہا ہے
اک دن پر درہ جھرو کر سہی اوٹھیں گے
چو چلی اپنی بساں یار و صبار رہا ہے
ساتھی اس وقت تو ساغر کو بھر رہا ہے
ایک تار نکال کر بھر خدا رہا ہے
نام الفت نہ میری دوسری سار رہا ہے

دیکھتے تھے تیرا تو چھوڑ کر مجھ کو نادان	ہاں تو لاکھوں ہی بھلا ایک تیرا ہندو
کچھ تو حصہ سب جاننا کبھی نہیں جا	استخوان کی بجائے بت تو ہمارے

دوست سب آجکونہ ماتھے تیرے گاربان کی	نیر سے نہ ہٹا اوسکو پڑا رہنے دے
-------------------------------------	---------------------------------

غزلیات تمام شد قطعہ

در مدح حضرت بندگانِ عالی متعالی حضور فیض گنجی سلطانِ زمین
حکمرانِ دکن میر محبوب علی خان بہاؤ در نظام الملک صفحہ دام اقبالہ سلطنتہ
از نتیجہ فکر مصنف

جدا جاہ و جلال چشم و قزو خدم	بہر شہ تر جِ فرمان ہر میانِ عالم
شش جہتیں ہو مجھ کو جیانی	چرخِ چارم پہنچے ان سے یہی ہر غم

ذات عالی شهنشہ سہی سرسری ملک
ذکر فیض کرم وجود و سخاوت نکر
گنہہ محسوس ہر ذرہ ہر شک خوردید
علم و فضل و ہنر و عقل میں کیا عزما
صولت و عدالت سطوت سلطانی میں
واہ کیا دبندہ شاہ ہر ماشاء ہند
جرات و صولت شاہی کل جو مذکور سنے
خلق میں آج سید سلطان ہر ایسا فین
حامی ملت اسلام ہر بیہ تسل شد
ہر طرف ملکین یہ عدل نو پایا ہو
عجب نام مبارک کے نہیں بہر ہوا

ہی اسی گل سہ گلستان کن شکام
ہو کو شرمندہ چھپا قعر زمین حاکم
نظر قہر سہی مرغ ہر لرزان ہر دم
نسق و نظم ریاست میں وحید عالم
خلق میں جس میں شوکت میں دید و نام
نام سہی کانپتی ہر شست میں ریغ
لرزہ ہو روح کو بلجای مزار رستم
شغل رہتا ہر سد بخشش دنیا روم
کفر و بدعت کا ہر دافع بہ خدیو عالم
کہ زمانہ سے گیا جور سہی ملک عدم
سزنگون صفحہ قرطاس چلتا ہر قلم

ہر ہی دوست کی نگاہ الہی دینا
وہ دم بڑھتی رہ شوکت اقبال حشر

واسطے شہ کو خدایا ہوسدا عیش سرور
واسطے حاسد بدین کے رہی رنج و الم

رباعی

دربار شہ دکن کا دربار ہے
سرکار کو عدل سے سروکار ہے
گلزار دکن رہی ہمیشہ سبزی
جو نخل ہو اس باغ کا پر بار ہے

رباعی

در مدح جناب نواب میر لایق علی خان بہادر سالار جنگ
مختار الملک ارالمہام پسر کا نظام حیدر آباد فرخندہ بنیا

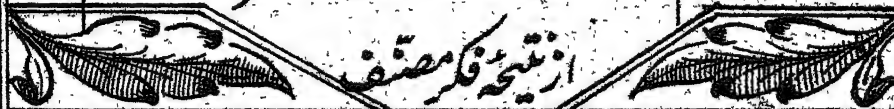
از نتیجہ فکر مصنف

دیوان کا اقبال فراوان ہو
ہر وقت زیادہ لطف سلطان ہو

یارب بیدار من صدر وزارت علیسر
حکم چشم و خدم دو چندان بود



در موج عالیجناب نواب میر سعادت علیخان بہادر میر الملک
معین المہم ام مالگزاری ممالک محروسہ سرکار عالی دایم اقبالہ



شہرہ ہو جاہ و دبدبہ و ہشتام کا
المنحصر سیدہ ہر سیدہ خاص و عام کا
ہر قلب پسندہ ہو کیون نتظن ام کا
تحررات ہر جگر شین و ان سام کا
خالق رہی معین معین المہام کا
ابتک نہ نصرام ہو امیر یہ کام کا

روشن ہی جہانیں نام میر ملک
خامہ بھی سرنگون ہی زبان بھی فتنہ کا
کھو گھر و جد اسبب اسبب
ہمیت زہرہ آب ہر گردان و اس کا
ہیں الملک انکی عنایت سے بہرہ مند
پر نخت رسا کا میشا کی ہی بگیا

پر دینی دستوپ ہر سکر سرفرا	نکا مگر نہ کام ابھی تک غلام کا
وفاقت ہی تنگ ہر وقت کے ہاتھ	گر صبح کو ملا ابھی تو کھٹکا ہر شام کا

ہر شوق عتبہ بوی کامدست دوست	ایتد ہر کہ حکم یہ پادے سلام کا
-----------------------------	--------------------------------

رباعیات

عامی جو خدا یزد و الکرام اپنا ہو	خوش فکری ہر دیوان تمام اپنا ہو
اشعار پسند ہوں سخن فہموں کے	مقبول طبایع یہ کلام اپنا ہو

رباعی

اگر دنیا میں پہنے کیا کیا دیکھا	ہر روز دنیا ایک تماشا دیکھا
دیکھے چہن ہر مین اقسام گل	ہر گل میں شگ کا نقشہ دیکھا

رباعی

کو کہ نہ دریا نہ بیابان دیکھا
نور او سکا دو عالم میں فروزین دیکھا

خار و گل صحرا و گلستان دیکھا
یکجا جو بنور دیدہ دل آویز دیکھا



رباعی



جو کوئی کہے میں او سکی لیتا ہوں
گلزارِ سخن سے پھول جن لیتا ہوں

ہر ایک سے کتب و سخن لیتا ہوں
کاشتوں کی طرح کھیتے ہیں لفظ لکھتے



رباعی



مستند پہ نہ آرام ہر نرِ خاک میں
خافِ ہشیار ہو اجل تاک میں ہے

نیرنگ سد اگر دشرِ فداک میں ہے
اک دن یونہی زندگی تلف ہووے گی



رباعی



تختہ لالہ کا صاف ہر تن اپنا
ہر سوزِ جگر سے سینہ گلخن اپنا

داغ و نسیمِ بہارِ جسم گلشن اپنا
بچھلے زخونِ نرودہ جلایا مجھ کو

رباعی

وقت میں جان مٹائی ہے	اور عشق میں ایک عمر گزالی ہے
دوست محبت میں تو نکلا آخر	پھر تو ہو اور دیکھی اک خدا کی ہے

رباعی

گل کو ہنسنا کہ جو پریشان نہوا	آباد مکان کو سنا ویران نہوا
نام اس کا سجدا و محن ہر ای دوست	اک دم بھی یہاں عیش کا سامان نہوا

رباعی

عشقِ خوبان کو ہنس کر دیکھا	خو پرو یون کو عمر بھر دیکھا
چمن حسن میں مگر امروہ ہر	گل نیا اور نیا شمر دیکھا

رباعی

دارِ ہمیں سیاہی ہو سفیدی آئی	منہ کا لالہ و سہم سو کیا کر بھائی
------------------------------	-----------------------------------

اے دوست شہناز تو سو گز گزئی
اوٹھ صبح فجر میری سرِ قیامت کی

تضمین مصطفیٰ بر غزل داغ
مخمس

التفات اونکا اندون کم ہے
کچھ مزاج اب بھی آپ برہم ہے
خیر اونکی خوشی مفتدم ہے
غم اوٹھا کر کیواسطے دم ہے

زندگی ہر اگر تو کیا عنم ہے

نکلے اللہ تم بڑے سفاک
سینہ کیسا کہ دل کیا صدا کاں
منجھ کہ ناحق کیا ہر تنہ ہلاک
کہتے ہو کچھ کہو کہوں کیا خاک

جانتا ہوں مزاج برہم ہے

خیر مطلب ہیں ہمیں شر سے
کام سب بن گئے مقدّر سے
اپنی قسم سے آج ہن برسے
آئے ہیں وہ رقیب کے گھر سے

اک خوشی ہو تو ایک ماتم ہے

کچھ رشتہاں ہیں کا کل بھی آج
ن گئی دم پہ کیسا ہی جی آج
ستائید او بھن کی ہو کر کی آج
کیا خود دشتوں سے بگری آج

دشمنوں کا کچھہ اور عالم ہے

ہر شکوفہ نیا سنو تو ذرا
وہ جو آئے ادھر سے میں کچھ
باغین صبح دم مثال صبا
مجھ کو دیکھا تو غیر سے یہ کہا

عمر اس نوجوان کی کم ہے

دل کی غیر سے ہوئی نہ کبھی
حالت دل پہ اپنی ہر اب بھی
بسرک عمر اونکے عشق میں
اگر خوشی ہو تو وصل کی ہو خوشی

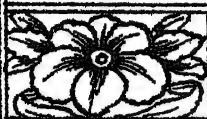

غم اگر ہے تو ہجر کا غم ہے

قول کی میر کر تہا بہن ردھی
بات کی بچ ہو اور ذرا کد بھی



ہو گی آخر کبھی تو آمد بھی اگر یہ نبے اثر کی کچھ حد بھی

ہم ہیں اور آج چشم پر غم ہر  

پوچھتے کیا ہو مدعا دل کل کوئی بھاتا نہیں تمھاری سوا
نہ کسی سے غرض نہ کچھ پروا اک جہان مہربان ہو اتو کیا

مہربانی تیری معتمد ہے  

وہ تو صورت سے خار کھاتے تھے رنگ غیروں نے پھر جانے تھے
دوست نہ کچھ جو گل کھلا تھے سنتے ہیں دماغ کل وہ آئے تھے

بارے اب تو سلوک باہم ہے  

ایضا خمبہ غزل داغ  

جو عشقِ شہتہ ہو تو راز دل اس کا عیاں ہو مثال ہی بآبِ بہر خطہ تپان کیوں ہو
ذلیل و خوار کیوں نہ کر رہ جائیں جو دلق بویں ہو تو کوئی سرواں جہاں کیوں ہو

خلس کیوں ہو طش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغان کیوں ہو

جو دیکھا تو دنیا کو معہ روزِ عبرت کا
کبھی غم کی خوشی ہو اور کبھی تاتمِ سر کا

طلسمِ شمس کی ہیں عجائبِ کھر و چر کا
مزارِ تانہیں تھم تھم کر ہلکویں و راحت کا

خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو اٹھی ناگہان کیوں ہو

ابھی تھی خوشی شکر کچھ غصہ اٹھا
جو بیٹھیا میں بھی کر سنہ و کلا تھا قحط اتنا

کسی سے تھی شکایت کسی پر لطف کا ایما
غضب آباستہ تو ماقیامت ہو گئی بڑا

یہ پوچھا تھا کہ تم از رو مجھ سے پیر کیوں ہو

جو کچھ بیان کیا سفاک کو میری محبت پر
یہ صرع لکھنا ظالم فرمیری لوحِ تربت پر

تو انکلا مرا کشتہ جو رو علامت پر
یہ صرع لکھنا ظالم فرمیری لوحِ تربت پر

جو ہو فرقت کی بیابانی تو یوں خوابِ گر کیوں ہو

یہاں تیرے فرقت کے سدا دراز ستہ ہیں
شنا و بجز غمِ کمر بجہ آفت میں بہتے ہیں

فتح آملی پر یہ وزاری میں ہوتا ہے
نئی تاکید پر ضبطِ محبت کی وہ کہتے ہیں

جگر ہو تو فغان کیوں ہے دہن تو زبان کیوں ہے

ظاہر ہے کچھ قرون قرار اور جھوٹ سرتا
کیا وعدہ نہ پورا ایک بھی تنہا قسم کہا کر
ربان نہ گھڑی بجائی لفظ آنا نہیں
خدا شاہد خدا شاہد کیوں کہتے ہو دوپ

خدا کو کیا غرض میری تمھاری درمیان کیوں ہے

کوئی اجنبی ہم کوئی عیا ہوتا ہے
کوئی دلوں دکھاتا ہر کوئی لدا ہوتا ہے
انسان کا وحشی نہیں بڑا ہوتا ہے
ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے

میری برا اعتباری ہو تو کوئی راز دان کیوں ہے

بتا نادان کھانڈ و نسیم ہمیں ہر شایا
روا کر سستے ہر ایک ہوتا ہر یون خندان
جہانِ ظلمت کے سوئے بت ہر کیوں بنا دیا
بہت نکلیں گے روزِ حشر تیری جو رکھو امان

ستم کا حوصلہ دنیا میں ہر سرفراز کیوں ہے

یہ بشارتی ہے غم سے چھوڑ اور جان بچا کی	خوشی پہلی گناہ سے چھٹے سار زمانہ کی
سے تودوست بھی شکر ہے کہ ہر شے کی	نوید جان فراہم کیا خبر قاتل کے آنہ کی

بتاؤ تو ہسی اے داغ ایسے شادمان کیوں ہے

ایضا خمیرہ غزل داغ

وہ جو آنہ جان ایمان ہمیں یکسر رکھ دیا	سب لگتے سامان عورت ایچا پر رکھ دیا
پاؤں بھی ایک گوشہ میں اوٹھا کر رکھ دیا	ہم نے اونکے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا

پھر کھجور رکھ دیا دل رکھ دیا بر رکھ دیا

زاہد اخلاق پر اپنی نگر غم زدہ ذری	نام ہر گناہ مروت اسکو کہتے ہیں سخی
ایک سے جگہ اسکی جو میرے دل میں تھی	قطرہ خون جگر میری تو اضع عشق کی

سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھ دیا

کہتے کیا اسکو عجب سکی شرارت پر شدید	وہ بپا کرتا ہر ظالم روز یک ظلم جدید
-------------------------------------	-------------------------------------

سوچتا ہوں دور کی گویات ہر وہ ناپید
عش لیا ہی پاس خود کو بھنپتے ہیں شہید

اس لئے لاشیہ میری اوستے پتھر رکھ دیا

ہو سکا مضبوط لانی نہ آخر مختصر
دل میں سوچا ہوں وہ خاطر نشان دیکھ

گذری ساری اسی کو چین اور رائی
شوق بھی ہر دم بھی ہی کیا کروں ابنا

کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفست رکھنا

کیسے دوست بجا رہے تھے صدمہ
دستی و نخلص کی جنکو دعوی تھا سدا

ہر عجب اس کا ہوا یا رب یہ کیسا سخا
زندگین پاس ہی دم بھر نہ تو تھی جدا

قبر میں تنہا مجھے یاروں نے کیوں نہ کر لیا

پنیا کھانا چاہی دنیا ہی جا بجا
پھر کہاں تھی کہ ہر نرم اور کجا بکارت



ہو گا جو کچھ دیکھ لیں گے گریہ میں اتو لگتا
کل چھڑ لینگے یہ اہ آج تو ساقی کو تا

ہن اک چلو پہ ہنسے حوض کوثر رکھ دیا



رہتا تھا مجمعِ پیچِ ارتھی مسدود رہا	حالیٰ بنیادِ محو دیدِ تھر شام و پگاہ
مردم آزاری کی حالِ سچی پھر کینہ خوا	دیکھے اٹھ کر یچن تھی ہر کس کی نگاہ

 روزِ یواریں ظالم نے پتھر رکھ دیا 

طبعِ نگینِ حجبِ رشک گلِ پایا تہاج	لاکے گلستے برابر چن دے حسبیاج
دیکھ کر مجھ کو راہِ محرومِ خوش مزاج	کہتے ہیں بو و فاتی ہر اچھو پو غیناج

 دل جو ہم نے لالہ و گل میں ملا کر رکھ دیا 

کون ہوا سخی دل ہو گا زما نہیں شہر	سیکڑوں کرٹیاں اٹھا تو ہین نہیں مگر
ایک جاں فشانیکہ جو دکھلائیں اٹھ	کعبہ کیسا خلد میں لیجائیں تیرا سنگ

 اتنی محنت ہے کہ بھانسنے وہاں اٹھا کر رکھ دیا 

قلبِ کھینچ اتوینہ اسکو جان کے	یہ تکیہ کر کے سپر عمر کر دے بسر
اور حرم میں لیگے اسکو تو کیا حاصل	کعبہ کیسا خلد میں لیجائیں تیرا سنگ

اتنی محنت ہو کہ جیانیے وہاں اٹھا کر رکھ دیا

اک نئی افتادہ الفت کے بیمار و پیہ آج
اک بے کی غلامی سے عشق کو مار و پیہ آج
دل جل و ناکا حال سب بھلی ایگیا پیہ آج
شام ہی ہو لوٹنا ہر محکمہ انکا پیہ آج

اسلے مینے الگ تھ کر کے بستر رکھ دیا

چین اٹ کر وٹ پنا یا عالم اسباب میں
کی رجوع قلب آخر خود کشی کو باب میں
وصل کیا پہلو میں بھی و سکون دیکھا نہ میں
تیر مزرگان کے قصہ نو دل بیتاب میں

ایک ترکش رکھ دیا اک گنج نشتر رکھ دیا

دوست نے مضبوط کیا لکھا تھا با شوق میں
بد و خط کو وہ چلا آ کر جواب شوق میں
فقہ فقرہ ایک نشتر تھا کتاب شوق میں
داغ کی شامت جو آئی خط طراش شوق میں

حال دل کجیخت نے سب اونکو منہ پر رکھ دیا

ایضا

کھینک رہی ہوں ہر طرف ہر طرف
کبھی کبھی کبھی کبھی کبھی

جو ہر طرف ہر طرف ہر طرف
سیر کر رہی ہوں ہر طرف ہر طرف

سیر کر رہی ہوں ہر طرف ہر طرف

ہر طرف ہر طرف ہر طرف ہر طرف
کبھی کبھی کبھی کبھی کبھی

عوام ان کا کیا ذکر ہو دیکھو کتنے
سیر کر رہی ہوں ہر طرف ہر طرف

جو دیکھتا ہوں ہر طرف ہر طرف

ہزار ہا ہر طرف ہر طرف ہر طرف
طریقہ عاشقی کا یہ نہیں دیکھتا ہوں

مگر یہ بات تو کچھ نہیں دیکھتا ہوں
کلمہ جو ہر طرف ہر طرف ہر طرف

سیر کر رہی ہوں ہر طرف ہر طرف

یہ کہنا نہیں اور ہر طرف ہر طرف
یہ کہنا نہیں اور ہر طرف ہر طرف

ہر طرف ہر طرف ہر طرف ہر طرف
یہ کہنا نہیں اور ہر طرف ہر طرف



پریشانی نہرِ زدی تو دل میں بدعا ٹہرے



مگر عینِ نرسنِ چاہی چیدہ وہ مشکل ہیں
وہی لہا لہو لہو اویسکے ہمتو قائل ہیں

جہا نہیں یوں کیستہ تا قصا و کاہل ہیں
غرض جن بات میں ہو فردہا و سب تلپا ہیں



بھلو میں جو بھلا ٹہری بردہ میں جو برا ٹہری



ہو کچھ بھی نکھائی عمر کھوئی مفت صحرا
مرا چکھا نہیں دنیا کا زاہد تو نہ دنیا میں

نہ رحمتِ خیالِ اکدن بھی آتا تجھ کو روپا
طمعِ جنت کی کہانی اور سبر کی فکرِ عقبی



کبھی بادلہ نوشی کی بھی و مردِ خدا ٹہرے



دلِ خانہ خرابِ صدہ فرقہ ہی ہرگز نہیں
مستاعِ شوق بھی ہوا یہ الفت بھی کتنی نہیں

تسا دید کی اور وصل کی حسرتِ ہرگز نہیں
دکانِ عشق میں جنسِ غم و کلفت بھی کتنی نہیں



اگرچہ تو کچھ سودا ہمارا آپ کا ٹہرے



کئی تریدہ نکھو قول کی بلکہ کہا نسب

کہا جو دستوں نے وہ کیا منظور نہرِ سب

تصور کس طرح جا بہ لادلاتا ہے کہ
تسلی ملے جو تیرے لیے لوگ ہیں یاد

جگر ہی جنت ہے تو جگر پر ہاتھ کیا ہے

یہاں ان کی دُہن میں جان پہاڑا کرتا ہوں
ہر گھر مار گئی ان کی شہنشاہی انسین ہا
کب تپے کہیں آتا ہیں سی حتمی تار ہوں
شبِ وحدہ جب آؤ شکوہ تاخیر کرنا ہوں

تو کہتے ہیں کہ ہم انسان کیا ٹھہریے ہوا ہے

نظر و زائل ہے تیری بندہ ناوی
جور و زیار پر سنا کر م تیرا ہر ہر
یہی التجا ہے دوست کی کتا ہوا وہ مضطر
تسلی ہو اسکی یہ ہم غرضی نہیں اور محشر

کہ مجرم داغ ہے تو اور دشمن بن گیا ہے

خمسہ مصنف غزل رند

نہ آہ اپنی کچھ بے اثر جانیگی
کسی دن یہ تاشیر کر جانیگی
نہ الفت تیری عمر بھر جانیگی
نہ یادِ دمان و کپہ جانیگی

یون عجیبہ اکدن گزر جائیگی

سواری گرا دسکی اود ہر جاگی	جو بگڑی ہر قسمت سنور جاگی
کہا نکٹ نہ اوسکو خب جائیگی	بہی کب تلک چشم تر جاگی

چڑھی ہر پہ نہی اود تر جائیگی

یقین تھا ہو صحبت کی گرفتار	جدائی نہ پھر ہوگی اس طرح قسا
مگر تھا وہ ناز و کرشمے میں طاق	زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق



طبیعت میں سمجھا تھا بہر جائیگی

جو وہ خواب میں یاد آیا کہین	تو رویا کیا صبح تک میں حزن
ہوا اوسکی تعبیر سے یہ یقین	موتا پر بھی آنسو بہینگے نہین



سیرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی

نہین تیرا ثانی تو ہر نفسیر	حسین کہتے ہیں رشک بد شیر
----------------------------	--------------------------



ہین دام محبت میں تیرے سیر
چلو جائیگے دم بخود ناگزیر

لئے وحشت دل جد ہر جاگی
 



نہ کیوں دل ہو پا مال اغیار کے
کہ عاشق ہین کبکٹ اسکی رفتار
ہین سے نخل پسہ و گلزار کے
سن او گل بہت منہ نہ چڑھ یار کے

یہ تھوڑی سی غرت او تر جائیگی
 

نہ آئیگا وہ غیرت ماہتاب
اوس میری ملنے سے ہر اک حجاب
فقط دیکے خط او سکو پہر ناشتاب
بکرتا تو اس سے سوال و جواب

تیری بات بھی نامہ بر جائیگی
 

دیکھنا وہ بن کے بانگی ادا
وہ عشاق پر کر ناجو رجھنا
وہ صورت دیکھا کہ جھجکتی ہے
چھپانا دوپٹے میں منہ چاند سا

نہ عادت باز رشک مت جائیگی
 

خدا آپ کیوں مین یہ نہ فرماتے

خیال اور دل پر نہ کچھ لگتے

کہو نگاہ پھر آپ سے آئے

بس آپ تشریف لجاتے



جو گزریگی ہم پر گزر جائیگی



رہیگا سہی نہ بھی فق چند رو

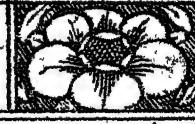
مگر خون مثال شفق چند رو

رہیگا کلیجہ بھی شوق چند رو

طبیعت کو ہو گا قلق چند رو



ٹہرتے ٹہرتے ٹہرتے جانیگی

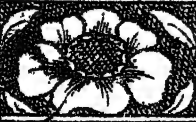


غزل کیا یہ درد و مست تحریر کی

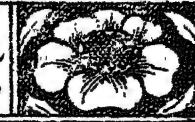
سخن نے نہ کچھ دل پہ تاثیر کی

گرہ کے نہ مصرع کی تدبیر کی

پری رند نے کوئی تسخیر کی



پرستان تک یہ خبر جانیگی



ہر شہر تہجی درد و مست تحریر کی

سخن مین بھی ہر بات تاثیر کی

پر اوسکے نہ اخفا کی تدبیر کی

پری رند نے کوئی تسخیر کی

پرستان تنکینه حبله بیکی

خمسده مصطفیٰ بر غزل میر تقی علیہ الرحمہ

دین خشک چشم تر دیکھو	اس طرف بھی تو مکتظ دیکھو
حال زار اپنا بس دیکھو	گر چه کب تکتے ہو پر دیکھو

آئندہ ہی کہ تم ایہ سپر دیکھو

جوشن حشت مری دیکھتا ہوں	نہ تو صحرائے گھر خوش آتا ہوں
خون دل چشم سے بجھ آتا ہوں	عشق کیا کیا ہمیں دکھاتا ہوں

اے تم بھی تو یک نظر دیکھو

دیکھو گردیدہ بصارت ہوں	عشق نیکی عجب کرامت ہوں
بسکی تکلیف عین راحت ہوں	ہر خراش جبین جرات ہوں

ناخن شوق کا ہنس دیکھو

ہاتھ دھو کر خوشی سے عشرت کے
پاؤں پڑھ کر ہزار راحت کے
صدحسہ کر کر وڑ آفت کے
دل ہو اہی طرف محبت کے

خون کے قطرے کا جگر دیکھو

دوست کا حال کیا کروں تجیر
کہہ مستحضر گاہ خود تسخیر
کبھی صیاد ہر کہین نخچیر
لطف مجسمہ میں بھی ہزار دین

دیدنی ہوں جو سوچ کر دیکھو

قطعہ تاریخ

وفاتِ تالمِ سماتِ وزیرِ آصفِ مکانِ آصفِ سلیمانِ شانِ جناب
نوابِ سیرِ اعلیٰ خانِ بھادِ مختارِ الملکِ سرسازِ بہشت
ماہِ المحرمِ ریاستِ سرکارِ نظامِ حیدرِ آبادِ فرخندہ بنیادِ کرنِ نورِ اللہِ شہجودہ

از نتیجه فکر مصطفی

های افسوس کاندین اشن
یکبیک اوقدا بر سر خلق
وای مختار ملک صفیاه
از زبان پتلم بدفت با
ناکه از جور گردش گردون
انچنان روح او تنش بگرفت
ماتمش از زمین مگر برفت
هر شبستان شهر شد تاریک
شد غرق محیط رنج و الم
شور فریاد از جهان بر سخت

صدمه جان گداز و قلب شکن
یعنی بر سناکت این ملک شکن
که با قبال بود صدمه زمین
و صفا و رانخی توان کردن
و ادریغا که بر دوش پر ملکن
بلبله چون پر دزد شایخ چین
که فلک شد کبود پس این
شمع خاموش شد بچشم زدن
قلمی بسجده چه فردو چه زن
کز زمین شد با سمن شلین

غیر ازین نیست بر زبان جهان
نه دامن سوگوار ماتم اوست
نتوانست دید چشم فلک
حسرتا بود دولت مستی او
دل بخروان روی زمین
مثل او را به نیکخواهی ملک
بود خلق بلاد را ملجاء
هم مدار و محیط مرکز خویش
شد پامردی عدالت او
دیگر دینکشته چو همسیرش
نیکو سبب بهر دفع حسود

نامی سرکار و دای سر دامن
که غمش شد ز هند تا لندن
خاک بادا بدیده دشمن
افتاب بآسمان فطن
بود بیدار مغزیش روشن
نتوان یافت در هزار قرن
مردمان زمانه را مامن
یعنی ما و ابرای اهل وطن
از جهان نام سارق و رهن
جای شمشیر شد سپر افکن
فریجاسه بماند و نگر دن

انچنین شخص ايسين کي نماز
في الحقيقت بيش تير قضا
الغرض بهر سال رحلت

رو بروء اجل مجال سخن
چه ضعیف کهن چه روئين تن
برگش دم زبان چون سخن

آسمان گفت دوست را که بگو
رفت دار و مدار ملک دکن
۳۰۰

ایضا

اوخا دستور لسوز دکن سارا جنگ
بلبل جان شد می پرواز کرد از شاخ تن
با پیام سه نقل مکان بیک اجل
گر چه بدون و ابودند طبّا فرست

عازم دیوار جنب شد ازین دار الفنا
گلبدین شمشیر چو شد پامال از دست
دست به پیش او حاضر شد از زلف
سه گشته شد به دست بردار شفا

بیگان صغیر از ایزد قضا سرنگین
از وفا نشو خاموش و مافوق الدن
راست گیر چرخین نقل مکان کی است
در دکنش عالمی یکسر غرق بحر غم
شد سر هرق ازینج و قلق و یون
بود آرزویش وقت نکند و عهدش
از ازل بر مسند اعزاز بود مستقر
نام حاتم طح شده در عالم از ایشان
دانش لقمان بعقلش بود بعد از شوقین
انقطاع ظلم کرد و عدل اسبجدها
تنج خلقش نیز در تسخیر امصار قلوبا

عمیر چون بسر کمر کارگر گردد و
شاطر چرخ مگو کب با خست نرد دعا
کز جان دشت دست و جهان نهاده
در محیط تماشگر دید خلقی نشنا
گشتت اسمان باراند و هشت و تا
سینه بکینه اش آینه عالمها
در جهان بالشر اقبال بودش متکا
انجین کایوس کرمیدشت سباب علما
فکر معقولش کجا فرنگ افلاطون کجا
زین ممر شد در زمان حق از باطل جدا
حل مشکها بدش بودت طبع رسا

بدیدار و عتاب بود افتی غلبش
بر زبان نیکو امانش نباشد غیر این
شکو با پیش بداند شیر کند بیو گوشت
زنده ماند نام نیکش چو خنجر تار و پود
دیدنی بود آنده شاه گزینش شک
لفظ اندو او بوده ادرمند و کن
نیست در عالم دل کر غم باشد دناک
بلبل که در گلستان نوحه خوانش نشد
حالتش اندر زمانه صاعد نازل نمود
شد عزادارش زمانه نوحه خوانش و گنا
اب ازین صدمه بدو قلب سبک زیر زمین

افتقار و ریش اعلی بود ز اقبال و غنا
او خافسون آلاء و ادبها حسرتا
یادش از شکر و شکر و شکر که باشد ترا
چونکه از عین الت خورده بود آفتاب
چشمه جاری نمود از عین غم آن باد
بلکه افسوسش مانند ترک و خست
آه ازین جگر سوز و ملال جان گزاف
کیست در سیستان گلستان نیست پیران قبا
شور و فریاد از زمین آسمان سوز و بکا
غم خوردین نهارش تا صبح و صبا
افتاب آتش غم میطید فوق السحاب

به در فردوس حضور اشبه دیدم خوب
 در فراق آبلند اقبال ای وای از این
 فضل و عدل بخت و نظم و نسق صد گم
 خیر و محرومیت خود و نی عقل مانور
 هم بفرق عالمی از فرقت آن محترم
 تلخی و شور و تضرع کلفت فکر و قلق
 تفرقه غم جور و ماتم سانه شرف و فس
 خواستار سال حیرتی و شست گفتار
 از دکن نقل جان فرمود و سال حیرت
 هم کلاش گشت عیسی هم ز روی آسمان
 و خلد یون جان فرمود و دستور کن
 ۱۸۸۳

حال استفسر میقات الله قد
 یکبیک قالب تھی کردند بر چون چرا
 همت و فخر و ذل علم و عمل قدر عطا
 حلم و خلق و رفیق نشان و عفت داد و وفا
 روزگار گشتند کسیر از آسمان چندین بلا
 خبیثت نج و تا سیف گریه یاس و عنا
 تنگی تشویش و تکلیف و خلل فرج و حفا
 دای سالار دکن شد راجع دار البیت
 بر سر غرات میگردانید و نخبین با تف صد
 اه دستور دکن شد داخل ملک بقا
 بهر سال عیسوی کرد از فلک رضوان
 ۱۸۸۳

ایضا

روح پاک و نهیر ملک کن
 بتدل نمود چرخ دورنگ
 بست و نه از ربیع آخر بود
 اتفاقا شد از و بامبطن
 جلوه فرما رسید دست بدست
 می شد اسهال نیز استفراغ
 بر محل گو دوا دومی کردند
 لیکن از قادر علی الاطلاق
 شب آدینه قابض الارواح
 کرد با جان قضا معامه

شد بفرد و چون ازین عالم
 صبح فرج دکن بشام الم
 شب پنجشنبه چون نهاد قدم
 در شکم هیضه گشت مستحکم
 شاهد مرگ از حجاب عدم
 که غذا گشته بود مطلقا
 هم اطباء و محسوسان و خدم
 حکم شد تا روان بیاند شکم
 قبض جان نش نمود در یکدم
 چون کند آفتاب باشنم

قفس تن گد اشت طایر جان
در جهان خاست شو شهر آشوب
هدف تیر صدمه شد دل خلق
غم او خور دیک جهان انجیف
وادر یغ که از وفات او
در دکن ز اشطام او گوئی
فی الحقیقت بمین اقد امش
خالقش کرده حاکم عادل
رحم عالم بسینه اش مضم
از تواضع دوام لیل و نهار
تبر در دست قدرتش میماند

به مارم کرد در وح پاکش رم
روز در چشم خلق شد اظلم
هم بسر یافت اد تیغ ستم
عالمی کرد بجهاد ماتم
کار و بار زمانه شد در هام
تحت کاوس بود و افسر جسم
حیدر اباد بود رشک ارم
خلق از و بود خوشد او خرم
در دلش بود اتقاد غم
پیش او بود پشت گردون خم
مثل روبه به پنجه ضعیفم

عدل رحمتش آمده بوجد
بسکه هر پیر زال دانسته
بود باذل مگر به تسخیرش
بیدرم خلق چون نگر دردم
ثبت بدش بصفحه دهرست
شد چو سرگرم و صفش از دعوی
چون شود ککاک بیزبان گویا
غالباً ثبت ماند از خیرش
الغرض چون ز عقل خیر سگال
طالب سالی و ست را دیده
همه ذره شد رخ خورشید
ستاره

ظلم زانرو گرفت راه عدم
خویش را در زمان او رستم
نفتاد احتیاج دام و دردم
هر گز اهاست دام خلق و کرم
طی از ان گشته دفته عاتم
زانمرو قطع شد زبان قلم
که بود در شناسش نطق ابکم
نام او در جبریده عالم
سته رحتش پرتو میدم
گفت شعری بیدیده پر خم
بسر شادی آمد افسر غم
ستاره

ایضاً

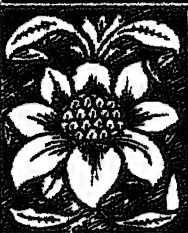
گئے دنیا سہی جو مختار الملک	دلِ عالم کو ہو ارنج و تعجب
سرزمین پر فلکِ دون تو فر	ہامی کس طرح کا ڈمایا یہ غضب
ایسے اشخاص معین پیدا تاکر	اور نعم البدل سکا ہو کب
یعنے جو فرد کہ ہو مستثنیٰ	اوسکا دنیا ہی سہی جانا ہر عجب
ہامی اس شان کا پھر فرد فرید	پیدا عالم میں تو ہو دیکھیں تب
یون تو امکان میں ہر کس کو کلام	پر تیرے لاکھوں ہی گروہیں جس
الغرض دستِ اپنے دل سے	جب کیا سال و فات اوسکا طلب

بلبل طبع نے دی میہ آواز

گل ہوا شمع وزارت یارب

ایضاً

گئے جبکہ جنت میں مختار ملک تو غم اور نکادینا میں گھر گھر ہوا



پکارے شبستان میں اہلِ حرم



کہ شمع وزارتِ مکدر ہوا



ایضا



دلا دستِ برد خزانِ اہل سے

ہوا جبکہ پامالِ باغِ وزارت



یکایک شبستان میں اہلِ خرم نے



کیا غل کہ گلِ ہر چراغِ وزارت



ایضا



برآمد ز اہلِ عالمِ آہ و فریاد

سوے جنتِ چو مختارِ دکنِ تر



از انیمصرِ اع تارِ بخشِ عیان شد



نہانِ فرخند گئی حیدر آباد

ایضاً

بکرم خدا چون وزیر نظام	خوشا عازم خلد شد بید بنگ
دل خلق پشمرده شد انغمش	شده ماتمش از دکن تا فرنگ

خرد گفت سال رحیلش دوست	
بجدارم رفت بی لار جنگ	

ایضاً

برضای قضا وزیر نظم	از دکن شد چو سوی جنت رست
دوست بنوشت بر سر انراق	رونق از صفح دکن بر خات

ایضاً از تئیه فکر خریف عاصی شد عبد الظیف عقل شاکر مصنف

دریغا که روح مدار المہم	زبستان تن شد چو بوی سمن
بفکرش بودم و گفت عقل	که شد چشم رونق ز روی دکن

قطعات ریح

جلوس سینت مانوس حضرت بندگانی عالی حضور فیض کبیر
سلطان زمن حکمران دکن میر محبوب علی خان بهادر نظام الملک
صفیاء خلد الله ملکہ و سلطنت الی یوم لقیم از نتیجہ فکر مصنف

وہی ہذا

ایکہ استقلال عالم از وجود پاکت	سرب آبادی نیاز تو بہت سیات
جلو گر تخت شاهی شہی علی علی	سایہ سیر سیر اقبال بال بہت
تاجہا نیست تفرج کام دل حاصل کن	عمر و اقبال ہم حافظ و ناصر خدا
واہ در اوقات این فرقہ فرق لقیہ	دوستان دین غنا و دشمنان دین عت
چون کسی سوز تارنج جلوست گیش	زیب نک جلیدہ شاہ عالیجاہ مات
پادشاہ ہستم از مدت ترقیخواہ تو	زین نظر چشم ترقی از تو گردا گردا



در دکن ممتاز سازی دوست از دیگران
بس تمنایم به نیست و به این نعمت دست



ایضا



پر تخت شد چو جلوه ناطا العمره
او رنگ زیش شد شیه ماطا العمره

شاه دکن بفضل آهی در نیولا
پرسد کسی ز دوست بجای بگوشت



ایضا



تخت شاد برآمد بفضل عباد
ز آسمان بزین غلغل طرب افتاد
نهاد شاه قدم بر سر عدل داد

درین زمان خجسته چو باد شاه دکن
صدای فرح ز غبار رسید به دکن
بشادمانی و بهجت زمانه می گوید



ولیک تهنیتا التماس دوست چنینست
جلوس شاه دکن در چشم مبارکباد



قطعه تایخ

تهنیت مسند نشینی وزارت سرکار بلند اقتدار عالیجناب امیر لائق علیخان
سالار جنگ مختار الملک مدارالمهام سرکار نظام حیدر آباد و فرخنده داور نتیجه فکر مصنف

ای تقسیم عالم در ملک صفیه
بر چرخ داری چون محرم نیلانی
ای زینت و سایه باید چو شیر و شکر
اند جهان بانی پاشنده زر و سیم
اتها شعار خود هم سازند تا وضع
کام امیدواران ز وجود خود برای
این عرض دوست شهادت دعد
هستم امیدوار این آستان ز مدت

بر مسند وزارت پربتهاج بشی
در بزم شاه گیتی روشن سراج باشی
هر سخطه بامراج شه استسراج باشی
گیرنده از زمانه باج و خراج باشی
بر فرق سرکشان عالم چو تلج باشی
حاجت روی خلق با احتیاج باشی
ای لایق وزارت آصف مزاج باشی
باری نظاره فرما بر سرچرخ باشی



مکر و خیر خواست هست اینک به نام تخت
باشد تو نیز آنرا بخشیده تاج باشی



رقعه دعوت تسمیه فرزندم بر خور و ارسید شرف الدین طالع سعده

بطیفیل نبی ختم رسل سرور دین
بخوشی و طرب و عیش سیدترین
که پرشادی این جلسه نمود تمهین
بر زمین چون شود از چرخ برین مسین
تا شود رونق این محفل عشرت گین
منازل ز طعام نمکین و شیرین
مجلسم را ز جمالت بدی هم ترین
داعی تو شود از منت و حسان دین

بعنايات خداوند ستموات و زمین
ماهرین ماه نکوت تسمیه فرزندم
یوم یکشنبه بود بهجدم از تاریخش
پس را نروزل افروز بر احوالط
بج اقدام رود تا شبستان حقیق
نیز از روی کرم ما حاضر اینجا گرد
رقص امشگر نازنده کنی نظاره
دوست تا خوش شود از خلق تو شمعون

سال فرخنده ما شدن من تفریحی
گفت محمود بود تسمیه شرف الدین

قطعه تاراج

میلا و مبارک نهاد فرزند ارجمند جناب علی محمد صاحب سینه
منتهی محمد عتیق طال عمره حسب استدعای دوستی ترقی یافت

پسر رشک خورشید و بدر کمال
صفاش بر وانی زبان مقال
علی با محمد کنه اتصال
خوشایک بخت و خجی خوش خصل
بشرق و بغرب و جنوب شمال
که بهمنرخ گوهر نباشد سفال

کرم گترم را عطا کرد رب
که یوسف جاست یعقوب نام
چو خواهی که دریایی اسم پدر
از هی طغیان لانسب خوش نصیب
شده غلغل فرج میلا داد او
مشو همسرش ای همه آسمان

به حسنگیش محرد عوی کند
چنان عقرب رشک حشنگ کند
نه بر مرضیش گر بگرد سپهر
افضل الکی چو گردد جوان
تهو ر شمار یک پیشش بود
خدا یا بنجشای عمرش طویل
الکی بدارشش با من امان
بمانند آسوده اش خاندان
غرض بهر تاریخ آن ماهوش

بود ز عم باطل خیال محال
که افتاد ز هر پنج دال
بیاید ز دست قضا گو شمال
یو د پلین پیش رعیش چو زل
چو سگ شرزه و شیر مثل شغال
عطا کن باو دولت لازول
بهر روز و هر هفته و ماه سال
بصحت بفرحت بهمان و نال
شدم سر زانو مثال لال



دل دوست ناگام گفت چنین
پیر دوست یعقوب یوسف جمال



ایضا

سید صاحب نے ہمارے اندنوں پر دست
جشن میلاد اویں سرکار جہاں میں
جہیں خوش نصیب حضرت عالی
روبرو آج پہلا کیونکر ہو کی لبت
دوست نے تارخ میلاد کی لکھی ہو

پایا فضل ہے وہ لاکھ خوش سورت
زہرہ بھی سوئم ہمارے جد پاکو ہے
کیونکہ جہاں برادر زاوۃ ایوب ہے
جسکی صورت کے مقابل میر بھی محو ہے
مشفقو دیکھو تو اسجا تہ خلیہ کیا ہے

ہاں یہی مذکور ہے جسکی زبان پر دیکھئے
صورت یوسف عزیز جانیں یعقوب ہے

قطعہ تاج

میلاد سعادت بنیاد دختر نیک اختر جناب جی محمد الیہ صاحبہ میں
سماء صفیہ خانم طالع نما صاحبہ رخواسٹ شفیقی بے عرض ثابت آمد

کرم فرمانقصالحاج ایوب
متین فاضل و خوشخوی و دانا
زنا پشتمان بعالم گوی سبقت
زهی تاجر خبی قدرش که دارد
به بینی و سعتش کاندردگاش
درین ایام خوش آغاز و انجام
چه خوش و دختر و کز روی خوش
زبیده خصلت و بقیس ثانی
هنر آزان سال ظل الدنیش
مجنانش خوش و خرم بهانند
گبوی دوست تاریخ ولادت

که عالی شاد و خوش خلق است پر جو
شجیع و باذل و با حلم و محمود
بچوگان لیاقت نیک بر بود
زیر و گوهر با محرو و دو معدود
بدینا آنچه مفقود است موجود
عطا کردش خدای پاک مولود
سعادت عفت و جاهست میشود
در ازش عمر باد از فضل معبود
بیاد ابر سرش تسلط و محمود
حسودش در جهان مضر و دژد
صفیه بنت ایوب است بسعود
سعدیه

قطعه تاریخ بازار جدید پربهمنی بنا فرموده جناب بیایه الی تبحان حساب
تعلقه ارسله الله العفار حسب استماع دوستی بسنک نظم درآمد

روشن چو مظهر نامش از خلاق و هم ستی
از چشم زخم بد نظر این جان فطش خد
فرماندهی الحلقه دارمی باد سزا
آوازه متانتش از ارض تا سما
بستان بنجرانش بخوانیم گزروا

دریا نوال خابیه در بهاء دین
چشم و چراغ اهل جهانست در خرد
از لطف رعبدن رعیت نوالیش
بازار تونیا چو نموده به پربهمنی
سوقیست طر فضا دارود لگشا

سال ناسش گفتند و ست یختین
بازار پربهمنی چه گرانمایه بهیاست
۱۲۹۶

ایضا
سیر محمد و مح نوبازر بسایه نیا
جسکی خوی به بین بین

بلبل فکر سر جب سالِ بنا کی دریافت
کہا تو رستہ یہ گلزارِ سی بازارِ کہان

ایضاً

یتا ہوا جسم بازارِ یہ عالم فر	فرحت کے کہا رشکِ گلزارِ سی کھنجر
چہرہ فرخندہ کیون تاریخِ کہی سکی	ستارِ تاجِ سیاحِ بازارِ سی کہتے ہیں

قطعہ تاریخ

شادی خانہ آبادی جناب راجہ نند لال بہادر دام کرانہ نتیجہ فکر مصنف
جسبے مائشِ عزیزی و سلمیٰ گردید

شنا اور ست کو بخشید از آئین	بتاک چرخِ مینو عفتِ پروین
می عشرتِ بجامِ ماہ و خورشید	بِعالَم از خمِ گردونِ بخشید
صبار ادا و اعجازِ مسیحا	عطا فرمود گل را دستِ بیضا

ز لطف خاص خود محمد و جِ ما را
کسی را چون نباش احتمال
خوشا نامیکه از افضال یزدان
بر آن لفظ بها در طره تنال
بیر نام آوران بس نامداری
زهی رعیب محترم رشک رستم
شجاعت پیشه نیکو خصاله
بزم اندر چو بهمن میگسار است
بمعنی اینقدر از عشق مست است
وجود حسن پیش ناگزیر است
الهی حسن و عشقش باددایم

به فضل بذل گردانید کیت
بگو ای دوست اجه نندال است
بود روشن تر از مهر در نشان
چو سکت لعل اشد در نبال
بیغ بذل چون ایر بهار کی
خفی خلق مصور جان عالم
متین اندیشه دریا نوله
ولی درگاه رزم اسفندیار است
که هر دم حسن بصورت پرست است
بعشقش نیک آب گل نهیر است
چنینش دولت اقبال کم

درین ایام فرحت ز او عجب گاه
ضمیرش از خیال جام و گل گشت
چو شوق شاهان شوخ و ناز
به راحت پس از طمّنت نازل
دلش بر فح گشت از فکر خالی
بس استند از مای و دل بسیه
سپس آن را می بچشمان و میسر
چه یعنی از دواج از نیک اختر
در اندم حال عشرتها چگویم
چه بنویسم که جای صفحه نکست
رجوع آرم از اینجا بردعایش

تفرج چون نمود اندر دلش
روانش ز ادهم ترغیب گل گشت
کشید از حید را بادش بنارس
در اینجا با چشم گردید نازل
که بودش روز بهولی شب و الی
نمود آنجا ز حوران و پریها
خوشا پیوند لاله شد عبهر
نمود آن محرابان با همتور
بمیدان تفرج چند یویم
بل اینجا پای خامه سخت لنگست
نگهبان در جهان باشد خدایش

غرض بعد فراغ و کامرانی
 لذت انجا تو سن خود را عیان نیت
 چو باز آمد بعشرت آخون اقبال
 فتاده شمه اندر زمانه
 بنامیزد بمقصد کامیاب است
 بفکر سال عفت آن گهره
 غرض بعد از تجسسهای بسیار

تخصیل مرام زندگانی
 بسوی خوابگاه خوش نشافت
 بدولتخانه خود فارغ البال
 که شمع دودمان آمد بخانه
 علاوه همسرش هم همکار است
 بیفتاد مچو غواصه بدریا
 ز بحر فکرت طبع گهربار



برآمد مصطفیٰ چون در خوش سبزه
 و تران آفتاب و ماه تاب



جوان بخت و جوان دل و جان
 که دارد دوست نرا خورم و خوش

خدا یا در جهان دارش باقبال
 دعای دوست باشد در جنت ابر

اقطعہ تاسخ

بنای مکان عالیشان مشفق محمد علی صاحب دام مجتہ از نتیجہ فکر مصنف

تعمیر قصر کی ہر جو آب سیر دوست نے	جسکی صفایہ صاف پھرتی نہیں نگا
اوس قصر کی صفت میں ہر قابصر	وسعت سے اوس مکان گمان بھولتا ہر را
اجاب سے خروہیں بھی انبساط سے	گل کی روئیناں ان گن گھنٹہ میں نیکو آ
لیکن سہوم و صرصر حسرت سے متقبض	ہم رنگ غنچہ ہر دل بدخواہ رو سیا
مانند چشم شبیرہ نہ نکوندیکھے گر	پس اسمیں کیا ہر چشمہ خوشید گنا
بایم وہ تا قیام قیامت ہر مکان	اوسکو ہو چشم زخم سر اسد کی پنا

اسی اصل اسکا سال بنا دوست نے کہا
اب خوش بنا مکان محمد علی ہر واہ

اشعار مشفق

غزل

خاکساری اسم اعظم ہی بڑی تاثیر کا
 دیکھ کر اوس دم تر پنیاس کی تصویر کا
 قایل اوس ناک و کف کی ہو گیا جبراج
 سرگزشت اپنی لکھی جاتی تھی جو بے نازل
 صحبتِ ناز سے ہوتا ہی یوں اچا کچا
 کیون زبان مجھ نہ اپنی مدح زلفیاں
 بعد مدت کے بلایا اوسنے کو ٹھہرے پر مجھ
 ماتمہ رو کو ظلم سے دیکھو کہ ہر دیر میں ہم
 جو ہر ذاتی کو لازم ہے صفا باطنی
 ہستو جل کر خاک ہوں اسکا نہ دانستہ

خاک کے چھکے سے بھی نسخہ ملا اکثر کا
 چل دیاصیاد بچھا چھو کر نچر کا
 سینہ مجروح سے نکلا نہ پیکان تیر کا
 سزگوں نہ تا تھا خامہ کا تب تقدیر کا
 نگرے نگرے ہو جگر حبس نہک سے شیر کا
 ہونہیں بکتلیاں ہر چ کی تقریر کا
 پھر ستار اوج پر آیا میری تقدیر کا
 دل کہا نا کچھ نہیں اچا کشتی نہیں
 جوش نہ اپنی کہی کی نہ شمشیر کا
 کیا اثر اولہ نہ اپنی تہ کی نہ شیر کا

کار دنیا تو ہمیشہ پہنچ چاہوں گا
ہو نہ یار کے نہ ہفتے میں اک دن پر کا

دوست ہو کو بھی پسند آیا یہ ناسخ کا کلام
آپ بے بھرہ ہر وہ قایل نہیں جو میر کا

قطعہ تاریخ تکمیل تدوین طبع ادب مصنف

اندون اس کترین خلقت نے
کی زری قدر دانی و خوشی
پر زراہ رشک نکلی بس
گرچہ ہر دیوان یہ اپنا مختصر
نیز خواہوں گا ہو یہ نورِ طہ
و لکھو فکرِ سالِ مطبوعی جو تھی
عند لیف بن سہیل و سہیل نے

طبع غزاد اپنا مرتب جب کیا
دہکوں اور منصفوں نے مر جیا
دشمنوں کے دل سے حسرت کی صدا
پر ہر مضمونِ مطلق سے بھرا
یار بے کو چشمِ حاسد سے بچا
طبع پر مایل ہوئی طبعِ رسا
بوستانِ عشق مہر و یان کہا

قطعة تاریخ

اغاز تہ دین از جناب نشی قداحسین صاحب لکھنوی تخلص مشہور
شاگرد میرا استاد مصنف

خوب بیہ دیوان لکھا دوست
دلہ کیون شفته و شیدا ہو
بیہ ضامین صفا بیہ بان
ہر بیان عقل ہالی چرخ میں
کہتے ہیں شاعر زین شہرے
فکر تھی مشہور کو تاریخ کی
کیا بتاؤں تو ہر خود باریک بین
لفظ ترکیبی نہ آئے دیکھتے

ہر غزل کا ایک نیا عنوان ہر
عاشق و معشوق کی بیہ جان ہر
شعر کیا ہر لفظ میں یک شان ہر
شہر مہر مخفی جدا احسان ہر
جو ہر مضمون کی نگلی کان ہر
دی نہ امانت کیون حیران
شاعری میں ہر طرح کا دھیان
قافیہ میں نہ بجا اعلان ہر

صرح سال اسکا چنگر لکھ سیر ہی
منتخب کیا دوست کا دیوان ہی

قطعہ تاریخ لکھ دیوان طبع زاد محمد سرور ولد محمد راجے
متخلص سرور شاگر و مصنف

کیا ہوا دیوان مرتب دوست کا
سال تالیف اسکا سرور نو کہا
جو لکھوں سکی وہ کم توصیف ہی
جانفر ایہہ دوست کی تصنیف

قطعہ تاریخ
طبع زاد مخزن لطف و احسان معدن عنایت بیکردان جناب شید
حسن مرزا خان صاحب جاگیر دار موضع کیسره متخلص حسن مرزا

یہہ دیوان دوست کا ہر چشمہ فیض
مثال گل مہکتا ہر اک لفظ
عجب مضمون کہیں دریا بہائے
کوئی باغ ایسا گلچین تو دکھائے

شکستہ دل ہو کر اجابت سے	جو دیکھا ملتے دوں نے دے کھائے
کلام و استعارات و زبان سے	نتیجہ فکر کے کیا کیا دیکھائے
نگاہ غور سے اسکو جو دیکھے	نہ آنکھوں میں کوئی دیوان سما
حسن مرزا نے بھی دیکھا جو دیوان	مضامین نور کو سب اس میں پائے

لکھا از روی چہدا سکا یہی سال	ریاض طبع نے کیا گل کھلائے
------------------------------	---------------------------

قطعہ تاج طبع از سید عباس مرزا ہما جب جاگیر دار کیسہ

شاگرد مصنف

خوب یہ دیوان لکھا دوست نے	کہتے ہیں سب ان عظیم الشان
تجکو غرہ تہا سخن پر سعدیا	دیکھ یہ بہستان عظیم الشان
سال یہ عباس مرزا نے کہا	دوست کا دیوان عظیم الشان

قطعه تاریخ نکیز دیوان از سید عبد اللطیف عقل تخلص شاگرد قدیم
عبد الرحیم صاحب مرحوم ذهن تخلص خال شاگرد مصنف صاحب

دوست دلنواز من که بود	پایه اش در همه علوم علو
سبقت برده از رسائی طبع	اوز میدان شاعری چون گو
بعنایات رب کنون ترتیب	کرد دیوان خود لطف زینکو
وصف او شد بفقیر تصنیف شر	در بهمان منتشیر چو از گل بو
مثل پروانه های شمع باجم	کرده خواهند گانش از هر سو
ذهن دوستان باوصافش	باشد از شکر غلو مسلو
چشم شبیر نرط از چشمه مهر	شده زو خیره دیده بدگو
دست باز انطباع او سر دست	یافت بر دستیابیش قابو
سرل تدوین او اگر خواهی	اتش عشق و باد حسن بگو

قطعه تاریخ

مشرقی کلک گهر سلک کرم گستر نوازش مظهر جناب مولوی معصوم علی صاحب
تخلص محشر مہتمم و مالک گلہ ستہ عشاق از صفت ام لکب

جناب دوست یزد خواجہ صاحب
شرف افشا اقلیم فصاحت
نوا سنج فصیح روضہ نشر
ضیاء بخش جواہر مالک الفاظ
ز شہد نظم و نظم شریعتی گیر
منور شد ز نور شمع فکرش
بمیدان سخن از بھ بدین
باین شاہ سخن خسرو یگوید

عیس کشور معجب نہ بیانی
سریر آملک نکتہ درانی
ترنم ریز باغ شعر خوانی
جلوس از گھر دانہ معانی
شکر گفتاری و طرب لسانی
چراغ خانه گوہر نشرانی
زبان تپ ز تیغ صفت
باقلم سخن شاد و بدین

سخن گوئی بتو گشته امانت
بفیضِ بخشش و الطافِ احسان
گداز اگاسه گرد و دکانِ هر
پے ابقای نامِ نامی خود
خوشا شکلیکه مقبولِ جهان شد
بین آن شکلِ گلزارِ خیال
سوادش روکشِ لفحِ حینان
چه باشد جد و لش در باغِ اوراق
بر اوراقش عجب نقشِ نگار است
ز رشکِ بندش مضمونِ تاز
افتد اندر مصائبِ چون شبِ صبا

بلاغت را توئی بیتِ الامانی
ندارد همت و الاش ثانی
کفِ جودش کند گردِ فشان
بر قم زد صورتِ خوشِ مثلِ مانی
بحسنِ صورت و شیرینِ بیانی
که در دنیا ندارد مثلِ ثانی
بیاضش نورِ صبحِ زندگانی
بجنتِ حوضِ کوثر در روانی
سز و گریه میشل از رنگِ مانی
کهن گردید دیوانِ فغانی
چو باشد نغمه زان دستِ جان

نوید یافت چون از وی نویدی
ز نورش انوری گردید انور
کلاش را چو زهره مشتری شد
بمیدان سخن فردوسی وقت
رکابت بوسد و احسنت گوید
چو کردم فکر بهر سال تاریخ

بدست آورد با خردی کلانی
چو از خورشید ماه آسمانی
بجان مخفی و عصمت در نهانی
اگر اسپ فصاحت در جهانی
عفاک انداخته خوش رستم عنانی
ملک فرمود با صد مهربانی

ق

بگو محشر سن آغاز تصنیف

روان گلشن شیزین بیانی

قطعه تاریخ

منظومه کترین و خیف عاصی سید عبد اللطیف عقل مختصر عفت

درد ریای و الاد و دمانی

شفیق و دو ستم خواجه سیاست

سر آرای ملک علم و دانش
هنر همیشه فضل و شجاعت
بسا گلین باریک بینی
گل نورسته گلزار بهنیش
ایا هستی تو در فضل و بلاغت
تو هستی دره التاج فصاحت
هماره در زمین شعر و اشعار
همیشه طایر مضمون بندنت
کنی از صاوم کلک جهانگیر
نه چون سازند افکار بلندت
کلام تست ضرب رایج الوقت

طرب افزای بزم نکته دانی
هنرنگ بحر عالی خاندانی
نهال گلشن شیوا زبانی
خوش آوا بلبش شکر فشان
حکیم اول و سحبان ثانی
توئی اوزنگ زیب شعر خوانی
مضامینت نماید باغبانی
همی ماند چو مرغ آشیانی
بسیار سخن کشورستانی
باورگیر سلیمان بهمنانی
که استلیم سخن را قهرمانی

تو چون از خوانِ پرالوانِ پون
خلایق را از ان شهیدِ گلو سوز
کلامت بر زبانِ نکتہ چینیان
تو پیشش بر زبانِ چنان
نه ز گوئی سبقِ برد از طاقت
زمضمونهای اشعار تو شاد است
غزلهای تو گر حافظ شنیدی
حزین سرور گشته از کلمات
هم از آوزة نظمِ بلعیت
بود حسان ز تو ممنونِ احسان
بعلم و فضل و خلق و جو شوق و شوق

ق

نمودی عالمی را میهمانی
رسیده نوبتِ عقد اللسانی
نماید کار تیغِ اصفهانی
مکن ای مدعی این لن ترانی
چه ایرانی و چه مازندرانی
روانِ شاعرانِ پاستانی
بیاد خویش بنه یادِ مازنی
بشهر خویش سرخوش و هیفانی
فغانِ خاست در گورِ فغانی
مردیست پیر و دیهتانی
کنم چند آنکه وصف است به ازانی

بگوید خلق دیده روی خوبت
بود خلقه بگوش حضرت تو
ببذل بیدی دریای زخا
گلے از گلبن اشفاق بستی
بشرقی سینه اخلاص نهاد
نماید قابض الارواح خست
با طیف عیش بر خور داری باشی
خدا دارد ترا خورم بعالم
بفضل خالق ارض و سموت
چو تدوین کلام خویش کردی
بجا کردی که زیر چرخ دوا

که سیر خلق را خود در جانی
نوازش لطف احسان مهربانی
بحسن خلق بحسبیکرانی
بیباغ دوستی سرور دانی
نماید محسّر تو ریشه دوانی
ببالیق عدویت نوحه خوانی
ز باغ پر بهار نوجوانی
شود از خلق بدخواه تو فانی
درین ایام با صد کامرانی
که ماند تا ز نام خود نشانی
کسے را نیست عمر جاودانی

چونام است گزازیالات
نهی گلزار بخاریکه تاحشر
غرض تابیخ آغاز کلامت
پس اکنون سال بنجاشکی
وگر تکرار و تحقیقش نمی
بکمر چون کنی تفتیش گویم
ز روی دوست هم مسوع گرد
الای دوست دیوان عزیز
تغیظ مطیع ملک کنیت
بنحط خوشترش قرطاس مطیع
ز شرم صفوت گلکاری او

بود اسباب فرح و شادمانی
مستم مانند از باد خزان
ز نامش خود بر آوردن توان
هوید اگلین باغ معانی
بگو - تحقیق بستان معانی
که جسم و پیکر شکر فشانی
که گفتا - روکش رنگینانی
چو شد مطبوع بهر دستانی
ز بس بر چایه هندوستانی
سبق برده هست بر رویانی
شده غرق عرق ار رنگینانی

شدند احقر بحشم نکتہ بنجان
برایم سال ختم طبعش عقل
مگر چون دلم دریافت ساش
چو شد خود دوشتم تفسیر سال
لهذا امثالا گفتم اورا

دواوین قدیم و پاستانی
بگوئی - حاصل باغ معانی
بگفتم - شوخی شیوازیانی
بگفت مصرع کامل بخوانی
توانی معدن گوهر فسانی



و اگر گفتم سیر اعدا بریده
بهار دو حه باغ جوانی



ایضا

بلطف ایزد یوانی و بعث طبعم
بخوانی رچه گلستان بخیرانش سزاست
بم از بلاغت فاضلان شهر دیار

خوش از مطلع مطبع چو مهر بر طلوع
که ام نکتہ در نیست از اصول و فروع
نموده خجسته تسلیم از خضوع خجستوع

شمار او تحتم بنکته سنجاست
ز هر خجسته کتابیکه در تعرض او
دلا تفرج قلبت غایتش دانی
بود نصیب حسودان و پشیمانی
لباب دولت دنیا مگر بود مخزون
بقو طبع شده منقسم بهفت ایلم

چنانکه حاسد را حرف گیش ممنوع
زبان حاسد بدین چو کلک شد مقلع
که این حدیقه پرا نیستاد بر ضوع
خدا شن اردو دایم بخاطر حبسوع
و را که عارف عامی میخرد بطبع
از ان دینیت سلسله نکال شیوع

بگفت عقل چنان سال انطباع او
کلام دوست پیرایه طبع شد مطبوع

کنون کنیز عالی دل ختام کلام
چنانکه قطعه بوضف کاتب است شروع

هماره جایش محکوم باشد او حاکم
زمانه تابع فرمانش باشد او قبیوع

ایضا

مستقیم دوستم خواجهمیان	کان کس است مغرور نیست
فاضل و عالی خصال نکته سنج	با ذوق دریا نوان نیکو است
کردند دین غرلها را خودش	غلغشت در پنج عالم چارسو است
سرخرو هستند اجازین نوید	دشمنان بکته چنیش زردوست

سال تارخیش نوشته ملک عقل	
فرج افزای طبع شد دیوان دوست	

ایضا

چو شطرب تصنیف خواجه	بجان شد خریدار خلق خدا
خرد گفت تاریخ طبعش عقل	
بود روش گشتن دلکش	

ایضا

دوست من کج نام نایش خوانده است
گشتن مطبوع طبع خلق بعد از این
زین طبع از مطبوع طبع بر آمد بعد
شد سواد چشم حور العین و این جن
انجمن چای که مثل نطباعش تاکنون
گر کنی نظاره دیویش ایجا بند خورشید

یافت از کلک گیسو کشید و این خاتم
شهره و شش ما شهر با و مردم و
می براید از بسیا تیر چون ماه تمام
چاپ چون گوهر غلط است بیک
نامه باشد بختیم گنبد ایتم
بر کلام دوست هرگز نیست جاکلام

بهر سال ختم انطباعش گفت عقل

طبع از دوست شد مطبوع عالم و السلام
۱۳۰۳

قطعه تاریخ طبع ریخته کلک گوهر سلک عالیشان فریب مکان
جناب شیخ متور جهان صبا دام افصاله داروغه تعمیر آمد المهرام سرکار

یافت دیوان دوست چون گیل
طبع گشته ز طلع طبع
خوش کلاسیکه تا کنون بجهان
بتماشای آن گل خوبه
مگر از پیش رشک او جاسد
ز حروف سیاه خط خوش
رنجته هیچو ژاله سپنم
نهر گویا بگاشته است روان
نقش ارژنگ دیده از غیت
کرده گلکاریش نظر مانی
کاش بهر ادا این زمان میبود

شاد دلها می قطع گردید
یکبیک چون هلال عید دید
هیچکس مثل او ندید و شب
نیخوارش نخوشتن لب
وای بر خود چو مار می چسبید
که بقطر طایر صاف هست و سفید
بورقهای پاک مروراید
کاتش جد و بران کچشید
گلک بشکست و پست گزید
حسرتش بر جگر چو خار خلید
دست نقاش تا که می بوسید

الغرض هر کسی ز من بشنودم

سنته از طباع می پرسید

من هم از طبع عالی خوشم

متقاضی شدم بحیث مزید

پس ز روی امید ببلبل دل

به هزاران سرور و فرح و نوید

به منظور جهان بخت که گوی

گشت مطبوع گلشن امید

ایضا

بتدوین اشعار خواجگان

چه سبک گهرهای مقبول سفت

منور چرخان سان تاریخ او

بشد گلشن عشق مطبوع گفتم

قطعه تاریخ

طبع او سعادت نهادن تو دو دنیا و محبت فرمای مزید ابو سعید صاحب انحصار

جست این زمان برادر من	از عنایات و فضلِ رب مجید
کرد تدوین طبعِ زادِ خودش	که بود مثلِ سکه‌ی موارید
بهرِ فضلِ قلوبِ منقبضان	شعرِ او ز نیشِ هست کفید
سرِ خرد و دوستان شدند ازین	و ز دلِ به سگالِ خون بچکید

شد چو جویای سالِ او خلقه
دوستِ دیوانِ نوشته - گفت سعاد

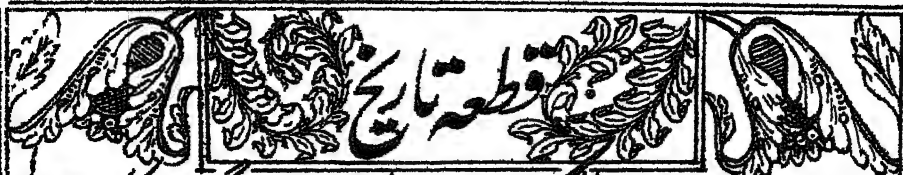
قطعه تاریخ

چکیده قلمِ محبتِ رستم تا نشِ منظرِ محمد مصور و صاحبِ تخلصِ سرو

چونکه دیوانِ دوست شد تیر	بخصوصِ زمانه شد جویان
--------------------------	-----------------------

سالِ تاریخِ او بگو سرو	بوستانِ سرو و گلِ رویان
------------------------	-------------------------

۱۳۰۲



از جناب لوی سید عبد الکریم صبا ولد سید احتعلی صبا سنو کهر دی الکلی البنگا

بنای طبع زاد دوست ایدون
زارض آوازده اوصاف او بشد
کلام دوست یعنی گشت مطبوع
حسودانش همه پابند رشک اند
تسلسل دستداران را دایم
مگر از پنج حسرت بوده باشد
چون فکر سال ختم طبع دیوان
بس از راه الطاف عنایات
کریمیا گوئی سال ختم طبعش

چو شد تعمیر با صد کامرانی
بگویش ساکنان آسمانی
بطبع پاک صاف شانگانی
رفیقانش بفسح و ثمانی
هم از دور مدام ارغوانی
که شد روی حسودش غمخیزانی
شدم تا که سرش آسمانی
نموده انجمن پیش ده رسانی
که قصر کشور شیوازیانی

قطعه تاریخ طبع از شاعر شیرین مقال ناظم نازک خیال جناب مولوی محمد احسان صاحب ازاد
منزل خزان

سیدم خواجہ کہ مخدوم من است	لطف فرما و محبت جانے
کرد تصنیف کنون دیوانے	شد از و لطف سخن از زانی



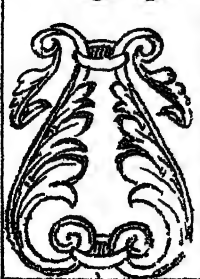
مکر ساش چو شد ازاد بمن
گفت با توف - سخن لا یشانی



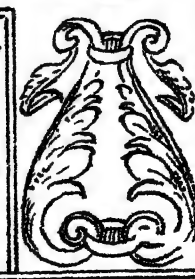
ایضاً من از صنع تخرجه بابت طبع دیوان موصوف

گل رخ خود ز غیہ تشنہ ہفت
در است بزم و الیاسد ہفت
او نخستین مثال گل شکفت

چونکہ دیوان و سٹ سٹ
کرد و صفش دلم کہ از آواز او
سال او خواستم ز غنچہ دل



سر آعدا بریدہ بمن بعدش
طبع شد گلشن لطافت گفت



خمسہ مصنف
مہر غزل مشہور صاحب لکھنوی استاد مصنف

خمار آنکھوں میں ہر اوکی نگاہ ناز پر دوکا	رخ رنگیں سے جسکے گرد ہر تہہ گل ترکا
لب علیین دہو کا صبا ہر یاقوتِ حمرا	تصویرِ شوہن میں ہر دُرِ دندانِ لہر کا

بنے تارِ نظرِ رشتہ نکیو نکر سبک گویا ہر کا

وہ سنگین دل کچھ غم نہیں کہتا ہر	فلک بھی سختی ایام پر شو بہا تا ہر
ہر اک ضربتِ نثرِ انداز کی ہر روز ہر	کر دی کہتے ہیں کسکو یہ نہی چوٹیں او

کمانِ موشیشہ دلیر نکسویں بس بُت کو تھمکا

کبھی صورتِ ندی کی عشق تپا ہو جیتی	سدِ الیل نہا رہی بیا آہ پہ وقت کی
کہو نگا پھر کہانی دستِ شہسازِ قوت کی	شبِ صبا صبح کی صبحِ نو پہ پت کی

ستارہ صبح کا محکو ہو اواخرِ شید محشر کا

تصویر دند کی شدت تک پہنچے
صبوری کو مگر ایسے دیر سے کہ

بنائیں ایش کی لڑیاں کہ ہر طبقہ کے
ملا ہو دینے جان ضبط کر یہ

کیا جب شک و ریا بتیا پایا ہو

خزان کہتی ہرگز ہر کو پہچان
نجا صیاد کی کاوش چ کہنا ما

بہا بیخ ہر روز کی مہمان
گئی ہر جان سی عشق گل میں

کفن بلب کی دینا چاہی پھولوں کی چادر کا

گہن گہیر کہیں کہیں کو گم کیونین طلعت ہو
معا فر کو بہدا اند کہنوں میں خاک

قرین طلعت چہ پہنچو نور کیونکر نہ عبرت ہو
ترہ چاد قرین دیکھ کر خط کیونین حیرت ہو

اوتار منزل آج آبین دیکھانہ شکر کا

ہراک کو کتب ملامتی یہ اہ عشق ہو
جور شہول کہیں کہیں ہی یہ اہ طرز

نہیں کچھ خالی چہاں سے تہ تی ہر شہ
دلیہن ہو کیونکر جلوہ معشوق اوز

گزشتہ تانہیں ظلمات میں خورشید انور کا

جو عاشق ہیں ہی کر تو ہیں باندہ سہیں
ارے دیوانو غل کر تو ہو کیوں غش کو کہیں

خیالِ یار میں تجسیدی نرات بہیں
او بھر تو دیر ہیں بجہ آفت میں بہیں

نہ قمری کر گلی طوق بعد مرگ بھی سکا

بہلا دراصل وہ ہے جو بہلا پیش خدائے
میرے آنکھوں میں نیکی و بد و نون سہا

بہلا کا اور بر کا حال کیا چہاڑا شہر
تامل سے جو دیکھا تو کچھ بھی لم سوا شہر

انہیں پلوں میں زن و ترابر آہن و زر کا

وہ دشمن بھی کم کر نہیں خلق و مرو
حذر حسان برتا ہی ہمیشہ پاک طینت کے

خیال وضع رہتا ہر سد ارباب ہمت کو
سمجھتے ایک میں ہر حال میں اید اور حمت کے

نہیں ہوتا کہیں بل اس دانہ سبز گوہر کا

سخن کو تو تیر ہیں خوب نیز عبد الیت

سخن سنجان معنی ہیں اس بخت میں

سایه و ست از پنخنگلی کی نشیند
لکین طوبی و لکین اهل سخن تهری خست

جهان بین عرف هر مشهور تو مداح حیدر کا

قطعه تانچ تعمیر مجده مکان عالی شان مصنف جناب شیخ مستور جهان
صاحب برادر مصنف ام فضله طبع از جناب حضرت مشهور صاحب استاد دوم

بنامود مستور جهان چه قصر وسیع
عجب سلیقه شعار و تین فطنت اند
دران چه حوض مصفا و سیع گرد بنا
ضیا نقش طرازی و رعش دیده
چنان بسا مکان با مکین مبارک
بجای نچتن پاک و چارده معصوم
چه خوب سالیانیش قمر زده مشهور

صفات دوست بدون از احاطه شری
نمود رشک ارم قصر کهنه از تیر
بگو که چشمه کوثر بار شد تعمیر
رو و سپهر بگردش مدام مهر سپهر
شود اضافه تنخواه و منصب جاگیر
مدام منیمت اورا کند حد اقدیر
مکان کهنه و عالی بطرز تعمیر

قطعات دین

سلا و سادات بنیاد مهر سپهر شرافت ماه سمای نجابت گوهر کان احمد
 هر آنکه به نجات بندگی در راه کمال کارگاری و همته العف نامدای
 بدین کمالی در رخ جمال مهر طلعت بهجین خود دار نیک کردار بین
 سید شرق الدین الحلال الله عمره و زاد قدره خلف الصدق جبار
 سید القاب مصنف کتاب سبع اخلاق منبع اشفاق کرامات آثار
 عنایات آیات دین سید خواجہ میا نصاحب تعلقات جاگیر
 حیدر آباد کن مختصر و مست از نتیجه فکر خف عاصی سید عبد اللطیف عفا

که طوطی ز بیان را کرد گویا
 بر آینه بلب لسان را کرد شیدا
 دگر رجحان بر غلمان و حورا

ستایشها و منت مر خدا را
 بکعبه آب و رنگ تازه در دوا
 بزندان نطفه دار وی پری دوا

صدف را در انور در شکم داد
زهی مہوش کہ دار حسن یوسف
لب شیرین اگر وقت تکلم
نماید سلکت در درکانِ بیاقت
تعالی اللہ اقبالش کہ در حسن
مسیحا وارد گرفتار جان بخش
وجود نازکش از عین خوبی
بعالم شہرہ از وصف آناه
چنین طفلی بعالم دیدہ باشی
نخواہی یافت در عالم مثالش
برای سال سیدانش چو گردید

بصلب مخلصم طفلی مہشت
برو عالم فدا مثل زلیخا
بجنبانند چو طوطی شکر خا
بماند معدنِ عسل گہر زرا
گرفت از ماہ روز مہر سیما
نماید حشر از رفتار برپا
بچشم دوستان چون جانِ در اعضا
چہ نہند دسندہ و چہ ترک بخارا
تو خود منصف شوائح حاسد خدا
اگر یابی مگریابی ہم اورا
دلہم در ساحت اندیش پویا

ایکفت عقل شکرم را که گوئی

در آمد شاد شرف الدین بدینا

۹۴ ۱۲

ایضا

گل تازه از فضل یزدان گفتم

بتحسین طاق و بتعریف خفت

چو در عهد راحت بآرام خفت

که جار و بیمرگان چو آنجا زلفت

چه اندر ظهور چه اندر نهفت

که اینجا مستاع گرانست مفت

بینای تمتای خواجه میان

زهر طفل عالی نسبش نصیب

ز دل بادکش کن هواه خواه

بجای قدم نهیدن آن نورین

به بدخواه او گویم که خوشدلی

بدست آرنقد نکو خواهیش

چو شد عقل را فکرتا پنج سال

دلیم - طفل خواجه میانست - گفت

۹۴ ۱۲

ایضا

شادمانی زد نمودم شادمانی کنی	سخت خرم اید بسیار از او حال کنی
آخرینیک هرگز در کار او بودی	بعد پیداوشن حال زلفش کنی
نه طبعی شایسته اندک گفته شد بهر نفسی	در بیان خست آنما ز با هم قاصر کنی
کرده باشی بیکد حین خوشی همی	در نشان این سحر بیکد هم زبان کنی
میفرستاد اهل در و بیگانه ای محلی	مان بهر یک دستش که بگوید چو کنی
آدمی نهست که آید بر او سر می	هم بعد ایش بگویند زده او کنی

سال آن هر دو بلند خیزین نهوشن	آفتاب برتری و ماهتاب خرمی
۱۲۹۹	۱۲۸۴

قطعات

تا بچ پیدا و خسته نهاد آفتاب فلک تجابت و بخیرای ماه آسمان شرف

نامدار می سخت بگر و قره العین بر خور و در میان خورشید احمد حسین
 خلف الرشید عالیجناب علی القاب لطف فرمای مجتبان خلوص آثار مصنف
 کتاب السید خواجہ میان صاحب تعلقات جاگیران طبع فرمود عید الطیف عفا

خداوند عالم بخوابید

عطا کرد از لطف و نور عین

چو جو تا رخ گردید عقل

فکرت گفت خورشید احمد حسین
 ۱۳۰۱

ایضا

دلا غفلت حسن میلاد پور	بکا شانه مخلصم بیکر نیست
ز هر طفل فرخ رخ و مهر و ش	کز دواغ بردل به آسمانست
خوش صورت او که اقبال و جاه	ز پیشانی اش آشکار و عیانست

غرض بہر تاریخش احباب را ز فرج و طرب گفتگو در میانست



پڑو ہمیدم از عفت چن سال
بگفتا - ولیعهد خواہ میانست



ایضاً



رہے فند ز ند عطا فرمایا
مہر بھی جسکی ہر صورت پہ فدا
حسن معنی میں بھی ہر بے ہمتا
یعنے اقبال میں ماشاء اللہ
رہے سر سبز باغ دنیا
اور او نہر بھی رہے ظل خدا
شمع سان جلتی رہیں سب اعدا

اندون خواہ میا نصاحب کو
چہرے میں غیرت ماہ انور
حسن صورت میں ہر معیوب و سیر
حسن معنی کی یہ معنی ہر جناب
بخشتے اللہ او سے عمر خضر
والدین او سپہ رہیں سایہ گلن
سرخر و دوست رہیں آنکھ بھی

الغرض سال تولد کے لئے

میتجسج ہوئی عقل سا

چرخ چارم سے میحانے کہا

ہر پیمہ خورشید جمل نوپدا

قطعة تاریخ

تہنیت اجلاس علیجناب علی القاب نواب مکرم الدولہ بہادر برہمسند
صدر الہامی مالگزاری از نتیجہ کترین و تحفیت عبد اللطیف متخلص عقل
برای یادگار درین یوان مشفق مکرمی و ہتادی تسلی گردید

صدر آفاق و مصدیر اکرام

راہ گشتہ ز خلق او خلق

ابراہسان مکرم الدولہ

معذن فیض و مخزن فضال

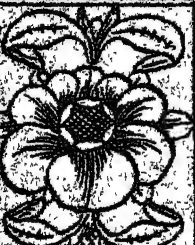

واروش جاودان نہ اسرور

عالمی شد ز جود او معبود

الطف فرما سے حاجت و بنجور

منبع علم و صلہ نامہ صبور

<p> گریست طاهرست چون خورشید ماه تابان آسمان هستی شاد و باشتند خیر خوانانت وقت خوش آنکه پیش تو باشم میکند جلوه مصرع تاریخ طوری تو شیخ گر شود منظور </p>	<p> رحم عالم بپسین است مستور مهر هستی که عین عالم نور همه اعدای جبار تو مقهور روز آن به که بگذرد بخصم هر روز آن به که بگذرد بخصم </p>
---	---

	<p> عقل روز و شب هست شاکر تو تو هم از لطف خود کنش شکر </p>	
--	---	---

ایضا

به بنیت عید اضحی برای تو آب ممدوح

<p> که آمد عید اضحیه بعالم بدور فرخت سرور و خورم </p>	<p> بحمد الله و افضال جمعیست خلایق جمله چه اے چه اعلی </p>
--	---

سب عدل مدت است نیک	تعلیق از انظار بیخ
بس فرما گشود لطافت کرام	که عالم بسکه گیتی کرد و بهم

کفیت از سه است تاریخ	
دارد دولت و صدر مکرّم	

۱۳۸۶ هـ

قطعات تاریخ

ولایت با سعادت برخوردار سعادت انار محمد حسین خان صاحب الامر
 فرزند ولایت عالیجناب توابع پیر بجان خان بجاو
 دام اقباله حال مددگار کو تو الصاحب اندرون بیرون بلده از نتیجه
 فکر خف عاصی سید عبد اللطیف عفاعنه بر آید گادین دیوان مندرج

بعد از شهادت او را در این جهان	گویم باعث دهنج خدایگان
مجموعه مکارم اخلاق بحیاب	دیباچه محاسن اوصاف بکران

ایستاد رسالت بحسب کرم
دارم دست شکوه و لقمان بخت کرم
رستم بزم حلاوت چون نگه کند
بیند چه گرم تندی آتش جگر که
افزون بود محاسن از حوضه حکم
فرزند نکست مبارک لقمان داد
خوشه نظر که ز انوار و کوا
یارب نکاهدار تو این ماه نو را
ز انعام لطفش سانش بر کمال
سبز و سرخ و گل و گلشن آ
عم خضر و اله او کن بفرخه

ستم چو سال خرم آن ملاوتی
کامدو صبح کن خیر و بینات را
هست اند تاثر برکات وجود او

آمدند امر از سر و سرگردان
از نام او که هست محمد حسین
این نکته مغرب که شد بدلم عین

آورده است عقل به پیش تو بهیت
افتد اگر قبول تو خود و لبت است آن



نظر لطف پر سحر جان
حق بایست آن فضل خود را
بر جمالش نظر جو می افتد
این دعا هست بر زبان جهان
نیک خوانان حضرتش ما و ا

که بشهر است نامی و شهر
سیر نیک باغ پر نور
می شود رنگ بهوشان کاو
یارب از چشم زخم دارش دور
احمر اللون ز انبساط سر و

باذا عدلے جاہ و حشمت او
چون قدام حجب فکر سنش
بسکہ تانچ عیسوی ز سر ویش

در غم و حزن ہم الم رنجور
بزدم دست و پاتا مقدر
گشت مسجوع - غیرت مہر و ہود
۶۱۸۶۲

ایضا ہجری و عیسوی

پیر سبحان بیدار بفضل کردگار
صور تا ہجری و معنا عیسوی آمدگار
نہ نشتر

چون عطا تابندہ و طفلی بشل گشت
بود مولد یکہزار و دوصد و ہشتاد
ہشت
۶۱۸۶۲

ایضا

پیر سبحان عالیشان
داد خالق کنون پراورا

کز خرد سرور زمانہ بود
کہ بہر جاے زو فسانہ بود

از خرد سال عیسوی جستم

کرد القا چہ راغ خانہ بود
۶۱۸۶۲

قطعه تاریخ

سیدالدینک نزا و سعادت قرآن نجابت قرین بر خور و ارشاد انارمیان
محمد طهور الدین طالعمره خلف جناب محمد حسین صاحب مهتم کو لودام

بمحمد حسین عالیشان
مثل او در جهان بخلق حسن
جدا کو بپای عقل رسا
سرخر و خیر خواه او باوا
الغرض کرده در شبستانش
شهرتے شد که در وجود او
از عنایات رب دواشن باد
سایه و الدین او باوا

دایما هست فضل رب مجید
فلک از چشم مهر و ماه ندید
تا باین پایه رفیع رسید
بد سگالش سیاه رو چو نرید
مه لقائی طالع چون خورشید
خلف الصدق یعنی پور رشید
شب شب قدر روز و نوحه
بر سرش جاودان طویل و مدید

سهر تارخ و سحر گن مولود / سهر فکرت جز از دم بوس

تا که بان گفت مهرسم که بگو / ز محنت ظهور دین جاوید
۹۸۱ هـ


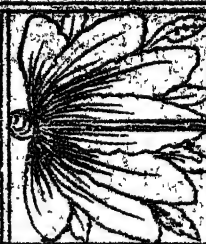
ایضا

با لطاف فرمای ماز و اجمال / عطا کردند فرزند یوسف جمال
ز رشکش بود مهر در اضطرار / که طالع شده غیرت ماهتاب
چه بندم بوضفش کم بر میان / که گردید کلکم بریده زبان
غرض بهر تارخ میلاد او / نو دیدیم چون از خرد گفتگو

بگفت اسن عیسوی بر محل / که پید است خورشید برج حمل
۹۸۸ هـ

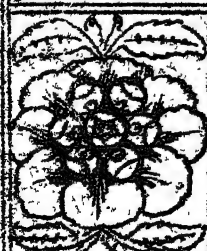
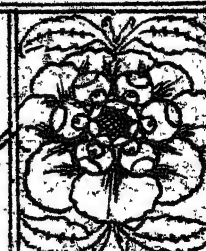
ایضا

عساکر و ایزد پاک اندرین سال	بمد و خشم جگر بند خوش حال
قلوب با طبیعت و والدش	شده زین شادمانی خورم و خوش
بفرسال بودم طویل هوش	بگفت از من که کن گفتار من گوین

چو میخوای که تاریخش بدانی	
گل باغ مراد - آنرا بخوانی	

ایضا

با شفاق منده ما محامد و ملین	عطا کرد از فضل خود نورعین
چو خواهی که تاریخش از دست هوش	بر آرنی بالقاط با زینت دین

پس از صنعت بنیات وزیر	
بگو - نور چشم محمد حسین	

قطعات

تایخ تولد فرزند بخت بلند بر خور دار میان شیخ صالح عبّاد و شیخ
 خلف الصالح جناب شیخ عبدالرحمن صاحب عبّادی هجتم کوه توالی سالها
 از نیتجه فکر مصنف

چو درد و دلش سر آمد به عبد الرحمن	یکایک شد مه امین طالع
جهان را از سر نو خور می شد	که گردید این هلال عید طالع
عزیز می گزید و احتشامش	ز بس بر خویش تن بالید طالع
سجده از منج شد نیک بخود	خوشش در زایچه چون دید طالع
بزشک طلعتش بودند گریان	بخت دشمنان خندید طالع
بزم دوستان نامید پاکوب	هم از خورم ولی رقصید طالع

شدم در فکر سانش سر برانو	فکات گفتا - ز بس خورشید طالع
--------------------------	------------------------------

۱۲۹۹

ایضا

مستم صاحب از عطای خدا	پسری یافت بهیچ صورت بد
سال میلاد بگدا بدوست	خلف اصباح عزیز القدر

ایضا

حبذ انور چشم مدو جسم	کز وجودش بعالی شادیت
سال او دوست یخچین شبت	ولی خاندان عبادت


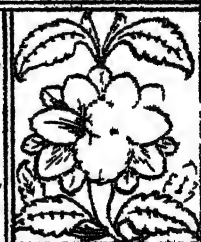
ایضا

چون خدا داد عبید رحمن را	خلف نیک مشتری طالع
مشترک در افنیای عرب	سال او -- صلاح غنی طالع

ایضا

اندنوان میر خوش خلاق کر مفرماکو	بخشا خلاق جهان بر پسر راحت جان
---------------------------------	--------------------------------

<p> تہیں کشمیر میں ہر صفا کا او سک شہر واغ رشک رکھا فقط ماہ کو دل پر بھی نہ حسین بابا وہ خدا داد کہ ماشاء اللہ صوری معنوی اوصاف تھو موسو او سک احباب سچ خورشید میں اعدا موم سال میلاد میں کلک خچہ دو ریاضہ کو بکو غلغلہ اوٹھا یہ جہان بینا گاہ </p>	<p> عرب شام و ہندوستان عجم و ترکستان بلکہ ہر مہر فلک آتش حسرت میں تپان صد توہین حج و عمرہ توہین غلامان او سک اقبال ہر او کی ہی جیسے تابا او سک اولاد کے مہر امان میں شاد جستجو کر لو لگا اور ہوا سرگردا ایا آیا خلف الصالح عبد الرحمن </p>
---	--

	<p> دوست را خلعت جنت عطا کرد فلک حسن علیہ علیہنا و علیہ کمالنا </p>	
---	--	--

	<p> تاریخ عیسوی </p>	
---	----------------------	--

<p> عطا فرمود رب طفے مہتا </p>	<p> در این اثنا کر مفرمای مارا </p>
--------------------------------	-------------------------------------

صداش از جبین چون گشت مفهوم
ز بهر گردید پیدا آن نگو چهر
بعشق روی آن مهر درخشان
خرق به سنگ شیش و لک مال
ز رویش طاقِ جمیست شن
فقط تفریح میدادش بانیست
بر والد گه نطفه خندان
گهی اندر کنار محب مادر
خداوند دو عالم خورم و خوش
کنون در بجه فکر تفت دم
کبکف آرم چو در زین بحر زخار

بنام شیخ صالح کردم و مسموم
که باشد بر رخش شیدامه مهر
بگردش دایا گردون گردان
غلام ز خریدن هست اقبال
مگر خواهد شدن مثل تهن
که عالم را سرور و شادمانی است
چو پیش ماه باشد نجم رخشان
در آغوش صد ف چون طفل گوهر
بر روی سببان و اندیش
که تا شیخ سال عیسی می
که باید گفتن آید بر شبنم

فکات گفتا که هست این طبل گویا
 هلاکے در مه و خورشید یکیت

ایضا

درین ایام صاحبزاده‌ها	که دایم بر شش طلعه آباد
ز بطن مام تابید از سراج	چو خورشید حمل رحیدر آباد
باقبالش ز حق بادا اعانت	هم آیین از ملک از ماد عباد

دعاء عیسوی تاریخ میراد

بلکو - روشن چراغ مد عباد

۱۸۹۲

ایضا بحری عیسوی

شیخ صالح چو در وجود	رفت یکد ز عالمی شومی
از رخس چشم دوستان روشن	لیک بدخواه راست محرومی

هر که دیدش شی آمد از دهنش	چهره عرانی چه شامی درونی
هست پیدا - سعادت لیلی	بر سر - نور چشم خندونی

سال بجز و عینوش را	بچه صنعت بین که شد دومی
--------------------	-------------------------

قطعات تاریخ

رحلت مسما چاند بی مرحومه غفر الله لها از نتیجه فکر مصنف

چون بست سوّم ماه صیام	چاند بی شد جرعه کش از جو خلد
-----------------------	------------------------------

سال ترخیش جنین رضوان بدست	گفت - رو چاند بی شد سوّم خلد
---------------------------	------------------------------

ایضا

آه در بست سوّم از ماه صوم	چاند بی شد سوّم جنت از خوشی
---------------------------	-----------------------------

از در فردوس و سمن و رضوان ندا
شد بسوی خلد روح چاندلی

ایضا

چاندلی رخت تیش لبست

چونکه در لبست و سوم نه صوم

از فلک آمد این ندا کامر دوست
برج جنت مکان چاندلی است

مستقرات

افاضل انشا ید تخم امید اندر کان و

اگر ابرار اذل بر سر مزع گهر بار و

دو نان از منت و نان سنان بر سینه میداد

که نخلش و مست غیر از باج تبر بر آرد

سنان بر سینه او لیتر نه از دوان و ناخن و

مگر بر برف از دزل مزه نخی نمیداد

بقلغ خاک سوزان لذت خاکینه میداد

دل من یاد شمع شاعر دیرینه می ندارد
دو مان از منتهی زمان بستان بپزیند

سنان بر سینه او لیست نه از دو مان و ناخج رون

کسی از جرم گزخمی عیان بپزیند
نسازد خم که لطف رب نشان بپزیند

تقش باد آنکه طعن نکسان بپزیند
دو مان از منتهی دو مان بستان بپزیند

سنان بر سینه او لیست نه از دو مان و ناخج رون

ز ناکخی آتش احسان بپزیند
بخوش نصرت الوان بستان بپزیند

ز دستش شربت حیوان بپزیند
دو مان از منتهی دو مان بستان بپزیند

سنان بر سینه او لیست نه از دو مان و ناخج رون

قناعت عشق شربت بر تر از شاهش دارد
ز قید بندگی آزاد چون سرو سبی دارد

و لیکن طاعت کطرف قهر از دی دارد
دو مان از منتهی دو مان بستان بپزیند

سنان بر سینه او لیست نه از دو مان و ناخج رون

کسی از آتش فاقه چو مجر سینه میدارد

بماند سز خرو کو چون گل تر سینه میدارد

که چشم از مفلکان غمیشتر در سینه میدارد

دو مان از منت و مان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دو مان و مان خردن

سراسر نصرت نمان بر سینه میدارد

یقیناً الفت نمان بر سینه میدارد

مقرر نعمت نمان بر سینه میدارد

دو مان از منت و مان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دو مان و مان خردن

سینه ناز بیم و زرو پشیمینه میدارد

بدست خویش گویا بوزنه نه سینه میدارد

ولی عاقل کالاش خواست قلبی نه میدارد

دو مان از منت و مان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دو مان و مان خردن

شعر

سخنان طرب نواز دوست

هم بد شمن قد پند نکوست

قطعه تاریخی

وفات تحریر آیات پیر و مرشدی مقبول بارگناه همه حضرت
سید شاه محمد عرف سید شاه صاحبان قلم

واحه سردار یغانا که درین زمانه	بر بستر چون خوابید شاه صاحب
از انبساط خاطر و خوشنقصر شد	حور و قصور چو دید شاه صاحب

تاریخ رحلت او با تفصیل و دست گفتا	الکون بسوخت گریه شاه صاحب
-----------------------------------	---------------------------

ایضا

دلو برینا که ازین جای فنا	مادی ماره جنت چو رفت
---------------------------	----------------------

گفتم این سال وصالش ای دوست	پیر ما با یوسف بر رفت
----------------------------	-----------------------

ایضا

خدایان لازین سفت ام نما
 چو گریان بزاید بختی آدمی
 هر انگس که دل بست اند جهان
 ز اقوال و افعال دنا جهان
 ازین جاویران مبارک کسی
 پس امسال دمی من الغرض
 شد اندر حجیم پاکش از ان
 نمیرفت جان عزیزش بجلد
 بخلق آمد از کلمه لا اله
 چنان کامه بود پس همچنان

که اینجا هر انگس که آمد برفت
 ولی شاد و خندانش باید برفت
 باندوه و افسوس بید برفت
 درینا که نمکین نشاید برفت
 که با توشه و زاد زاید برفت
 ازین پیشطاق زبر جد برفت
 سر حرقه از فرق فرق برفت
 مگر بھر عیش خستد برفت
 با خرم از قول اشهد برفت
 بقلب ز بان مو که برفت

مخوابی هر دوست تانچ او
بگو سوی جنت مجمر رفت

ایضا

درین لاجو میان شاه صبا اقدس	وفات یافت کز آن جهان لاش نیست
مشارعش غوغا و تشو و دوات و لیکن	کنون بخت کجاثانی و هاشم نیست
به جوین بود اختلاط روحش را	فنا حی جم ازین بگذر و صبا نیست
ز فوت او شده غمگین مانده سر سبز	بیاکن الم عالم ارتحاش نیست
غرض که طبع تباریج حلتش ز خرد	بگفت اگر بتو علم حساب لاش نیست
بگوی صوری و هم معنوی و تاناینج	ولی الصنع جدید از ترا خیال نیست
چینی هم نشه عیسوی و مجری نیز	به هر سوز چو در مصری کمال نیست

بگفت دوست زبان الم بر آورده
هزار و سه صد و سه سال ارتقا لاش نیست

۱۰۶۰ ۸۶

مغزل در طرح

اگ بیجا ہو جو مار تاو کے
مفتری صحبت میں پھر آنے لگا
قتل کے میدان کو دیکھ ز درا
غمزہ و ناز و کرشمے چھوٹے
دل کے لہروں سے پکڑ جاتے ہم
کی طرح مشکل عجب سرکار نے
اونسے کچھ ایسٹیب کی ہر گتھی پٹی
دکی باتیں جانتے ہیں خوب ہم
ہستے زخمی چھری دیکھے نہیں
اغش ل میں لگی اسی دست کیا

وہنگ نکلیں جس سے کیا برتاؤ کے
آے پھر نزدیک ن بہکاؤ کے
کیا اٹھا کر کرتے ہو چھڑکاؤ کے
ہو چکے اب ن تمہارے چاؤ کے
ہیں بچھو فی پر جھکے ناؤ کے
قافیہ کہہ کر روی پر و اف کے
جو نہیں آتا کچھ سمجھاؤ کے
یہ کرشمے ہیں فقط دکھاؤ کے
اجتک تنیع نگہ کی گھاؤ کے
قافیہ ہیں طبع کماؤ گتاؤ کے

تقریظ پنجتہ ملک گرسک

کاملی کز اثر دانش اور روشن
نکر بکرش تنق سے بقضار محرم
انچه بر خلق جهان بجز حقانی مستور
وایک تظہر بقضار محرم

مَوْلَانَا الْاَعْظَمُ قِدْوَةٌ اَفَاضِلُ لَامَهُ كَاشِفُ الْمَشْكَاتِ
الْعَقْلِيَّةِ فَاتِحُ الْمَغَالِقَاتِ الْبَقْلِيَّةِ مَحْزَنُ النِّفَائِسِ
مِنْ مَسَاحِثَاتِ الْفُرُوعِ وَالْاَصُولِ مَظْهَرُ الْغَرَائِبِ
فِي مَنَاطِرَاتِ الْمَعْقُولِ وَالْمَنْقُولِ اَكْمَلُ هُدَاةِ الْاَيَّامِ
يَنْبُوعُ الْكَشْفِ وَمَنْبَعُ الْاِلْهَامِ اَفْصَحُ الْبُلْغَاءِ
اَبْلَغُ الْفُصَى اَعْلَى الْفُضْلَاءِ اَفْضَلُ الْعُلَمَاءِ

رَبِّهِ أَمَّا جِدَالُ الْفَقْدِ وَهُوَ أَعْلَى الْجَمْعِ الْجَبَّارِ
 سَادَاتِ الْخَائِفِينَ خِلَاصَهُ وَدَائِعِ الْخَائِبِينَ
 فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ مُقْتَدَى السَّادَاتِ مَلْجَأِ
 أَرْبَابِ السَّعَادَاتِ مُبَارِزِ مُحَافِلِ الْبَحْثِ وَ
 التَّعْلِيمِ مُبَارِزِ مَضَامِينِ التَّلْقِينِ وَالتَّقْهِيمِ
 مَوْلَانَا مَوْلَى سَيِّدِ عَبْدُ الْكَرِيمِ صَاحِبِ

سهر سیادت سما سعادت

باجد اذ او غز بطی ویشرب

اَفَاخِرُ اللَّهِ عَلَمُ كَافَّةٍ

سَلَّمَ اللَّهُ الْوَاهِبِ

در بحر احمد کل باغ حیدر

باسلام و فخر محراب و مهر

الْعُلَمَاءِ الْأَنَامِ تَتَأَيَّجُ أَنْفَاسُهُ وَأَضَاءُ مَضَاهِمِهِ
 قُلُوبِ عَظَمَاءِ الْآيَاتِ يَلُومُ مِعْرَاقَتِ بَاسِهِ

وہر هذا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي شرف اللاد م بالخلق و اسبحم و علم بالقلم علم الناس
ما لم يعلم۔ والصلاة الزاکیات علی من ذہب و نصب السہق
بانام فصیح العرب والعجم صاحب التاج والبراق والمعراج
و اعلم۔ کریم استجایا جمیل شیم و نبی البرایا شفیع الاعم
والے حضرت اخیه باب مدینة العلم والحکمة المحکم احب المخلوق
والے الحق من هذه الاعم و مولی کل مسلم و مسلمة بلطف الاعم
سیدنا ابی تراب ابی احسن المعظم والمحترم و علی آلہ واصحابہ

الذین صدق اشداء علی الکفار رجاء بنیسم علیهم سلم
انما بعد برضایر ادلی اعلم وفضل و همت و اصحاب
بلاغت و براءت پرور که قلوبشان مقتبس اشعه فیوضات
ایزدی و بطونشان مستوفی پر تو لمعات سمدی است
محقق و مجتوب مباد که دیوان بدیع البیان و ونست
بصد تنائے دلی و دعائے سحری از ممکن بطون بمنصه ظهور
جلوه افروز شده کلام المشهور و مشهور الکلامش پایه شرف
شعر را از فرش تا غرش بسته و عذوبت بیانش قیمت
شکر از تبسم غنچه دهنان شکسته قلت الفاظش از کثرت
معانی تضعیف بیوت شطرنج را دو اسپه مات داده و فور
مطالعہ دور غزلش بشایقین چون تسلسل و عده پیمان شکمان

موجی از بحر لطافت او - از چه روست که دانه اتارین
پسته لبان مدام رو پوش است آرزو گونہ سرخی از
زنگین کلامش دزدیده اند - سبب چیست که شکر لبان
ترش و بوسه را باد شنام ارزان می فروشد شاید دلقه
گل و سوز آب تیغ حسن ادایش چشیده اند - وجه تشبیهش
ایمنه خیال را کالبد رعن لشمسند و جنتین مستقبلی - و از
کمال تشابه شبته به شبته به چون روح بکالبد همشکلی - چون
خواجہ ماتنغ صفت در قبضه گرفت - سواد اعظم
ناز کنجیالی هو مر و شک پیروز قبضه تصرف بدر رفت -
هر چند دیوان آتش آتش است لکن بیت غزل پر کنش
کبک دری است اگر چه گویا گوے سبقت بگویائی ربوده

مگر کجا افسون و کجا سحر سامری - تنه ناسخ نسخ و گاه خورد
کلام سودا در مذاق صفر ارنجته - از حکایت فراقش چه کنم
جگر بریان و عرصه رستخیز لرزان و لپیان - عبارت
ملخص مختصر مطول و توضیح کلامش حاشیه است بر اطوار
لفظ او بیت و معنیش شهر است صفحہ اش بر وجدش بحر است
من سرایم خود دیوان گویا است - مصنفش کیست - آن قابل
بیشل و قبحر ببیدل - دولتش حلقه بگوش نصرتش علم بردار
ذوالمجد و الهم - عطار در قسم بر حبیبش نیم قص خاتم سخا و
کرم خاتم نوال خورشید جمال قمر خصال مریخ جلال پنج صفا
نہال عطا غنچه عز و علا رنگ و بوے مجد و اعتلا نورس
فضل و نبها تخم مروت و وفا محیط حکمت بیط عفت

ارکان شجاعت عمان شہامت ۵ بزرگ منصب و

والانیزاد و عالی راے بہ نجمتہ طالع و فرخ رخ و ہمایون فلاح

لداقت و سعادت علی از طالعش عیان - شعثہ اقبال نبوتی

برجیبش تابان ۵ خواجہ کافی کفایت آنکہ نامش نہ شہ

ہم عزت بطراز و امن اخر زمان - با وجود تعلق و کثرت خدمت

نہر پرستان ہر آئینہ با ائینہ وحدت آشنائی - زبان

سراگند کہ راست گویان را در محفلش رہائی و در رہائی

زہد و حقیقت از لضا - ہر عمر نہ تفریح جو یار مستطیع سید

بہ اسب و الاسب اصالت پر فدا ہر دہائی ہر روز

ہر دہائی شہندان صدر البیہ و الحاطم محمد اہل المیر

الکرام - ہر دہائی اسعد تدوہ قوی الفضل و التخیل

مفتاح كنوز الاسلام مصباح مشكوة الكرام سبحانه
تليد بوعلی در مكتبش طغی بے تمیز استاذ خندید
مناش بے دید و شنید - خواجہ صدر نشین صاحب سیر
عز و تمکین - معتمد سلاطین روزگار - مستشاملوک عالیقدر
صاعد ذرۃ معالی و مناقب عارج رتبہ مفاخر و مناصب
کریم ابن الکریم شریف ابن الشریف امیر ابن الامیر حریص
عزت دستگاہ نام خدا سید خواجہ تحسین دوست
چو گفتی کہ فرزند خیر الانام ہمہ مدحما لفته شد و اسلام
دامت دولته بمنزید النعم و طالت عمره
فی نشر آثار الکرم - کہ حسن ذاتی و عرفی قدم را از تنج
خانہ زاد لفظ و معنی او میگوبند و دستور العمل نصحت

بلاغت از دیوان سحر البیان اومی طلبند نازم بطبعیکه
در آن این دیوان بطبع اختتام یافت که موسوم بطبع سکا
است بهتمی رسید عبد الکریم خان و سید عبد المجید خان سکه کارخانه
که از سلسله موج لطافت جد و دلش هنوز در چاه تار یک شام
آب مرده رو پوش است و از ریخت رنگ زمر و نیش افغی غم
والم کور و مد نهوش - قافله سطورش در دشت بیاض لبو
چون دنباله سرشته آهو چشمان از ارم روم کرده - و از رشک
خوشقلبی نستعلیقش یا قوه مستعصمی الماس خورده - حیرتی دام
که چسان تحته تحته گل و خیابان خیابان سنبل بر سطح آینه شسته
اند - طرفه تر اینکه شیرازه اش را بنحیط الابيض والاسود صبح و
شام چون عقد پروین با نسلاک و انضمام دشته - همانا کاغذ

از عمار شعاعی آفتاب با جور است و مژگینش از دود و شعله طور
مانی به نهر جد و لش از خطای فاحش و لوشکسته و چشم
مست نیمخواب و زویده نگامان بیاضی از صبح بیاض او
دزدیده - دامن بیضا و لیش بر صفحہ بیضا بروز روشن
دست بگیر میان بیضا و بقا سرکشی ششش کمان و ابر شکسته
و صد تا - حلقه دورش تاج حضور فقور و نقطه اش کوه نور
ستیم با صلاح و تصحیح سالک مسالک ادب عاج معارج
فضل رب لو ذعی و عالم بلیعی - یکہ تازنیدان سخن پروری
مسند آرای دیوان شاعری - منبع فیوضات کسبی و دہبی
محقق دقایق نظری و عملی - خواص مقام حقیقت - مصمم
مسئول طریقت و معرفت - نسیم بلاگردان فضا عشق

میراجد خوان مقامات پر بلا غشش - خمیرش قدر دانی علما
خمیرش نفع رسائی طلبا - رب الفصاحت و البلاغت
الفائق علی امر القیس و ابن مراغه - المتحلی بالصفات
البعیة السحار لكل فضیلت ادبیه - شمس سماء المعالی
زینة الايام و اللیل الی - الاجل لاکرم الضعی الا فحس
مستغنی عن التعریف و المذکور استاذ الاساتذہ المتخلص
مشهور لا زال مخروم عن الآفات الدہور کہ مرجع
و باب اہل این فن را باستانہ فیض کاشانہ اوست چنانچہ
رفته رفته بہندوستان رسیدم خال خال اساتذہ را برچشم
لاکن سو کہ استادش احدی را تفضیل و ترجیح نمیدہم
مزین و مزین شدہ - الصلا الصلا بیا بابا انگور بخور شاہیقین را

که تجار شهر و امصار این نو بر میبیا و خرید و نمودن را سفت
باید گفت - بخت جان از آن خریده در چار سوس
بروند و می برند - المدام المدام قدح کشان جام جمشیدی را
که جرعه را عشق بروج و روان نیز زد گنج شایگان بیجان داد
خریده ها ند و میخرند - الحق کسیکه نخرید چه خرید و آنکه ندید چه
هر چند تقریظ دیوان بدار شاید - اما خلواخرون را رونی
باید - عبد الکریم تو کیستی و چه کسی و چرا راه خطامی پوئی
و در کسوت خود نهائی این چه لاف سنا نیست - توبه توبه
اَسْتَغْفِرُ اللهَ هوش دار گوش گمار - گوهر بکان نجشین
و در بد ریاسپردن - تحت طأوس را از خذف آرستن
و تاج کاؤس را از صدف پیراستن خلاف دانشوری است

تو خود جا بلی و میچسپد زی و کجج زبانی و بخردی و دور ویشی
کارت دعا گو نیست نه تحت ریط نویسی **س** آلهی در جهان
باشی با قبال جوان نخت و جوان دولت جوان سال
بار الهی تابیط آباد زمین و زمان لغوای جعل الارض
فرایش از هفت خرگاه افلاک بقنادیل شمسین چهل چراغ
ثوابت و سیار روکش خورشید رخاں اسبرن - و خلعت و
مهورشان جرمن است بادعیات ماثوره رب اشعث
مدفوع بالابواب و مجردان طلل گزین باریاب حضرت
و تاب جل صمد که اگر شمه ازان برتبه اجابت رسد و انج و
کافی است - عرائس تمتا و ابکار مدعای آن شمامت و
عوالیمرتبت و فطانت و معالیم منزلت فارس مضمار شوکت

وایالت ذرّه القاج عظمت و بسات مرثی مدارج اعتلا
میبط فیوضات حضرت جل و علی بوسمه اقبال و غالیه اجلال
و کنگونه حسن و جمال و سرشته حق مبین و حق پسندی و طلق مرثی
و بد نشمندی و سفید اب صدق و صفاد حنای و سترش عا
و نورتن عیش و نشاط و خلخال مسرت و انبساط و علیند حفظ
الهی و بککلاه سرافرازی نامتناهی هر هفت و هفتین شده
بدار الاماره فرخنده بنیاد حیدر آباد صانه الله عن الشور
و الفتن و الفساد بخبطه قاضی الحاجات و سامع المناجات
بشهادت شاپدین بالغین قضا و قدر با غوش ایجاب و
قبول و دوشادوش خوش اسلوبی حصول باد و یوما فیوما
از خلف الصدق فتح صدر جهان و شهبان و ران منور و درخشنا

بحرمت النسبی وآله الامجاد - آمین شد آمین

قطعه تالیخ

ستم و شیشه می در دستم
سخن دوست دل فزا گفتم

چند پر سی ز بلند بستم
گفت گوئی چو بتاریخ بود

و السلام

الحمد لله والمشهد هذا دیوان تفسیح بنیان بتصحیح
وهم دیقعه اکرام ۱۳۰۳ هـ در مطبع سلطانی واقع حیدرآباد
فرخنده بنیاد دکن مقام بکل گوشه عقب بازار اکبر جاده باہتمام
عاصی سید عبد المجید خان عفا عنه مالک مطبع مذکور صورت هشتم پدید

دورانِ فکرت و تفکر و غور و انبیا صلی علیہ وسلم و جمہورِ فاضلین و خواص و مستوفین



تعداد اشعار

تعداد اشعار



دو عالم میں یہ جلوہ چار سو خالق کی حد تک
رقم جب بھی نہ کچھ ہو وصف اوصاف کی صنعت کا
نہ پایا راستہ اہل طریقت نے حقیقت کا
کہاں اس کی اور ان کہانوں کی اس کی طلعت کا
وہ دیکھ جس کے آنکھوں میں تجلی ہو بصیرت کا

کسی سے کب بلا شہر بیان ہو اس کی قد
پر جبریل کا خاتمہ ہو قرطاس میں بیضا
یہ مجذوب سا لکے عرق میں یہ پیرا سیمہ
صفت تہہ در ہو کیا مھر کی پیچیدگی رنگ
تجلی کا عالم کے جلوے سے فردوس کے

